معاشرے میں جرائم کی وبا

مصنف

ادیب شہیر حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضوی ایم۔ اے

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی

زیر اہتمام: الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ مہاراشٹر

غوث الوریٰ اکیڈمی کی شائع کردہ کتابیں



تصنیف واشاعت تبلیغ ودعوت وقت کی اہم ضرورت ہے مالی تعاون کے ذریعہ راہ ہموار فرمائیں

Office

AL-JAMIATUL-RIZVIA

Behind Desai Shopping Complex, Raza Nagar, Bail Bazar,
Valipeer Road, Kalyan (w) Dist.Thane, Maharashtra 421301
Contact: 9322329875 / 9323737659

معاشرے میں جرائم کی وبا

ادیب شہیر حضرت مولانا

الحاج محمد ادریس رضوی ایم۔اے

رابطه
Mohammad. Idris Razavi
Sunni Jama Masjid Patri Pool Kalyan
421306 Maharashtra

ناشر
غوث الوریٰ اکیڈمی
زیر اہتمام: الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ، مہاراشٹر

☆نام کتاب: معاشرے میں جرائم کی وبا

☆مصنّف: ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ادریس رَضوی (ایم۔اے)

☆صفحات: 120

☆سنہ اشاعت: اکتوبر ۲۰۱۸ء محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

☆ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی، زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ، کلیان، تھانہ، مہاراشٹر

☆تعداد: 1100

☆قیمت: 60/روپے

ملنے کے پتے:

☆سنّی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان (مہاراشٹر) mob:9869781566

☆مولانا محمد مسعود رضا قادری، الجامعۃ الرضویہ، بیل بازار کلیان۔ 09322329875

☆زہری کتاب گھر، کلیان 9870330192

☆مولانا محمد کاشف شاؔد مصباحی، دارالعلوم رضائے مصطفےٰ (گل برگہ) 09620372464

☆ڈاکٹر محمد توصیف رضا، رضا کیلنک، مدلمن، دربھنگہ۔ 09576829764

☆حافظ وقاری محمد قمر رضا، رضا منزل، مدلمن، دربھنگہ۔ 7275238675

محمد ادریس رضوی

اپنی باتیں

میں کبھی ہاتھ میں جب لے کے قلم چلتا ہوں
ساتھ میں لے کے صداقت کا علم چلتا ہوں

ہم کون ہیں....کیسے ہیں؟....یہ قرآن سے پوچھئے....قرآن کہتا ہے''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا''اور بات یونہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ''۔

ہم افضل اس لئے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے....اللہ کے بنائے ہوئے فرشتوں کو بھی مانتے ہیں....تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں....اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیا اور رسل کو مانتے ہیں....اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں....آخرت کو برحق سمجھتے ہیں....تقدیر کو حق جانتے ہیں۔

کون کلمہ پڑھا اور کون نہیں پڑھا....کون اعمال صالح کرتا ہے اور کون نہیں کرتا ہے ان سب پر ہم گواہ ہیں اور قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گے....اور رسولِ کائنات ﷺ ہمارے نگہبا

ن اور گواہ ہیں کہ ہم نے کیا کیا اور کیا نہیں ان سب باتوں کی آپ ﷺ گواہی دیں گے....
دوسری جگہ پر قرآن مجید میں ہے''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ''''تم بہتر ہو سب امتوں میں''معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی امت سب امتوں سے افضل اور بہتر ہے، افضلیت کا یہ تاج ہمارے سر پر کیوں رکھا گیا ہے؟ آئیے اس بات کی وضاحت بھی قرآن پاک ہی پوچھتے ہیں کہ ہمارا اتنا اونچا مقام کیوں کر ہوا؟ قرآن کہتا ہے''اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ''جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔

اس آیت میں ہمارے افضل ہونے کی پہلی وجہ یہ بتائی گئی کہ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو....لیکن اب ہم میں بھلائی کا حکم دینے والے کتنے اور برائی سے روکنے والے کتنے ہیں؟....اب تو بھلائی کا حکم دینے والے بیشتر بھلائی سے دُور ہو گئے....اور برائی سے روکنے والوں میں اکثر برائیوں میں ملوث ہی نہیں بلکہ برائیوں میں غرق ہو گئے....اب تو مسلم معاشرے میں مجرمین و جرائم کی بہتات ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جہاں دیکھئے....جدھر دیکھئے....جس سمت دیکھئے....ہمارے معاشرے میں جرائم کے دُھویں اٹھ رہے ہیں....اب ہم میں اخلاقِ حسنہ غائب ہوتا جا رہا ہے....امر بالمعروف، نیک کام کا حکم دینے والے نہی عن المنکر برائیوں سے روکنے والے خاموش ہوتے جا رہے ہیں....باطل کا طلسم توڑنے والے خود باطل کی راہ اپنا رہے ہیں....پاکیزگی کا درس دینے والے خود ناپاکی میں گرتے جا رہے ہیں....تیرگی کو مٹانے والے خود تیرگی کے شکار ہوتے جا رہے ہیں....ثواب کا راستہ بتانے والے خود ثواب کمانے سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں....جامع الکمالات امّت جامد ہوتی جا رہی ہے....حیوانی صفتوں اور رسم و رواج کو مٹانے والے خود حیوانیت کی راہ اختیار کرتے جا

رہے ہیں....خضرِ راہ کہلانے والے خورد برد میں گرفتار ہوتے جا رہے ہیں....داعی کہلانے والے داغی بنتے جا رہے ہیں....ذکر بالخیر کرنے والے ذلالت کے غار میں گرتے جا رہے ہیں....راہ نمائی کرنے والے خود راہ بھولے بیٹھے ہیں....زرِ امانت رکھنے والے زشت خو ہو گئے....سربراہ سرزور ہو گئے....شرافت کا تاج اتار کر شرارت کرنے میں لگ گئے....شریفوں نے خاموشی اختیار کر لی اور شرارتی لوگ بولنے لگے....صداقت کو سامنے لانے سے گریز کرنے لگے توصید افگن قسم کے لوگ میدان میں نکل پڑے....ضابطۂ تعزیری کمزور پڑنے لگے تو ضاربوں کی چاندی ہو گئی....طاعت کی لو دھیمی پڑنے لگی تو طاغوتی طاقت ناچنے لگی....ظلم کی زنجیر بڑھنے لگی تو آہوں کے دُھویں نکلنے لگے....عیاروں کی عیاریاں بڑھنے لگیں تو عبودیت کی شاخ کمزور پڑنے لگیں....غداری کی راہ ہموار ہونے کی بنا پر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں غبن کے باب کھل گئے....فاجر و فاجرہ اور فاحش و فاحشہ نے گناہوں کا فارم بنا کر اس فارم میں آنے کی عام دعوت دے کر معاشرے میں آگ لگا دیئے جو بجھانے سے نہیں بجھتی ہے....قتل و غارگری کا بازار گرم کرنے والوں نے قرابت داروں اور قریبی رشتہ داروں پر قرعہ ڈال دیا تو انسانیت شرمندہ ہونے لگی....کل ملا کر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنی راہ سے ہٹ گئے تو دنیا ہمارے لئے باغی ہو گئی....اگر ایسا نہیں ہے تو غور کیجئے کہ میانمار کے مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنے کے بعد جو بچے ان میں سے 140000 کو کشتی میں بیٹھا کر سمندر میں کیوں چھوڑ دیا گیا؟ ۵۴ر اسلامی ملکوں میں سے بیشتر ممالک کے مسلمان بم بارود کی زد میں کیوں ہیں؟ شام اور عراق کے بیس لاکھ لوگ مہاجر بن کر ترکی میں پناہ لینے پر مجبور کیوں ہیں؟ ایک رپورٹ کے مطابق یوروپی ممالک میں مسلم آبادی کا تناسب اس طرح سے ہے، ''ترکی اور آذربائیجان'' میں 95 سے 100 فیصد۔ ''کوسوو'' میں 90 سے 95 فیصد۔ ''البانیا'' میں 80 سے 90 فیصد۔ ''بوسینا ہرزگوینا'' میں 40 سے 50 فیصد۔ ''جمہوریہ میسوڈینا'' میں 30 سے 40 فیصد۔ ''قبرص (سائپرس) میں 20 سے 30 فیصد۔ ''مونٹیگو روس، جارجیا'' میں 10 سے 20 فیصد۔ آسٹریا۔ بلجیم۔ بلغاریہ۔ فرانس۔ جرمنی نیدرلینڈ

۔سوئیز لینڈ میں 5 سے 10 فیصد ہیں پھر بھی وہاں کے مسلمان پریشان کیوں ہیں؟ اور وہ یہ کیوں کہتے نظر آ رہے ہیں۔

حضور! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی

تعلیم کے سلسلے میں مسلمان ترقی کی منزل میں ہے....دنیا کے سارے اقوام ترقی کی منزلوں کو چھوڑ رہے ہیں....لیکن آنکھیں کھول کر دیکھئے، مادی طور پر یہ تعلیم لوگوں کو فائدے دے رہی ہے لیکن اخلاقی طور پر....تہذیبی طور پر....تمدنی طور پر....روحانی طور پر....سماجی طور پر....معاشرتی طور پر فائدے نہیں ہو رہے ہیں....اگر فائدے ہوتے تو ہمارے سماج و معاشرے میں اس قدر جرائم کے واقعات نہیں ہوتے....ایسی تعلیم سے تو ملکی دستور و قانون سے بھی لوگ نکلتے جا رہے ہیں..خوفِ خدا سے بے پرواہ ہوتے جا رہے ہیں...اسی کے پیشِ نظر ڈاکٹر اقبال نے کہا۔

اللہ سے کرے دُور، تو تعلیم بھی فتنہ
املاک بھی اولاد بھی جاگیر بھی فتنہ
ناحق کے لئے اٹھے تو شمشیر بھی فتنہ
شمشیر ہی کیا نعرۂ تکبیر بھی فتنہ

مسلمان جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول حضور معلم کائنات ﷺ کے دستور کو نہیں اپنائے گا....قرآن کو سینے سے نہیں لگائے گا....احادیث رسول ﷺ کا مطالعہ نہیں کرے گا....جرائم کی حقیقت کو نہیں سمجھے گا....اس کے معاشرے میں جرائم ہی جرائم دکھائی دیں گے۔

آدمیوں کے بہتر رُوپ

مثل ہے کہ ''آدمی آدمی اَنتر کوئی ہیرا کوئی کنکر'' سب آدمی ایک جیسے نہیں ہوتے، کوئی اچھا ہوتا ہے کوئی بُرا، اور یہ بھی مشہور ہے کہ ''آدمی کا شیطان آدمی ہوتا ہے'' آدمی آدمی ہی کی صحبت سے خراب ہوتا ہے، ان باتوں کے علاوہ آدمیوں کے رُوپ بدلتے رہتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ اچھا، نیک، پارسا بھی کبھی اپنی اچھائی، نیکی اور پارسائی کو چھوڑ کر، بد، بدمعاش اور بُرا بن جاتا ہے، کبھی خطاوار وعاصی اور گنہگار زاہد وعابد ومتقی بن جاتا ہے، اس کے علاوہ آدمیوں کے اندر چھپے مکر وفریب وریاکاری کے مگرمچھ وقت وقت سے منھ اٹھاتے رہتے ہیں، جس سے سماج ومعاشرے میں بُرائیاں پھیلتیں اور پروان چڑھتیں اور پھر سماج ومعاشرہ خراب ہوتا ہے، جو شخص ماں، بہن، بیوی اور بیٹی میں فرق محسوس نہ کرے وہ حیوانوں سے بدتر ہوسکتا ہے لیکن انسان نہیں ہوسکتا۔

دنیا میں کئی طبقہ اور خیالات کے لوگ ہیں، ایک طبقہ اپٹوڈیٹ کا ہے تو ایک طبقہ اوباش کا، ایک طبقہ بدمعاش کا، ایسے لوگوں کی طویل فہرست ہے، مَیں کہتا ہوں کہ اس کے برعکس دین داروں کا طبقہ ہے، پرہیزگاروں کا طبقہ ہے، علما کا طبقہ ہے، صوفیائے کرام کا طبقہ ہے، محدیث کا طبقہ ہے، مخلصین کا طبقہ ہے، آخر ہم ان طبقہ کے قریب کیوں نہیں ہوتے ہیں؟ ہم اسلام کے اسباق کے قریب ہوجائیں تو بہت ساری خرابیاں ہمارے سماج ومعاشرے سے دور ہوجائیں گی، لیکن مسلمانوں اسلام کے اسباق کو طاق پر نہیں، بلکہ ہمالیہ کی چوٹی پر رکھ دیا ہے، اب ایسے ماحول میں وہ اپنے جوان لڑکے اور لڑکیوں کو گھر سے باہر بھیج کر اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے کہ ہمارے بچے بہت سنجیدہ اور سمجھ دار ہیں، وہ بھٹکیں گے نہیں، راہ بھولیں گے نہیں، اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کریں گے تو بہت بڑی خام خیالی ہے، جب قریبی رشتہ دار پر اعتبار نہیں کرسکتے تو اجنبی پر اعتبار کیسے کرسکتے ہیں، مرد ہو یا عورت، لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہر لمحہ اپنے رُوپ بدلتے رہتے ہیں، ایسے میں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

آرٹ کیا ہے؟

آرٹ (Art) انگریزی زبان کا لفظ ہے جو اردو میں مشتمل ہے، اس کا پہلا معنی ہنر، فن دوسرا معنی صفائی، تیسرا معنی سلیقہ، ڈھب، چوتھا معنی عیاری، مکاری، حکمتِ عملی، پانچواں معنی شاعری اور مصوری ہے، ان میں سے دوسرا معنی صفائی، تیسرا سلیقہ، اور چوتھا معنی میں سے عیاری اور مکاری کو یکجا کر کے جرائم کی دنیا سے جوڑا جائے تو ان کی شاخیں اس طرح سے نکلتی ہیں، اغوا، بدعنوانی، پاکٹ ماری، ٹھگی، چوری ڈکیتی، چھیڑ چھاڑ، دغابازی، دھوکہ دہی، رشوت خوری، زنا، ظلم، جور، عریانیت وفحاشی، عصمت دری اور آبروریزی قتل وغارت گری، غبن، غصب، فالتوگیری، نشہ خوری، ہم جنس پرستی، ہیجان انگیز حرکتیں وغیرہ، ان جرائم کو آج کل آرٹ سمجھ کر انجام دیئے جاتے ہیں، ان کو پہلے آرٹ کے طور پر فلمی دنیا وغیرہ میں دکھائے جاتے ہیں، پھر یہ کھلے بازار میں استعمال ہوتے ہیں، ان جرائم میں ملوث مجرم بھی آرٹ سے لیس ہوتے ہیں، ان کے لباس میں آرٹ، بال میں آرٹ، جوتے چپل میں آرٹ، اداؤں میں آرٹ، کھانے پینے میں آرٹ، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے باپ کا بیٹا ہے اور حرکتیں دیکھئے تو ان کا ہر آرٹ جرائم سے جڑا ہوا ہے، ایسے کاموں کو انجام دینے والے گاہے گاہے اپنے آرٹ میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں۔

آج کل اچکا گیری، بے شرمی اور بے حیائی، دھوکہ دہی وفریب کاری اور دغابازی کا نام آرٹ رکھ لیا گیا ہے یا یوں کہئے کہ دنیا بھر کے جرائم کو آرٹ سے جوڑ لیا گیا ہے، لیکن جرم تو جرم ہے، مجرم آرٹسٹ نہیں ہوسکتا، اگر وہ آرٹسٹ ہے تو جرائم کا آرٹسٹ ہے اور جرائم کے آرٹسٹ کو ملک وملت کی نظر کبھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتی، اسلام نے سماج وملت ومعاشرے کو جرائم سے پاک رکھنے کے لئے دستور وقانون کے ساتھ بہترین نظریات دیئے ہیں، اگر لوگ ان دستور وقانون اور نظریات پر عمل پیرا ہوجائیں تو دنیا بھر کے معاشرے سے بیہودگی وبے شرمی کا خاتمہ ہوکر نیا انقلاب آجائے، اپنے اور بیگانے سب ہی جانتے، پڑھتے اور سنتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ

میں ایک زنا کا عادی مجرم حاضر ہوتا ہے.....اور کہتا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے.....معلم کائنات ﷺ نے فرمایا، کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ زنا کرے؟ شخص مذکور نے کہا نہیں.....سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا، کیا تو چاہتا ہے کہ تیری خالہ کے ساتھ کوئی شخص زنا کرے؟ شخص مذکور نے کہا نہیں.....اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو جس کے ساتھ زنا کرے گا وہ بھی کسی کی ماں اور کسی کی خالہ ہوگی تو وہ کیسے چاہے گا کہ کوئی شخص میری ماں اور خالہ کے ساتھ زنا کرے۔

حکمت وحقیقت بھری یہ باتیں تاریخ کے صفحات پر قیامت تک کے لئے نقش کل الحجر بن کر اسلام کے اصول میں شامل ہیں.....مسلمانوں کو اس پر نظر رکھ کر.....عمل کر کے عام کرنا چاہئے کہ ہمارے محسن آقا ﷺ نے زنا کے تعلق سے کتنی اچھی باتیں کہی ہیں.....اسلام کا آرٹ سب سے اچھا آرٹ ہے.....مسلمانوں کو اپنے اسلامی آرٹ پر گام زن ہونا چاہئے۔

اسی طرح سے زنا کو آرٹ اور فیشن سمجھنے والے خیال کریں کہ وہ جس سے زنا کرتے ہیں وہ بھی کسی کی ماں، بہن اور بیوی ہے.....جہالت بُری بلا ہے، جہالت میں انسان راہ سے بے راہ ہو کر بھٹکتا رہتا ہے اور جب بھٹکتا ہے تو بُرائیوں کے باب کھلتے ہیں اور یہ برائیاں ہی جرائم ہیں اور آج کے دور میں جرائم سے ہمارا معاشرہ اٹا پڑا ہے،، جیسے دورِ جہالت میں اٹا پڑا تھا، بلکہ بہت سارے جرائم نے تو دورِ جہالت کو بھی شکست دے دیئے ہیں جو باعث شرمندگی ہے۔

آرٹ کے نام پر ہمارے معاشرے میں وہ وہ برائیاں پروان چڑھ رہی ہیں جسے پچاس سال پہلے کا آدمی تصور میں بھی نہیں لاسکتا تھا کہ ہمارے معاشرے کی ایسی حالت ہوگی.....اصول اسلام کو چھوڑ دینے سے مسلمانوں کا بہت بڑا خسارا ہوا اور ہو رہا ہے.....پھر بھی مسلمان آنکھیں نہیں کھولتا ہے۔

صبح کا افسانہ کہہ کر شام سے
کھیلتا ہوں گردشِ ایّام سے

جرائم، جرائم، جرائم

فطرت سنا رہی ہے ازل سے اسی طرح
لیکن ہنوز ختم مری داستاں نہیں

ہمارے، آپ کے، اِن کے، اُن کے معاشرے میں جرائم کھٹملوں، مچھروں اور حشرات الاض کی مانند گھروں میں داخل ہو کر خون چوس رہے ہیں.....گلیوں میں بھنبھنا رہے ہیں.....سڑکوں پر دوڑ رہے ہیں...شہروں، قصبوں اور گاؤں میں ناچ رہے ہیں...ان میں کئی اپنے گھروں میں اپنی پیاس بجھاتے...کئی گلیوں میں خواب پورا کرتے.....کئی سڑکوں پر بھڑاس نکالتے.....کئی شہروں میں گل کھلاتے...کئی قصبوں میں بخار اُتارتے.....کئی کلبوں میں اودھم مچاتے.....کئی ہوٹلوں میں ارمان پورا کرتے.....کئی مذہبی مقامات پر خناس بن کر ستم ڈھاتے ہیں۔

ان جرائم کو ڈھونڈنا نہیں ہے صرف دیکھنا ہے.....اور ہم سب روز دیکھتے ہیں اور دیکھ کر گزر جاتے ہیں.....ان کی شکلیں اور ہئیتیں بہت ہی خطرناک ہیں.....اتنی خطرناک کہ خطرناک سے خطرناک آدمی بھی اپنی اولاد کا نام خطرناک اور جرائم نہیں رکھتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ پھر کرتے کیوں ہیں؟.....کیا یہ دشمنوں کا عطیہ ہے؟.....دوستوں کی صحبت کی دَین ہے؟.....سماج ومعاشرے کی بخشش ہے؟.....ان کی فطرت کا تقاضہ ہے؟.....شہوانیت ہے؟.....نفسانیت ہے؟.....والدین کا تغافل برتنا ہے؟.....جواب ایک جملہ میں ہے کہ سب کچھ ہے بلکہ ان کے علاوہ اور بہت کچھ ہے.....پھر ان کے خاتمے کی صورت کیا ہے؟.....اس کا جواب دو جملے میں ہے کہ اسلامی تعلیمات اور اچھی تربیت.....اسلامی تعلیمات اور اس پر عمل کی کمی کی بنا پر مسلمانوں کا بہت زیادہ زیاں ہو رہا ہے.....اب ہر طرف لوگ جرائم۔ جرائم۔ جرائم میں لگے ہوئے ہیں.....آیئے ان جرائم کو اکٹھا کر کے دیکھتے ہیں کہ یہ کیسے کھٹملوں، مچھروں اور حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔

مری زمیں کو کسی نئے حادثے کا ہے انتظار شاید
گناہ پھلنے لگے ہیں اجر و ثواب سارے جھلس گئے ہیں

آن لائن جنسی ریکٹ کی وبا

نئی ایجادات کے ساتھ آدمیوں کے طریقہ کار میں بھی تبدیلی ہوتی جارہی ہے، کھانے پینے، پہننے اُوڑھنے اور ضروریاتِ زندگی کی ساری چیزیں آن لائن مل جاتی ہیں، آدمی سوچتا ہے وقت برباد کرنے سے بہتر ہے کہ گھر بیٹھے سامان منگوالو، اسی کے ساتھ جسم بیچنے اور بکوانے والوں کی عقلیں بھی ہواؤں میں اُڑرہی ہیں، روپے کمانے کے لئے جسم بیچنے والیاں اب گلی کوچوں اور سڑکوں پر پھرنے کے بجائے آرام سے اپنے گھر میں بیٹھی رہتی ہیں، کال کا انتظار رہتا ہے، جوان لڑکیاں اکثر و بیشتر اس کام میں ملوث پائی گئی ہیں، اور اس وبا نے اچھے اچھے گھروں کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے، اسی کے ساتھ پولیس کا محکمہ بھی متحرک رہتا ہے، مخبری کرنے والے بھی نئی راہ ڈھونڈتے رہتے ہیں، ان سب کے نتیجے میں آئے دن آن لائن جنسی ریکٹ کا پردہ فاش ہوتا ہے، بڑے شہروں میں اس وبا نے قدم جمالیا ہے، مساج کے پردے میں جنسی ریکٹ، بیوٹی پالر کی آڑ میں جنسی ریکٹ، ملازمت دینے کی چھاؤں میں جنسی ریکٹ کی وبا کا پردہ آئے دن فاش ہوتا رہتا ہے، کوئی سوچے نہ سوچے، غور کرے نہ کرے، ہمیں سوچنا اور غور کرنا ہے، بحیثیت مسلمان ہونے کہ ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے سماج و معاشرے کو پاک رکھیں، بگڑے ہوئے، راہ سے بے راہ ہوئے نوجوانوں کو بھی سوچنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں کس میدان کے لئے منتخب کیا تھا اور ہم کس میدان میں اتر گئے ہیں؟ جس میدان میں اُتر گئے ہیں وہ میدان ہمارا نہیں ہے، دنیا کے سارے جرائم کے میدان میں اُترنے والوں کو یہی سوچنا ہے، ہم تو اس میدان سے دوسروں کو ہٹانے کے لئے منتخب ہوئے ہیں تو پھر اس میدان میں ہمارا آنا گویا ہم راہ بھول گئے ہیں، اور واقعی ایسے لوگ راہ بھولے ہوئے ہیں، جب راہ بھولے ہوئے ہیں تو آیئے عہد کیجئے اور توبہ کرتے ہوئے اس ناپاک میدان سے نکل جایئے کہ یہ

ناپاک میدان ہمارا نہیں ہے ہم تو پاک بن کر پاک میدان میں رہنے والے ہیں۔

آپ اپنی تصویر انٹرنیٹ اور فیس بک پر لوڈ نہ کریں

سڑکوں کے ساتھ آن لائن پر بھی چھیڑ چھاڑ خوب ہورہا ہے، اس سے بچنے کے لئے آپ لڑکا ہوں یا لڑکی آپ اپنی تصویر انٹرنیٹ اور فیس بک پر لوڈ نہ کریں، لڑکیاں خاص کر کے پرہیز کریں، نہیں تو اوروں کی طرح عیاش و اوباش آپ کھلونا بنا کر زندہ درگور کردیں گے، جیسا کہ کیا گیا اور کیا جارہا ہے، اس تعلق سے روزانہ اخبارات میں خبریں آتی رہتی ہیں، یہاں پر ایک خبر ملاحظہ کیجئے، روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی۔ مورخہ ۸ر نومبر ۲۰۱۶ء۔ صفحہ ۵ پر لکھتا ہے:

امراوتی (ایجنسی) ایک شادی شدہ کو نامعلوم کے ساتھ فیس بک پر کی گئی دوستی اتنی مہنگی پڑی کہ معاملے کا انکشاف ہونے پر اس کے شوہر نے دو بچوں سمیت طلاق دے دیا، جبکہ اس فیس بک دوست پر اعتماد کرتے ہوئے اس شادی شدہ کو اپنی عزت بھی گنوانی پڑی، فی الحال ملزم 11 دنوں تک پولیس حراست میں سزا کاٹنے کے بعد اب دوبارہ گھوم رہا ہے۔

ذرائع سے ملی اطلاع کے مطابق یہاں ٹریفک پولیس محکمہ میں ملازمہ 31 سالہ شادی شدہ خاتون سپاہی کو گزشتہ دسمبر 2015ء۔ اچلپور میں رہائش پذیر (فلاں) 30 سالہ نے فیس بک پر فرینڈ رکویسٹ بھیج کر دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا، لیکن تقریباً ایک ماہ تک متاثرہ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس کے بعد بھی (فلاں) اپنی طرف سے دوستی کی کوشش کرنے پر بالآخر خاتون نے اس کی دوستی قبول کرلی، دونوں میں دوستی کے بعد ملاقات کا دور شروع ہوا اور دونوں کے دلوں میں محبت کا جذبہ پروان چڑھنے لگا، اس وجہ سے ملاقاتوں کا سلسلہ مزید بڑھنے لگا، دونوں اہل خانہ کو جھانسہ دے کر گھومنے کے لئے گذشتہ 2015 مئی کے مہینے میں گوا گئے، جہاں دونوں نے سماجی پابندی کی حدود توڑ دی، جس کے بعد سے دونوں اکثر ایک دوسرے سے ملتے تھے، بتایا جاتا ہے کہ سارے معاملے

کی خفیہ طور پر (مجرم فلاں) نے کلپ تیار کرلی اوراسے وائرل کرنے کے بہانے متاثرہ سے بدسلوکی کرتا رہا، بتادیں کہ متاثرہ دو بچوں کی ماں ہے۔

اطلاع کے مطابق بلیک میلنگ کر کے خاتون پولیس اہلکار کا جنسی استحصال کرنے اور اس سے 1.27 لاکھ اینٹھنے کے معاملے میں ''گاڈگے نگر'' پولیس نے معاملہ درج کیا، ملزم (فلاں) کو دس دن کی حراست میں رکھنے کے بعد ضمانت پر رہا کیا گیا، وہی ملزم کے بھائی (فلاں) کو قبل از گرفتاری ضمانت مل گئی''۔

پڑھ لیا آپ نے کہ شادی شدہ کو فیس بک پر کیسے پھنسایا، عزت لوٹی، روپے اینٹھے، عزت گنوانے کے پاداش میں شوہر نے چھوڑا، سکھ بھری زندگی میں دکھ ہی دکھ کے انبار لگ گئے، نفس ہرجائی ہے، یہ نئے نئے خواب دکھا کر برباد کرتا ہے، اس لئے حالات کو نظر میں رکھ کر انٹرنیٹ اور فیس بک پر اپنی تصویر ڈالنے سے پرہیز کریں، یہ تو ایک مثال ہے، نہیں تو اس قسم کے واقعات آئے دن ہوتے اور اخبارات میں خبریں چھپتی ہیں، سماج ومعاشرہ کے قوانین کو توڑ کر برائیوں میں ملوث ہونے والوں سے برائیاں عہدہ ومرتبہ، کرسی وردی، عزت وشہرت، آبرو وبزرگی سب کو چھین لیتی ہیں، ایسے وقت میں ہاتھ پیر سمیٹ کر، اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر اسلام کی راہ پر رہنا ہی بہتر ہے، اسلام یہی چاہتا ہے کہ ہمارے ماننے والے اچھے ہوں، اچھے رہیں، اچھی زندگی گزاریں، تاکہ ان کا نام ہو، دوسرے لوگ ان کی مثال پیش کریں، لیکن مسلمان مرد وخواتین بھی ایسے کاموں میں آگے آگے نظر آتے ہیں، آپ ایسے کاموں کے لئے نہ تھے، نہ ہیں، نہ آپ کو رہنا چاہئے، وقت اور حالات کروٹیں لے رہے ہیں، اس کے ساتھ مسلمان لڑکے اور لڑکیاں بھی اپنا اثر ورسوخ، اپنی پہچان وشناخت، اپنی عزت وآبرو اور اپنا وقار کھو رہے ہیں، اوباش وعیاش، بدچلن وبے حیا اور نشہ خور بن رہے ہیں، ان کو نہ پانچ کلمے یاد ہوتے ہیں، نہ غسل وضو کے طریقے معلوم ہوتے ہیں، نہ اسلامی قوانین ومسائل سے واقف ہوتے ہیں، نہ ان کے والدین کو فکر ہوتی ہے کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیاں کیا کر رہے ہیں اور ان کو کیا کرنا چاہئے؟

آن لائن جعل سازی

آن لائن وہ سب کچھ ہونے لگا ہے جو تصور اور وہم وگمان سے بہت دُور تھا، کیا کبھی کسی نے یہ سوچا تھا کہ ہم گھر بیٹھے رہیں گے اور بینک سے ہماری لاکھوں کی رقم غائب ہوجائے گی، نئے دَور میں اے ٹی ایم کارڈ، کریڈٹ کارڈ اور انٹرنیٹ بینکنگ نظام کا سارا سامان ہمارے پاس ہوگا اور ہمارے بینک اکاؤنٹ سے روپے نکل جائیں گے؟ لیکن اِس وقت یہ سب زور شور سے ہو رہا ہے، اور اس طرح سے ہو رہا ہے کہ لاکھوں پتی منٹوں میں کنگال ہوجاتے ہیں، اس قسم کے بہت سارے واقعات ہیں لیکن اس وقت مَیں صرف ایک واقعہ ہی پیش کروں گا کہ آن لائن چیٹنگ کس طرح سے ہوتی ہے، روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی۔ ۱۱رجولائی ۲۰۱۶ء۔ صفحہ ۵ کی رپورٹ پڑھیے:

ناگپور (ایجنسی) لاعلمی کی وجہ سے موبائل بینکنگ کتنا خطرناک ثابت ہوسکتا ہے، اس کی مثال حال ہی میں اس وقت دیکھنے کو ملا جب کولکتہ کے نامعلوم ملزمین نے شہر کی دوفرم کے ساتھ دھوکہ دہی کرتے ہوئے اسے محض دو دنوں میں 26.70 لاکھ روپے کا چونا لگا دیا، شکایت کنندہ راج کمار سنگھی کی طرف سے ڈپٹی کمشنر آف پولیس سے کی گئی شکایت کے مطابق ان کی گاندھی باغ میں دوفرم ہیں۔ ان میں سوریہ ادے میٹل کرافٹس اور سگنل اسٹیل انڈسٹریز کی شمولیت ہیں۔

سوریہ ادے میٹل کرافٹس کا ''یونائیٹڈ بینک آف انڈیا'' کی شنکر نگر برانچ میں اوور ڈرافٹ اکاؤنٹ ہے، جبکہ سگنل اسٹیل انڈسٹریز کا اوورڈرافٹ اکاؤنٹ سارسوت بینک کی گاندھی باغ برانچ میں ہے، اس کے علاوہ سوریہ ادے میٹل کرافٹس کا ایک اکاؤنٹ پنجاب نیشنل بینک کی مرکزی ایونیو برانچ میں ہے۔

سنگھی نے بتایا کہ 2 جولائی کو شام 5 اور 6 بجے کے درمیان ان کا آئیڈیا سیلولر

فون خاموش ہوگیا اور اس نے نیٹورک دکھانا بند کردیا، چونکہ آئیڈیا سیلولر فون کا شوروم بند تھا، اس وجہ سے وہ اس دن اور اگلے دن یعنی اتوار کو بھی شکایت درج نہیں کرا سکے ، پیر کو جب انہوں نے آئیڈیا سیلولر میں پوچھ گچھ کی تو کمپنی نے انہیں بتایا کہ گوندیا کے ڈیلر نے ان کے نمبر پر ایک ڈوپلیکیٹ سم کارڈ جاری کیا ہے، جس شخص نے یہ سم کارڈ لیا ہے، اس کی معلومات بھی کمپنی سنگھی کو دی، اس میں پتہ چلا کہ جمع کرائے گئے پین کارڈ میں تصویر اور دستخط مختلف ہیں اور کارڈ بھی دوسرے شخص کو جاری کیا گیا ہے۔

جب سنگھی نے یہ پوچھا کہ دستاویزات کے بغیر جانچ کئے آئیڈیا سیلولر نے دوسرا سیم کارڈ کیسے جاری کردیا؟ تو کمپنی نے انہیں دوسرا سم کارڈ جاری کردیا، یہ کارڈ ۴ر جولائی کی شام کو ایکٹویٹ ہوا۔ ۵ر جولائی کی صبح ۱۰ر بجے سنگھی کو یونائیٹڈ بینک آف انڈیا سے ایس ایم ایس موصول ہوا، جس میں بتایا گیا تھا کہ کولکتہ کے یوکو بینک کے اکاؤنٹ ہولڈر سندیپ گھوش نامی شخص نے ان (سنگھی) اوورڈرافٹ اکاؤنٹ سے ۴ر جولائی کو پانچ لاکھ روپے نکال لئے ہیں، اس کے کچھ وقت کے بعد ۲ لاکھ روپے نکالے گئے، اسی طرح ایس بی آئی، باٹا نگر شاخ کے ایک اور اکاونٹ ہولڈر ستیہ جیت بسوا نے یونائیٹڈ بینک آف انڈیا کے اکاؤنٹ سے ۱۰ر لاکھ روپے نکال لئے، جب سنگھی نے اپنے دیگر بینک سے پوچھ گچھ کی تو سارسوت بینک کی جانب سے بتایا گیا کہ سجاتا ڈریسیس نامی فرم نے ۵ر جولائی کو آر ٹی جی ایس کے ذریعے ۴ر لاکھ روپے این ای ایف ٹی ٹرانزیکشن کے ذریعے ۲ر لاکھ روپے نکال لئے ہیں، پنجاب نیشنل بینک کی جانب سے بتایا گیا کہ کسی جاہل شخص نے ۴ر جولائی کو این ای ایف ٹی ٹرانزیکشن کے ذریعے ۳ر لاکھ ۷۰ر ہزار روپے نکال لئے ہیں، اس طرح محض دو دنوں میں سنگھی کے دو فرم کو کولکتہ میں بیٹھے ملزمین نے ۲۶ر لاکھ ۷۰ر ہزار کا چونا لگا دیا،

اس واقعہ کے بعد سنگھی نے بینکوں سے ان کے فرم کے اکاؤنٹ منجمد کرنے کو کہہ دیا، ساتھ ہی پولیس میں اس واقعہ کی شکایت بھی درج کرائی ہے“۔

جعل سازی اور چیٹنگ کے ایسے ماحول میں کب کس کے گلا پر خنجر رکھ دیا جائے کوئی نہیں جانتا، پہلے اور اب بھی لوگ اے ٹی ایم کارڈ کا کوڈ نمبر لوگوں سے چھپا کر رکھتے تھے کہ کسی کو اس نمبر کی خبر نہیں لگنے پائے، پھر چیٹنگ بازوں نے اے ٹی ایم کارڈ کے سولہ نمبر حاصل کر کے اکاؤنٹ سے روپے اُڑانے لگے، لیکن مذکورہ نئے طریقے کی چیٹنگ تو یہ کہہ رہی ہے۔

آواز دے کے پوچھ لو کیا ہوگیا اُسے
وہ شخص جارہا ہے بہت سوچتا ہوا

حالات نازک سے نازک تر ہوتے جارہے ہیں، چیٹنگ بازوں کی نئی سوچ اور نئے طریقے سے عوام تک موبائل فون آتے رہتے ہیں اور لوگ لٹتے رہتے ہیں، اس قسم کے واقعات کو اسلام برداشت نہیں کرتا ہے، اب آپ سے ایک سوال کر کے گزر جاؤں گا کہ اسلام کا دستور اور قانون پر عمل کون کرے گا؟ ہم نہ کریں گے تو کون کرے گا، اسلام ہم کو ہر طرح سے صاف ستھرا دیکھنا چاہتا ہے، مانا کہ مسلمان ایسے کاموں میں ملوث نہیں ہے اور نہ آئندہ ہونا چاہئے لیکن ایک برائی میں ملوث ہونے کے بعد آدمی دوسری برائیوں میں بھی ملوث ہو جاتا ہے، جب کسی کا نفس برائی کی جانب مائل ہو تو اس کو نیک کام میں لگا دیا جائے، برائی دُور ہو جائے گی، اور ہمیں اسی پر عمل کرنا ہے۔

اُچکنے کی واردات

اچکا گیری میں مرد، عورت، لڑکے، لڑکیاں، بوڑھے، جوان اور نوعمر بچے اور بچیاں شامل ہوتے ہیں، کسی کے آنکھوں سے اشک گرے، بچے بھوکے مریں، پیٹ پر پتھر باندھیں، دل ٹوٹے، زند گی میں خزاں آئے، شوہر گھر سے نکالے، غریبی کا در کھلے، گھر اُجڑے، اچکوں کو ان سے کوئی مطلب نہیں ہے، چلتے چلتے کسی کا سامان اچک لینا اچکوں کا معمول ہے، یہ لوگ بھی اپنے پیشہ

کو جاری رکھنے کے لئے اچکنے کی ہیئت بدلتے رہتے ہیں، چنانچہ روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی ۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۵ء۔ صفحہ۔۹ کی ایک رپورٹ پڑ ملاحظہ کیجئے:

"گنگوہ (ایس این بی) بینک سے روپے نکال کر سوسائٹی میں جا رہے ایک معمر شخص کے اوپر گندی شے ڈال کر فل پر اس کے رُوروپیوں سے بھرا تھیلا اچک لیا گیا، تفصیل کے مطابق گاؤں دو بھر کشن پور کا رہنے والا اکرم سنگھ (70) پیر کے روز سوسائٹی میں روپے جمع کرانے کے لئے آیا تھا، اس کے پاس آٹھ ہزار روپے تھے اس لئے رقم کو پورا کرنے کے لئے اس نے پنجاب نیشنل بینک کی شاخ سے چالیس ہزار روپے نکلوائے، وہ روپے لے کر جا رہا تھا کہ کسی نے اس کے سر پر گندی چیز ڈال دی، اس کے کپڑے گندے ہو گئے، اسے دھونے کے لئے وہ نرائن سنگھ کی بلڈنگ کے قریب ایک نل پر تھیلا رکھ کر بیٹھ گیا، کپڑے دھونے کے بعد اس نے دیکھا تو روپیوں سے بھرا تھیلا وہاں سے غائب تھا، اس نے بہت شور مچایا لیکن اس کے روپیوں کا کچھ پتہ نہیں چل سکا، اس تھیلے میں (48000) روپے کے علاوہ بینک کا پاس بک، سوسائٹی کا پاس بک اور چیک بک بھی تھی، اس واقعہ کے بعد اس نے واپس لوٹ کر بینک میں واقعہ کی اطلاع دی''۔

اچکے لوگ سڑکوں، پارکوں، کمپلکسوں، میرج ہالوں، اسٹیشنوں، ٹرینوں، بس اسٹاپوں پر اڈہ جمائے رہتے ہیں، اور جونہی موقعہ ملتا ہے، کسی نہ کسی کا سامان اچک کر رفو چکر ہو جاتے ہیں، بیگ، تھیلے و دیگر چیزوں کے علاوہ عورتوں اور لڑکیوں کے گلے، کان اور ہاتھوں سے سونے کی چوڑیاں اچک لیتے ہیں، اچکنے کی واردات اب بہت زیادہ ہونے لگی ہیں، ہمارے سماج و معاشرے کے لوگ، لڑکے لڑکیاں، مرد و عورت جن راستوں کا انتخاب کرتے جا رہے ہیں، وہ راستے کسی حال میں سودمند نہیں ہیں، جرائم، جرائم ہے، یہ کچھ دیر کے لئے فائدے دیتا ہے تو مستقبل کو نقصان میں ڈال کر آدمیوں کو برباد کر دیتا ہے، جرائم کی جانب قدم اٹھانے والے پہلے جرائم پیشہ لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کر لیں، ورنہ ان کی بھی زندگی درگور ہو جائے گی، برائیاں انسان کے

سروں پر عزت کا تاج نہیں بلکہ ذلت کا غبار رکھتی ہیں۔

اِغوا

تمام شہر میں اَب تو ہے راج کانٹوں کا
مجھے قبول نہیں یہ سماج کانٹوں

جرائم کی دنیا میں آج بات بات پر اغوا کر لیا جاتا ہے.... دشمنی کی دال میں ہلکی سی نمک زیادہ ہوئی کہ اِغوا کا رُول ادا کر لیا جاتا ہے.... شہ زوروں اور بدمعاشوں کے دل میں دولت کی ہوس بڑھی کہ کسی دولت مند باپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کو اغوا کرنے کا پروگرام بنا کر اس کو عملی جامہ پہنانے کی فکر میں لگ جاتے ہیں اور موقع پاتے کے ساتھ اغوا کر کے بچوں اور بچیوں کے والدین کو ان کی حیثیت کے مطابق لاکھ، دولاکھ، دس لاکھ، بیس لاکھ اور پچاس لاکھ روپے دینے کے لئے فون کرتے اور دھمکیاں بھی دیتے ہیں کہ اس بات کی اطلاع پولس کو نہیں ہونی چاہئے نہیں تو اپنے بچوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا.... یعنی تمہارے بچے کو ماردوں گا.... کاٹ دوں گا.... ذبح کر دوں گا وغیرہ وغیرہ.... ایسے واقعات میں کئی جگہوں پر شہ زوروں اور بدمعاشوں نے اپنی مراد پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں.... اور جب کامیاب نہیں ہوتے تو بچوں کو مار ڈالتے ہیں.... اور کئی جگہوں پر پولس کے شکنجے میں آجاتے ہیں۔

اس سے ہٹ کر عزت داروں کی بہوؤں، بیٹیوں اور ماؤں کو اغوا کر کے ان کی عزت لوٹ لیتے ہیں.... ایسی خبروں سے روزانہ اخبارات کے کالم سیاہ ہوتے ہیں اور عوام سے لے کر حکومت اور حکومت کے کارندے ایسی خبروں کو پڑھتے ہیں مگر ان برائیوں پر لگام لگا کر مکمل طور پر خاتمہ نہیں کر پاتے ہیں؟.... آخر کس وجہ سے انارکی کا ماحول پیدا ہوتا جا رہا ہے؟.... اِغوا ہونے کا درد وہی جانتا ہے جس کی اولاد اِغوا ہوتی، بہو بیٹی اور بیوی اِغوا ہوتی ہے.... جوان لڑکیوں کا اِغوا ہو جانے پر ان پر نہ جانے کتنی بدگمانی کے باب کھولتے.... ان کے مستقبل میں سیاہی پھیلاتے..

..ان کو لوگوں کی نگاہوں میں سبک سار کرتے.... اِغوا کی وجہ سے کئی لڑکیوں کی شادی نہیں ہوتی ہے.... پھر بھی نہ ہمارے معاشرے میں اغوا کی وارداتوں میں کمی ہوتی ہے نہ اِغوا کرنے والے ظالموں کو سخت سزا ہوتی ہے.... اغوا کے تعلق سے ۲۱ر ستمبر ۲۰۱۵ء کے روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی کے صفحہ۔۹ کی ایک رپورٹ پڑھئے:

بی اے کی طالبہ کا اِغوا

''رامپور (ایس این بی) بی اے کی طالبہ کو زبردستی اِغوا کرکے لے جانے کے الزام میں ملک پولس نے ایک لڑکے کو حراست میں لے لیا، بعد میں سیاسی دباؤ میں پولس نے سمجھوتہ کراکر لڑکے کو چھوڑ دیا، معاملہ تھانہ ملک کے گاؤں مہندی نگر کا ہے، ۶ر ماہ پہلے لڑکے کا لڑکی کے باپ کے موبائل پر فون آیا تھا کہ تم میرے ۶ر ہزار روپے دے دو ورنہ تمہاری لڑکی کو اِغوا کرلیا جائے گا، انہوں نے پوچھا کون سے روپے مگر وہ مجنوں بدتمیزی کرتا رہا،، لڑکی کو کالج کے راستہ میں لڑکا چھیڑتا تھا، گذشتہ شام وہ لڑکی کے گھر آ گیا اور اسے اٹھا کر لے جانے لگا تب گھر والوں نے تھانہ ملک میں مقدمہ درج کرایا، پولس نے مجنوں کو گرفتار کرلیا لیکن حکمراں پارٹی کے لوگوں نے پولس پر دباؤ ڈلوا کر معاملہ رفع دفع کرادیا''۔

یہ انتہا پسندی ہے.... ایسی انتہا پسندی کہیں پر کھل کر ناچ رہی ہے، کہیں پر چھپ کر، کہیں پر دل میں، کہیں پر دماغ میں، کہیں پر گفتگو میں تڑپ رہی ہے.... یہ تو عوامی طبقے کی بات ہے اس معاملے میں خاص بھی نہیں بچتے ہیں.... ایک خبر کی تفصیل کی سرخی اس طرح سے شائع ہوئی.... ''پرنسپل کی بیٹی کے اِغوا کی ایف آئی آر درج'' اس طرح کی خبروں سے اخبارات کے صفحات بھرے رہتے ہیں یوں کہئے کہ ایسی خبروں سے اخبارات پر ہریالی اور تازگی چھائی رہتی ہے.... انتہا تو یہ کہ تین سالہ بچیوں، ساٹھ سالہ ضعیفاؤں اور حاملہ عورتوں کو اغوا کرکے ان پر ظلم و ستم کرکے ان کی آبروریزی کی جاتی ہے.... مذہب کی بنیاد پر، دشمنی کی وجہ سے اور دیگر کئی وجوہ کی بنیاد

پر اغوا کرکے قتل کئے جاتے ہیں.... دنیا کے بیشتر ملکوں میں یہ انتہا پسندی جاری ہے.... اِغوا کے معاملات زیادہ تر لڑکیوں اور خواتین یا چھوٹے بچوں کے ساتھ ہوتے ہیں.... ایک اور طالبہ کی اِغوا کی رپورٹ ۲۲ر دسمبر ۲۰۱۵ء کے روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی کے صفحہ۔۱۱ پر شائع ہوئی:

چھٹی کلاس کی طالبہ کا اِغوا

''پٹنہ (ایس این بی) پٹنہ ضلع کے باڑھ تھانہ کے علاقے سے آج صبح بدمعاشوں نے ایک اسکولی طالبہ کو اٹھا کر لے گئے، پولس ذرائع نے یہاں بتایا کہ سلیم پور کی رہنے والی (فلاں) ۱۲ سالہ صبح ۸ر بجے اسکول جارہی تھی تب ہی گھات لگائے موٹر سائیکل پر سوار بدمعاشوں نے بھونیشوری چوک کے نزدیک سے طالبہ کو زبردستی بائک پر بیٹھا لیا اور ''مُکاما'' کی طرف فرار ہوگئے، چھٹی کلاس کی طالبہ (فلاں) کی ماں کے بیان پر متعلقہ تھانہ میں دو نامعلوم نوجوان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا''۔

ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے دل و ماغ کی دولت عنایت کی ہے، آپ غور کیجئے کہ دل و ماغ کی دولت اسی لئے ہے کہ کسی دشمنی کے عوض میں چھٹی جماعت کی طالبہ کا اغوا کرلیا جائے، انسانیت کہاں پر اور کدھر تلاش کی جائے؟ اور آج کل لڑکیوں کا اغوا کرنے کے بعد لڑکیوں کو سلامت نہیں رکھا جاتا ہے، بلکہ ان کی عزت پامال کردی جاتی ہے اور بعض دفعہ لڑکیاں قتل بھی کردی جاتی ہیں، ایک نابالغ لڑکی سے کئی کئی نوجوان جنسی تعلقات قائم کرلیتے ہیں، کیا انسان کی انسانیت مرتی جارہی ہے، آدمیوں کے اندر سے آدمیت مٹتی جارہی ہے، آج سر جوڑ کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ انسان کی انسانیت کس طرح سے اس میں واپس آئے گی، آدمی کی آدمیت کو کس طرح سے بحال کیا جائے گا؟ اگر آج کے نیک لوگوں کو اس پر غور کرنے کی فرصت نہیں ہے تو پھر وہ تماشا دیکھنے کے لئے آنکھوں کو کھلی رکھیں کہ یہ تماشا کہاں تک بڑھتا ہے؟ اور ہمارے معاشرے کی حالت کیا ہوتی ہے، اسی طرح کی ایک اور رپورٹ مذکورہ اخبار کے مذکورہ صفحہ پر شائع ہوئی ہے، لیکن دونوں میں فرق ہے، ایک کی عزت کے تعلق سے کچھ خبر نہیں ہے تو دوسری کی عزت و آبرو کے

متعلق اخبار نے لکھا کہ:

۲ لڑکیوں کی اغوا کے بعد اجتماعی آبروریزی
۱۵ لڑکوں کے خلاف معاملہ درج

''رانچی (ایس این بی) رانچی کے لال پور تھانہ حلقہ کے ''وردمان'' کمپاؤنڈ کی رہنے والی دو لڑکیوں کا اِغوا کرکے ان کے ساتھ اجتماعی آبروریزی کی گئی، دونوں لڑکیوں نے پیر کی صبح لال پور تھانہ میں اس سلسلے میں شکایت درج کرائی ہے، لڑکیوں نے شکایت مین کہا ہے کہ اتوار کی شام ایک ماروتی کار میں کچھ لڑکوں نے انہیں جبراً اغوا کرلیا، اس کے بعد دونوں لڑکیوں کو بریاتو پہاڑی لے گئے، ایک ایک کرکے تقریباً پندرہ لڑکوں نے دونوں لڑکیوں کے ساتھ آبروریزی کی، ہٹیا کے ایس پی پرشانت آنند نے بتایا کہ پولس نے اس سلسلے میں شکایت درج کرلی ہے، رانچی سٹی ایس پی جیارائے خود اس معاملے کی مانیٹرنگ کررہی ہیں، پولس نے لڑکیوں سے کئی جانکاریاں لی ہیں، جلد ہی معاملے کا انکشاف کرلیا جائے گا''۔

لڑکیوں کی آبروریزی ہوئی، عصمت لٹ گئی، ان پر داغ لگ گیا، حرف آگیا، سماج کی نظروں میں سبک سار ہوگئیں، ماں باپ کا وقار مجروح ہوگیا، کیا دنیا چاہتی ہے کہ ہمارے سماج میں یہ کھیل ہوتا رہے؟ اگر نہیں تو اس ناپاک کھیل کو بند کرنے کا راستہ ڈھونڈنا ہوگا، انسان کو انسانیت کا سبق پڑھانا ہوگا، راستہ دکھانا ہوگا، بے لگام نفس کا انتظام کرنا ہوگا، حرف آخر پر کانٹے لگانے ہوں گے، چین وسکون کی بانسری پھیکنی ہوگی، بے چینی و بے قراری کی بانسری بجانی ہوگی، آواز میں ملا آواز بلند کرنا ہوگا، دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھنا ہوگا، سماج ومعاشرے کی فکر کرنی ہوگی، قرآن واحادیث کا پیغام عام کرنا ہوگا، اسلامی تعلیم وقوانین ودستور کی جانب رُخ کرنا ہوگا آج کے سماج ومعاشرے کا یہی مطالبہ ہے، یہی خواہش ہے، یہی تمنا ہے، یہی پکار ہے، سماج کہہ رہا

ہے، آگے بڑھو۔

بناؤ سنگار اور فیشن کی وبا

کتنی زُلفیں کھلیں کتنے آنچل اُڑے چاند کو کیا خبر
کتنا ماتم ہوا کتنے آنسو بہے چاند کو کیا خبر

بناؤ سنگار اور فیشن اپنے حدود وقیود میں ہیں تو ٹھیک ہے....حدود وقیود میں رہنے پر ذات و شخصیت اور حسن وعصمت کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی ہے....لیکن جب یہی بناؤ سنگار اور فیشن اپنے حدود وقیود کو توڑ کر سڑکوں، پارکوں اور شادی بیاہ کی محفلوں اور دوسری جگہوں پر پہنچتے ہیں تو وبا کی شکل اختیار کرلیتے ہیں....پھر وہاں پر شخصیت مجروح ہوتی ہے، ذات پر دھبے لگتے ہیں....عزت وآبرو لٹتی ہے....بدنامی کا طوق گلے میں پڑتا ہے....لیکن اِس دور میں ہر شخص سمجھدار، عقل منداور دانا ہے....اس لئے کسی کو کوئی کچھ کہتا نہیں ہے....بلکہ آنکھیں کھول کر ساری چیزوں کو دیکھتا اور خاموش رہتا ہے....پھر اس خاموشی کا فائدہ اٹھا کر عاشق ومعشوق اپنی من مانی کرتے....اسی خاموشی کے پیشِ نظر اِغوا کی واردات ہوتی ہیں....پہلے کے دور میں بھی شادیاں ہوتی تھیں....خواتین بھی شریک بزم ہوتی تھیں....لیکن وہ اپنی حیا کی حفاظت کرتی تھیں....لڑکیاں حیا کے زیور سے آراستہ ہوتی تھیں....سر سے پلو نہیں سرکتا تھا....لیکن آج کل نہ تو حیا کی حفاظت ہوتی ہے، نہ سر کے پلو کی....والدین کا تغافل کچھ اور معنی لئے ہوتا ہے کہ اس محفل میں میری بیٹی کو کوئی لڑکا پسند کرے اور اس کی طرف سے شادی کا پیغام آئے تو زندگی کی مشکل گھڑی آسان ہو.... اسی لئے لڑکیاں بیوٹی پارلر میں جاکر حُسن کو فروزاں کرواتیں....جسم کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کے نقش ونگار بنواتیں....گھوڑوں کی ایال کی طرح تراشوا کر بالوں کو بے بی کٹ میں تبدیل کرواتی ہیں....اسلام نے آرائش وزیبائش کی اجازت دی ہے لیکن ہر مسلمان لڑکیوں اور خواتین کو یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ اجازت کی حد کہاں تک ہے؟....اور کس کے لئے ہے؟....آرائش وزیبائش میں کیا کیا جائز اور کیا کیا ناجائز وحرام ہیں؟

☆عورتوں کی آرائش وزیبائش ان کو اپنے شوہروں کو خوش کرنے کے لئے ہونا چاہئے، یہ جائز ہے....لیکن دوسرے مردوں کو دکھانے کے لئے ہو تو ناجائز وحرام ہے۔

☆مصنوعی تِل بنوانا....آج کل بیوٹی پالر میں جا کر عورتیں جسم پر مصنوعی تِل بنواتی ہیں....اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ سُوا نما آلہ کو بجلی کے کرنٹ سے گرم کر کے جسم پر داغا جاتا ہے، اس داغ سے زخم بنتا ہے، اس زخم میں کالا کیمکل ڈال کر تِل بنایا جاتا ہے....یہ جائز نہیں بلکہ ناجائز ہے، ایسا کروانے والیوں پر اللہ اور اس رسول ﷺ کی لعنت ہوتی ہے، یہ شکل گودنے کی شکل میں شامل ہے اور گودنا گودوانے والیوں پر لعنت ہوتی ہے۔

☆آج کل کی پڑھی لکھی اور کالج میں پڑھنے جانے والی اکثر لڑکیوں کا لباس پنٹ اور شرٹ ہوتا ہے، ایسا لباس استعمال کرنے والیوں کے اُوپر اور کوئی پردے کا کپڑا نہیں ہوتا ہے، اس بنا پر لوگ دھوکہ کھاتے ہیں کہ یہ لڑکی ہے یا لڑکا؟ لہذا احدیث پاک میں مردوں کا لباس استعمال کرنے والی عورتوں پر لعنت کی وعید ہے، اسی طرح سے عورتوں کا لباس استعمال کرنے والے مردوں پر بھی لعنت کی وعید ہے، اور آج کل کے معاشرے میں یہ سب زیادہ ہوتا جا رہا ہے کہ لڑکیاں مردوں کا لباس پہنتی ہیں اور لڑکے کان میں بالیاں ڈالتے ہیں، بحثیت مسلمان کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دین کی باتیں جاننی ہوں گی، تب جا کر راستہ ملے گا، ورنہ اندھیرے میں بھٹکتی رہیں گی، جب تک مسلمان اس طریقے سے پرہیز نہیں کریں گے، شادی بیاہ کی محفلوں سے اِغوا کی واردات ختم نہیں ہوگیں، تمام مذہب وملت کے لوگ راستے بھول چکے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی اپنا راستہ بھول چکا ہے، اندھا ہو چکا ہے، بینائی کھو چکا ہے، اسے سب کچھ نظر آتا ہے لیکن اسلام کا اخلاقی گوشہ نظر نہیں آتا ہے، اسلام کا صاف وشفاف دامن پکڑنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔

اندھیری رات میں رہتے تو کتنا اچھا تھا
ہم اپنی ذات میں رہتے تو کتنا اچھا تھا

ڈاکٹروں، تاجروں اور کاروباری لوگوں کا بھی اِغوا ہوتا ہے، تاجر کے اِغوا کی ایک رپورٹ

روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی، ۲۶ رنومبر ۲۰۱۵ء۔صفحہ۔۱۱ پر شائع ہوئی وہ یہ ہے:

35 لاکھ کی پھروتی کے لئے تاجر کا ریوالور کی نوک پر اِغوا

’’جے پور (ایس این بی) مجرموں کے بڑھتے حوصلوں نے جے پور پولیس کے لئے ایک چیلنج پیش کیا ہے، منگل کی دیر رات شہر کے شپرا پتھ تھانہ علاقہ میں کار میں سوار دو بدمعاشوں نے ریوالور دکھا کر ایک تاجر کو اغوا کر لیا، اطلاع پر پولیس نے ریاست بھر میں ناکہ بندی کروائی، اس دوران کئی بار پولیس اور بدمعاشوں کی گاڑی میں ہلکا تصادم بھی ہوا، بالآخر چھ گھنٹے کی مشقت کے بعد پولیس نے بیاور میں دو بدمعاشوں کو پکڑ کر تاجر کو اغوا کاروں کے چنگل سے آزاد کرالیا۔

پولیس نے بدمعاشوں کے پاس سے ایک ریوالور اور پانچ واکی۔ٹاکی کے علاوہ کچھ نقد رقم بھی برآمد کی ہے، بدمعاشوں نے جاتر کے والد کو فون کر کے اسے آزاد کرنے کے لئے 35 لاکھ روپے کی پھروتی بھی مانگی تھی، پولیس نے 6 گھنٹے کی کوششوں کے بعد بدمعاشوں کو دبوچ لیا، پولیس کے مطابق وائیکا روڈ سانگانیر کے باشندہ......رات 10 بجے اپنے دوست کے ساتھ مارکیٹ سے گھر جا رہا تھا، سینٹرل اسکول۔5 کے پاس کار پر سوار دو بدمعاشوں نے ریوالور کی نوک پر تاجر کو اغوا کر لیا، اغوا کے بعد بدمعاشوں نے تاجر کا موبائل بند کر دیا، اس کے بعد بدمعاشوں نے جے پور سے نکلنے کے بعد تاجر کے فون سے اس کے والد کو فون کر کے 35 لاکھ روپے بطور پھروتی مانگی، تاجر کے والد نے اس کی اطلاع پولیس کو دی، پولیس نے موبائل لوکیشن کی بنیاد پر ناکہ بندی کر واکر بدمعاشوں کا پیچھا کرنا شروع کیا، پولیس کو کشن گڑھ کے پاس بدمعاشوں کی آندھرا پردیش نمبر کی گاڑی کار نظر آئی، بدمعاشوں نے بیاور ٹول ناکہ کی ناکہ بندی کو توڑ دیا اور بھاگنے لگے، اس کے بعد بدمعاشوں نے گاڑی کو کچے راستے پر اتار لیا، اس دوران پولیس اور بدمعاشوں کی گاڑی میں دو تین بار ٹکر بھی ہوئی، ایک کھیت میں بدمعاشوں کی

گاڑی پھنس گئی اور پولیس نے اس کے آگے گاڑی لگا کر روکوالیا اور پولیس نے کار سوار بدمعاشوں حیدرآباد کے باشندہ.........اور.......کو دبوچ کرتا جر کوان کے چنگل سے آزاد کرایا"۔

سینکڑوں میل دُور سے آکر یکا یک تاجر کا اغوا نہیں کیا ہوگا، بلکہ مجرمین یا تو جے پور میں رہتے ہوں گے یا کسی سے سراغ لیے ہوں گے، پھر مجرمانہ کاروائی کیے ہوں گے، بہر حال جو بھی ہو لیکن ہمارے سماج میں اس طرح کی بہت ساری ذہنیت کام کر رہی ہے، جس کا صفایا ہونا چاہئے۔

بدعنوانی

بدعنوانی کا معنی اور مطلب ہے ہیرا پھیری، اس کی مختلف شکلیں اور راستے ہیں....ہیرا پھیری کرنے والوں نے اس کی ایسی ایسی شکلیں بنائیں اور راستے نکالے کہ عام آدمیوں کا دماغ وہاں تک نہ سوچ سکتا ہے نہ پہنچ سکتا ہے....اس کام میں صرف لچے اور لفنگے ہی ملوث نہیں ہیں بلکہ اچھی خاصی تنخواہ اٹھانے اور آمدنی کرنے والے بھی گرفتار ہیں بلکہ یہ لوگ اس کام میں زیادہ ملوث ہیں، روپے اور دولت کے لئے لوگ اپنی آبرو، عزت، عصمت اور عفت کو داؤ پر لگا دیتے ہیں....بدعنوانی کی بہت ساری قسموں میں ایک قسم وہ ہے جو انیس الرحمن دریا گنج نئی دہلی ۲، سے اپنے مراسلہ میں لکھا اور روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی ایڈیشن...۱۳ر نومبر ۲۰۱۴ء۔ صفحہ۔۷ پر چھپا۔

"دوسری بات رشوت اور بدعنوانی کے حوالے سے کہی جاسکتی ہے مثلاً ایک شخص مری گیٹ بس ٹرمنل پر بدرپور کے لئے بیٹھتا ہے وہ شخص کنڈکٹر سے ٹکٹ مانگتا ہے کنڈکٹر اس کو اپنے عقب میں بٹھاتے ہوئے اس سے پیسے لے لیتا ہے اور ٹکٹ نہیں دیتا ہے، اس درمیان اگر چیکنگ کرنے والا افسر آتا ہے تو فوراً اس کو اسی جگہ سے ٹکٹ ہاتھ میں پکڑا دیتا ہے، اگر نہیں آتا ہے تو پھر وہ اس کو ٹکٹ نہیں دیتا ہے، اس طرح کی بدعنوانیاں

ڈی ٹی سی کے کنڈکٹر اور ڈرائیور پیسے کمانے کے لئے رات کے اندھیرے میں ہی نہیں دن کے اجالوں میں یا یوں کہا جائے کہ ۲۴ گھنٹے موقع محل کے اعتبار سے کرتے رہتے ہیں، لہٰذا اس طرح جہاں حکومت دہلی کا مہینوں میں لاکھوں نہیں کروڑوں کا نقصان ہوتا ہے، وہیں اس محکمہ کے ملازمین کے رویہ سے بین الاقوامی سطح پر بھی حکومت ہند کی بدنامی ہوتی ہے"۔

بدعنوانی ایک ایسی بیماری ہے کہ یہ جس طرف رُخ کر دیتی ہے اُس سمت کو اُجاڑ دیتی، ستیاناس کو پہنچا دیتی ہے، اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کی صرف سرخی کو ترتیب دے دی جائے تو ایک سال میں ضخیم کتاب بن جائے گی۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی کے ۳ر ستمبر ۲۰۱۵ء۔ صفحہ۔۲ کی اشاعت میں چھپی اس قسم کی کئی خبریں ہیں، (۱) "فرضی دستاویز کی بنیاد پر کروڑوں کی بدعنوانی" (۲) ۲۲ر انجینئر معطل، وزیر اعلیٰ نے معطل انجینئروں پر فوجداری کا معاملہ درج کرنے کا حکم دیا"۔ اسی تاریخ میں صفحہ۔۵ کی خبریں (۱) "نیرول میں جعلی پولس بھرتی سینٹر کا پردہ فاش" (۲) چودہ نوجوانوں سے 56 (چھپن) لاکھ روپے کی دھوکہ دہی، جعل سازوں کو نیرول پولس نے گرفتار کرلیا"۔

ہر طرف جرائم کی عقوبت سے لوگ کانپ رہے ہیں، لیکن جرائم کے ختم ہونے کی کوئی راہ نہیں نکلتی ہے، مجرمین محلے اور شہر بدل بدل کر جرائم کے کام انجام دیتے ہیں، ان لوگوں کو ایک جگہ جھٹکے لگتے ہیں تو دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں، دوسری جگہ ٹھوکریں لگتی ہیں تو تیسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں، اور جہاں جاتے ہیں وہاں کے لوگوں کو اپنے کام میں شامل کر لیتے ہیں۔

بیویوں کے ستائے ہوئے ستم رسیدہ شوہروں کا کھچڑی آندولن

دَور کے ساتھ آدمیوں کا ذہن تیزی سے بدلتا جارہا ہے....اسی بدلاؤ کی دین ہے کہ آدمیوں کے ہاتھوں سے ادب و تمیز اور تہذیب و تمدن کا دامن چھوٹتا جارہا ہے....دامن چھوٹنے کا سبب ہے کہ سر کا تاج پاؤں کی جوتی بنتا جارہا ہے....اور بیوی سر کی تاج بنتی جارہی ہے....اس کی بڑی

وجہ یہ ہے مردوں نے بھی بیوی کو بیوی سے زیادہ نوکرانی کی صورت میں دیکھنا پسند کرتے ہیں....آج کل بیشتر جونوان شادی کے معاملے میں نوکری کرنے والی لڑکیوں کو ترجیح دیتے ہیں....گھریلو خاتون کو ناپسند کرتے ہیں تو معاملہ کیا ہوگا؟....قصہ المختصر یہ کہ پہلے کے دَور میں عورتیں شاکی ہوتی تھیں کہ مرد اِن پر ظلم کرتے ہیں....اب مرد حضرات شاکی ہیں کہ عورتیں ہم پر ظلم کرتی ہیں....عجب دَور میں عجب عجب کہانیاں جنم لیتی ہیں....ایسے موقع پر کہا جاتا ہے کہ ''کبھی گاڑی ناؤ پر۔کبھی ناؤ پر گاڑی....لیجئے رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

قصۂ دَرد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم

اورنگ آباد ۶/اکتوبر 2015ء: اب تک اکثر عورتوں پر مظالم کا واویلا مچا کر مختلف تنظیموں کی جانب سے مرد برادری کے خلاف آندولن کئے جاتے تھے، اور حکومت نے کئی قوانین عورتوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لئے بنائے ہیں، جن کا بعض خواتین کی جانب سے غلط استعمال کر کے مردوں کو نہ صرف بدنام کیا جارہا ہے بلکہ بیویاں اپنی غلطیوں کی سزا بھی شوہروں کو دلوانے لگی ہیں، خواتین پر مظالم کی روک تھام کے بہانے بس الٹی گنگا بہہ رہی ہے، اس لیے بیویوں کی جانب سے شوہروں پر ہونے والے مظالم پر حکومت کی توجہ مبذول کروانے اور مظلوم شوہروں کو انصاف دلانے مرد برادری کے حقوق و مفادات کے تحفظ کی خاطر اورنگ آباد میں مظلوم شوہروں کے ایک گروہ نے ڈویژنل کمشنر آفس کے سامنے آج کھچڑی بناؤ آندولن کیا، اس آندولن کے صدر بھارت پھلارے نے بتایا کہ عورتوں سے زیادہ مرد نا انصافیوں اور مظالم کے شکار ہیں، اورنگ آباد ضلع میں اعداد و شمار کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ یکم اپریل ۲۰۰۸ء سے ۳۱/مارچ ۲۰۱۵ء تک عورتوں نے ۹/ہزار ۷۲۳/مردوں کے خلاف کیس درج کروائے ہیں، لیکن مردوں کی عورتوں کے خلاف صرف ۳۴۵/شکایتیں درج ہیں، اسی عرصے میں ایک ہزار ۹۳۹/مردوں نے عورتوں کے مظالم سے تنگ آکر خودکشی کی، مردوں کے

مقابلے میں صرف ۷۵۹/عورتوں نے خودکشی کی ہے، اس لیے بیوی سے زیادہ شوہر برادری تکلیف میں ہے، اس لیے مظالم سے مردوں کی نجات کے لئے تحریک شروع کی گئی، پھلارے نے بتایا کہ جس طرح پولس تھانوں میں علیحدہ مہیلا تکرار نواران کیندر ہیں اسی طرح مردوں کے لئے بھی مخصوص تکرار نواران کیندر قائم کیے جانے چاہئے''۔

یہ بھیانک واردات ہیں، اس بھیانک کو لوگ گھر ہی میں بھونتے تو بہتر تھا، مردوں کا سڑکوں پر آنا مردذات کی توہین ہے، دنیا کہتی ہے مجبوری ہے، مجبوری کو مجبور سے منظور کراتے، ہمت سے کام لیتے تو بہتر تھا، ایسے موقع کے لئے شاعر کہتا ہے۔

ضبط کا حوصلہ بڑھا لینا
آنسوؤں کو کہیں چھپا لینا
کانپتی ڈولتی صداؤں کو
چپ کی چادر سے ڈھانپ کر رکھنا
بے سبب بھی کبھی کبھی ہنسنا
جب بھی ہو بات تلخی کی

اس رپورٹ کے برعکس پاکستان کی رپورٹ نے عورتوں کو مبہوت کر دیا ہے....کہیں عورتوں کے ظلم پر مرد حضرات آندولن کر رہے ہیں تو کہیں پر عورتوں کی مخالف پر ان کو پٹائی کرنے کا حق مانگا جارہا ہے....اصل بات یہ ہے کہ عورتوں کی حفاظت کے لئے ہر جگہ اور ہر ملک میں اقدام کئے جارہے ہیں....اس اقدام کی بنیاد پر عورتیں دلیر ہوتی جارہی ہیں....ان کے اندر سے اپنے اور بیگانے کا خوف نکلتا جارہا ہے....تو عورتیں بھی اچھل کود زیادہ کر رہی ہیں....پاکستان میں خواتین سیکورٹی بل لانے کی تیاری ہو رہی تھی....اسی دوران پاکستان کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی (سی آئی آئی) نے خواتین سیکورٹی بل کے تحت جو تجویز پیش کی ہے....اس تغیر پذیر دور میں ایک بہت بڑا تغیر ہے وہ یہ ہے کہ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی (سی آئی آئی) نے اپنی تجویز

میں بیبیوں کے ذریعے شوہر کی مخالفت کرنے یا شوہر کی بات نہیں ماننے وغیرہ وغیرہ پر ہلکی پٹائی کی سفارش کی ہے....خیال رہے کہ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی پاکستان کا آئینی ادارہ ہے....اس ادارہ نے پانی سر سے اونچا ہوتے دیکھ کر ایسی باتیں کہی ہیں....اب دیکھنا ہے کہ وہاں کی عورتیں کس طرح سے آندولن کرتی ہیں۔

پاکستان کی (سی آئی آئی) نے جن باتوں کو بنیاد بنا کر عورتوں کی پٹائی کی اجازت طلب کی ہے....ان میں کچھ باتیں یہ ہیں کہ وہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے اختلافات میں نافرمانی کرتی ہیں....یا پریڈ کے دوران صفائی نہیں رکھتی ہیں....پُرحجاب کپڑوں کو پہننے سے گریز کرتی ہیں....شوہر کو ذہنی طور پر ٹارچر کرتی ہیں....ایسی عورتوں کی سرزنش ضروری ہے....لہذا شوہروں کو نافرمان بیبیوں کو ہلکی پٹائی کا حق ہونا چاہئے۔

جب سے خواتین نے اپنے گھروں سے نکل کر بازار، کاروبار اور ملازمت کا رخ کیا ہے ان کے ہاتھوں سے نیکی اور پارسائی کا دامن چھوٹتا ہوا نظر آرہا ہے، اب تو عورتیں بھی جرائم میں ملوث ہوتی جارہی ہیں، اخبار میں عورتوں کے جرائم کی روداد پڑھنے کے علاوہ لوگوں کی زبانی بھی عورتوں کے جرائم کی روداد جب سننے کو ملتی ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ خواتین بھی وہ کام کرنے لگی ہیں جو ان کے لئے موضوع ہی نہیں ہے، روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی .....۱۴/اکتوبر ۲۰۱۵ء....صفحہ-۲-اور-۱۱-کی رپورٹ ذیل میں پڑھئے:

قتل کے الزام میں خواتین کی گرفتاری مہاراشٹر میں زیادہ

ممبئی (ایجنسی) حال ہی میں سرخیوں میں رہے شینا بورا قتل کیس ایسا کوئی خاص معاملہ نہیں ہے، جس میں ایک خاتون (..................) پر قتل کا الزام لگا ہے، نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کی جانب سے ۲۰۱۴ء کے جاری کئے گئے اعداد و شمار پر غور کیا جائے تو مہاراشٹر میں گذشتہ سال 579 خواتین کو قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا جو کسی بھی ریاست میں خواتین کی گرفتاری سے کہیں زیادہ ہے، حالانکہ مہاراشٹر میں قتل

کے الزام میں گرفتار مردوں (5187) کی تعداد خواتین سے کہیں زیادہ ہے، مردوں کے معاملے میں بھی مہاراشٹر دیگر ریاستوں سے آگے ہے، اس کے علاوہ قتل کی کوشش اور غیر ارادتاً قتل (304) جیسے معاملے میں خواتین کی گرفتاری بھی مہاراشٹر میں بالترتیب دوسرے اور تیسرے نمبر پر ہے، وہیں تمام طرح کی گرفتاری معاملے میں مہاراشٹر 36 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام خطہ میں سب سے آگے ہے، قتل کے معاملے میں گرفتار کی گئی خواتین میں مہاراشٹر میں (579) گرفتاریوں کے ساتھ پہلے نمبر پر ہے، وہیں اس کے بعد اتر پردیس (472) کرناٹک (330) مغربی بنگال (317) اور مدھیہ پردیش (316) کا نمبر آتا ہے"۔

قتل جیسے واردات میں عورتیں جب ملوث ہوجائیں تو دیگر واردات عورتوں کے لئے آسان ہیں اور آسانی سے کررہی ہیں....اور خوب کررہی ہیں....اس طرح سے کررہی ہیں کہ کبھی کبھی سن کر کے عقل مبہوت ہوجاتی ہے....لیکن اب تو عقل کو بھی مبہوت ہونے کی ضرورت نہیں ہے....کیوں کہ انٹرنیٹ کا دَور ہے ....انٹرنیٹ جو کچھ دکھاتا ہے، بتاتا ہے، وہ لوگوں کا دیا ہوا میٹریل ہے....اس میٹریل سے کمزور دل والے بھی اپنے دل کو مضبوط کرکے جرائم کے راستے پر لگے ہوئے ہیں۔

ابھی وہ منزلِ فکر و نظر نہیں آئی
ہے آدمی ابھی جرم و سزا کے رستے میں

پاکٹ ماری

پاکٹ ماری جیسے جرائم میں مذہب وملت کی کوئی قید نہیں ہے....ہر مذہب وملت کے مرد وخواتین اس کام میں ملوث ہیں....اس کام میں بھی لوگ ٹوپی اور برقع کو اب فوقیت دینے لگے ہیں....مطلب یہ ہوا کہ پارسائی کے لبادہ میں پاکٹ ماری ہوتی ہے....بازار، بس، بینک، ٹرین، گرجا، گرودوارہ، مسجد، مندر، آستانہ، تربت اور مزارات کوئی جگہ پاکٹ ماروں سے خالی

نہیں ہے.... پاکٹ ماری پر قابو پانے کے لئے حکومت نے اے ٹی ایم مشین لگادی کہ یہاں ڈالواور وہاں نکالو....لیکن دیکھنے میں ایسا آرہا ہے کہ یہاں پر تو روپے محفوظ ہو جاتے ہیں مگر وہاں پر نکالنے کے بعد پھر پاکٹ مار پیچھے پڑجاتے ہیں اور پاکٹ مار لیتے ہیں....بینکوں میں مردوں سے زیادہ عورتیں اورلڑکیاں پارکٹ ماری کی وارادات میں شامل نظر آتی ہیں....جو بڑی صفائی سے پاکٹ ماری کرتی ہیں....اب یہ واردات اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ لگتا ہے کہ مستقبل میں شراب فروشوں اورطوائفوں کی طرح یہ لوگ بھی حکومت سے لائسنس حاصل کریں گے....اب تو اسپتال میں بھی یہ کام انجام دیئے جاتے ہیں....روزنامہ راشٹریہ سہارا،ممبئی۔۱۸رفروری ۲۰۱۶ء۔ صفحہ۹ کی رپورٹ پڑھئے:

بھبھوا(ایس این بی) صدراسپتال بھبھوامیں پاکٹ ماروں کے ذریعہ دولوگوں کا تھیلا کاٹ کر ہزارروپے اڑالئے گئے،اسپتال میں لگے کیمرے میں پاکٹ ماروں کی تصویردیکھی جارہی تھی،اطلاع پر پولیس جانچ کرنے پہنچی،بتایا جاتا ہے کہ بدھ کے دن سلوٹا گاؤں کے رہنے والے گڈوشوکرمااپنی بیوی کا علاج کرانے آیا تھاجوکاؤنٹر پرمریض کا پرچہ بنوارہا تھا،اسی دوران کسی نے اس کا تھیلا کاٹ لیا جس میں اس کی بیوی کا پرس رکھا ہوا تھا ،وشوکرمانے بتایا کہ پرس میں پندرہ(1500)روپے تھے،اُدھر بدھ کو ہی پاکٹ ماروں نے آنندنامی آشاکارکن کا بھی بیگ کاٹ لیالیکن اس میں کاغذات زیادہ پیسے کم تھے،آنندی نے بتایا کہ قریب 150 روپے بیگ میں تھے۔

بتایا جاتا ہے کہ گزشتہ دنوں سے ایسی واردات مسلسل ہورہی ہے،واقعہ کے بعد جب سی سی ٹی وی کیمرے کودیکھا گیاتو اس میں دو14-12 سال کے لڑکے واقعہ کوانجام دیتے ہوئے پائے گئے،کیمرے میں بیگ کے کٹنے کے بعد پرس کا گرنا اور پاکٹ مار کے ذریعہ اسے اٹھانا صاف دکھائی دے رہا ہے"۔

۱۲ سے ۱۴ سال کے بچوں کواسکول میں جانا چاہئے تو وہ چوری میں لگ گیا یا لگا دیا گیا ہے تو

بہت ہی افسوس کی بات ہے....تعلیم کے میدان میں لڑکوں اورلڑکیوں کولانے کے لئے حکومت کئی طرح کی جتن کررہی ہے....پھر بھی لوگ اس جانب متوجہ نہیں ہوتے ہیں تو افسوس کا مقام ہے....کئی لوگوں کی زبانی یہ سنا جاتا ہے کہ پڑھنے کے بعد نوکری ملتی نہیں ہے تو پڑھ کر کیا ہوگا....ایسے لوگوں نے تعلیم کی وسعت اوراس کے فوائد کو سمجھا نہیں ہے....اب تو دور ایسا آرہا ہے کہ بغیر میٹرک کئے ہوئے ڈرائیوری کا لائسنس بھی نہیں ملے گا....جب ڈرائیوری کالائسنس نہیں ملے گا تو دیگر کام کیسے ہوں گے؟....اس کے لئے تعلیم لازمی ہے....لہٰذا مسلمانوں کوتعلیم کی جانب توجہ دیتے ہوئے اپنے بچوں کوتعلیم سے لیس کریں....یہی بھلائی کا راستہ ہے....پچاس سال پیچھے دیکھ کرگفتگو نہ کریں بلکہ پانچ سال مستقبل کے پیشِ نظر بات کریں....۱۲۔اور۱۴سال کی عمر میں پاکٹ ماری کرنے والا کبھی محنت کے راستے پر نہیں لگ سکتا ہے....وہ ہمیشہ مالِ مفت ہی ڈھونڈ تا رہے گا....اور پھر ایسے لوگ اپنی اولاد کو بھی اسی قسم کی گندگی کے راستے پر ڈال دیتے ہیں....ایسے لوگ گا ہے گا ہے عوام کے ہاتھوں اور پولیس کے ڈنڈوں سے مار کھاتے اور جسم پر ہلدی چونا لگا کر پھر وہی کام کرتے ہیں....جیل جاتے ،جیل سے نکلنے کے بعد پھر وہی کام کرتے ہیں۔

تعصّبات

تعصّبات،یہ وبائی مرض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں،کس کس طبقے کا ذکر کیا جائے....کس کس کا نام بتایا جائے؟کس کس کو دکھایا جائے....کس کس کو منظر عام پر لایا جائے....ہندو ومسلمان،پڑھا لکھا وجاہل،عام وخاص،ٹوپی والے وڈاڑھی والے،مولوی،مفتی،عالم،فاضل،تاجرکوئی طبقہ اس مرض سے نہیں بچا ہے....تعصّبات کے ذریعے سے مذہب کوروندا جاتا ہے....علاقائیت کے ڈنڈے گرائے جاتے ہیں....علاقائیت کی بنیاد پر ائمہ کے دامن چاک کئے جاتے....شیوخ کو برے ٹھہرائے جاتے ہیں....مدرسہ کے لئے"دارالعلوم غریب نواز"کا بورڈ لگا رہتا ہے....لیکن غریب نواز کی صفات کی خوبیاں نہیں دیکھی جاتی ہیں....کردار وعمل دیکھ کر یہ تو احساس ہو ہی

جاتا ہے کہ اس مدرسہ کا نام دارالعلوم فلاں علاقائیہ ہونا چاہئے....علاقائیت کی بنیاد پر لوگوں کے اخلاق و کردار کی اپج بڑھتی جا رہی ہے....ان سب باتوں کو دیکھ کر سیاست سے منسلک ایک شخص نے راقم سے کہا کہ ہمارے مسلمان بھائی علاقائیت کی بنیاد پر کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔

راقم نے کہا وہ کیسے؟

انہوں نے کہا سب سے پہلے تو اس میں زبان آڑے آتی ہے....مکان سے لے کر دوکان تک میں....بازار سے لے کر سفر تک میں دیکھئے....جہاں دس مسلمان موجود ہوں تو لوگ سب سے پہلے زبان پر توجہ دیتے ہیں کہ یہ بولنے والا کہاں کا ہے؟ علاقائیت کی بو پا کر علاقہ والے خوشی سے اس کی طرف لپکتے، سلام کرتے اور پوچھتے ہیں کہ آپ کس ضلع، تھانہ اور گاؤں کے رہنے والے ہیں....دیگر کو نہ منھ لگاتے، نہ سلام کرتے، نہ توجہ دیتے ہیں....بلکہ دوسری ریاستوں والوں کو گالیاں دیتے....برا کہتے ہیں....حالانکہ وہ سب کلمہ گو مسلمان ہیں...موصوف نے مزید کہا کہ برا نہ مانئے تو ایک بات اور کہوں کہ اس آگ کو بھڑکانے میں مولوی مولانا کا زیادہ ہاتھ ہے۔

دوسری چیز کھان پان اور رہن سہن بھی ہے جو ہم کو یکجا نہیں ہونے دیتے....ریاستی اور علاقے کے کھانے کو بہت اہمیت حاصل ہے....اس معاملہ میں لوگ علاقائی اور ریاستی ہوٹلوں کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

موصوف کی یہ باتیں بہت حد تک درست ہیں لیکن مسجد، مولوی، امام، مؤذن کے معاملے میں تعصبات برتنا کیا صحیح ہے؟ کیا علاقائیت کی بنیاد پر کسی کو اعلیٰ اور کسی کو کمتر سمجھنا جائز ہے؟ مسلمانو ن! آپ غور کیجئے کہ ان سب باتوں پر کیا اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ ہم خوش سے ہو سکتے ہیں؟۔

رنگ اور نسل، صوبہ و فرقہ کے نام پر
ہر سمت نفرتوں کا ہے اظہار کیا کریں؟
بھائی کا ایک بھائی گلا کاٹتا ہے آج

ملتا نہیں ہے باہمی پیار کیا کریں؟

غیروں کے وتیرہ کو ہم اپنائے ہوئے ہیں، اسلام کا آفاقی پیغام کیا ہے؟ مسلمانوں کو اس کی خبر نہیں ہے؟....ہے اور ضرور ہے لیکن کیا کیا جائے کہ جاہلوں کو چھوڑ دیجئے....پڑھے لکھے بھی اس مرض میں گرفتار ہیں....اور اس طرح سے گرفتار ہیں کہ ہمارے معاشرے میں یہ بیماری بھی جرائم میں شامل ہیں....سب کی نگاہیں دیکھ رہی ہیں لیکن کوئی اس کو دُور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے....آخر کیوں؟۔

تعصب کی ہوا چلائی گئی تو لوگ ریاست کو ترجیح دینے لگے....پھر ضلع کو آگے کیا....پھر تھانے کو اب یہ تعصب بڑھتے بڑھتے گاؤں اور خاندان تک پہنچ گیا ہے....اقربا پروری کی بیماری بڑھی تو بیماری بڑھانے والوں نے سمجھا اور سمجھایا کہ ہم نے بازی مار لی، لیکن ان کو معلوم نہیں ہے کہ آدمی کے اندر لومڑی کی بھی صفت موجود ہے وقت آنے پر یہ اپنے خون کے رشتہ داروں کے گلے پر بھی چھری رکھ دیتا ہے....ایسے کئی واقعات دیکھنے اور سننے کو ملے....تعصب کے راستہ کو چھوڑ کر اسلام کے راستے پر آئیں، جو سب سے بہتر، خوبصورت اور بھلائی کا راستہ ہے....جس پر چلنے سے آدمی ہیرے کی مانند ہو جاتا ہے۔

ٹھگی

ٹھگی.......اس کے بہتر روپ ہیں....کس کس روپ کے تذکرے کئے جائیں، بہر حال سمجھنے کے لئے چند روپ کے تذکرے ضروری ہیں....اس کام میں پڑھے لکھے اور جاہل، عورت و مرد، جوان اور کم عمر بچے سب ہی شامل ہیں، ٹھگنے والوں کی ادائیں، ان کی میٹھی زبان، مہذب انداز دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ ٹریننگ (Training) کا کورس مکمل کر کے مارکیٹ میں نکلے ہیں، کس سے کس طرح کی باتیں کرنی ہے، کس کو خواب دکھانا ہے، کس کو لالچ کے لاسا میں پھنسانا ہے، وہ لوگ خوب جانتے ہیں، وہ لوگ مسجد، مندر، گرجا، گرودوارہ، عام وخاص، امیر وغریب سب کے پاس جا کر، سب کو دبوچنے کی کوشش کرتے ہیں، موقع محل اور وقت کے لحاظ سے لباس،

نام اور مذہب تبدیل کرتے رہتے ہیں، اونچے خواب دیکھنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کو جلد کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں، مسجد، مندر، گرجا، گرودارہ میں چندہ دینے کے نام پر امام ومؤذن، پوجاری وسادھوؤں، پادریوں اور گروؤں کو ٹھگتے ہیں، غریب کو امیر اور امیر کو بادشاہ بنانے کے نام پر ٹھگتے ہیں، خیال رکھئے کہ یہ ان کا پیشہ ہے، کمانے کا طریقہ ہے، پیٹ بھرنے کا راستہ ہے، ایسے لوگوں سے ہر حال میں ہوشیار رہنا چاہئے، محبت اور ہمدری کا سکہ اچھالنے سے پہلے ان کو پرکھ لینا بہتر ہے، نہیں تو یہ عیار لوگ آپ کی جیب خالی کردیں گے، جیب ہی نہیں ان کو موقع ملے تو آپ کا گھر بھی خالی کرنے میں کوئی افسوس نہیں کریں گے، ان کے دل سخت ہو چکے ہوتے ہیں، ان کے یہاں لفظ افسوس نہیں ہے، یہ بے درد قسم کے لوگوں کا سبق ہے کہ دنیا مرتی ہے مرجائے ہم زندہ رہیں، دنیا لٹتی ہے لٹنے دو، خود کو آباد کرلو، اس باب میں سب سے پہلے ان واقعات کو رکھوں، جو راقم نے مشاہدہ کیا ہے کہ یہ لوگ کس کس روپ سے سامنے آتے ہیں اور کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں۔

ٹھگی کے چشم دید واقعات

پہلا واقعہ

ایک شخص پنٹ اور شرٹ پہنے ہوئے اور ہاتھ میں اٹیچی تھامے ہوئے راقم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں بنارس کا نومسلم ہوں، بیوی اور بچے سب کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں، بلڈنگ بنانے کی چھت میں لوہے بچھانے اسے باندھنے کا عمدہ کاریگر ہوں، بارہ سال عراق میں رہا وہاں کی حالت خراب ہوئی تو وطن واپس آگیا، بے روزگاری نے مجبوری کی زنجیر میں جکڑ کر رکھ دیا ہے، بے روزگاری کی حالت میں روزانہ بیوی سے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، وہ کہتی ہے تم نے اسلام قبول کرکے خود کو مصیبت مول لے لی، لیکن اسلام کی حقانیت کو جتنا میں جانتا ہوں میری بیوی نہیں جانتی، لہذا مجھے چندہ نہیں چاہئے، بلکہ کہیں پر بلڈنگ بنتی ہو اور بلڈر آپ کے پہچا

ن کا ہے تو مجھے اس کے پاس کام پر لگوادیجئے، میں نے ایک آدمی کے ساتھ اس کو ایک متوسط بلڈر کے پاس بھیج دیا، انہوں نے اس نومسلم کہنے والے شخص کی روداد زندگی سن کر دو ہزار روپے دیئے اور کہا کہ بازار سے اسٹو، دال چاول، سبزی وغیرہ لے کر آجائے اور یہاں سائڈ پر رہے، بنائے کھائے اور دن میں کام کرے، خود کو نومسلم کہنے والا شخص راقم کے پاس آیا، میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا ہاں ہوگیا وہ دو ہزار روپے دیئے ہیں کہ سامان لے آؤ، لہذا میں سامان لینے کے لئے بازار جارہا ہوں، میرے پاس رکھا اپنا سوٹ کیس اٹھایا، میں نے کہا یہ لے کر کہاں جاؤ گے؟ خود کو نومسلم کہنے والا شخص کہنے لگا بازار سے سامان لے کر رکشا پکڑ کر سیدھے سائڈ (Side) پر چلا جاؤں گا، بازار جانے کے بعد اُس شخص کو نہ تو زمین نے کھایا نہ آسمان نے نگلا، بلکہ وہ ٹھگی کرکے کہیں نکل گیا، تین گھنٹے کے بعد بلڈر صاحب نے ایک آدمی کو میرے پاس بھیجا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ میں نے اس شخص کو روداد بتائی تو وہ کہنے لگا، لگتا ہے وہ دغا دے کر بھاگ گیا، اور واقعی وہ بھاگ چکا تھا، بلڈر کو بھی غم ہوا اور مجھے بھی صدمہ ہوا کہ ہمدردی کا صلہ اس طرح سے ملا، ٹھگی کرنے والوں کے بہتر روپ ہوتے ہیں، آئیے چند روپ کو اور دیکھئے:

دوسرا واقعہ

دنیا میں عجیب عجیب لوگ ہیں اور عجیب عجیب کام کرتے ہیں، عجیب ہمت رکھتے ہیں، ان عجیب کام کرنے والوں میں اچھے کام کرنے والے بھی ہیں اور بُرے کام کرنے والے بھی، مگر برے کام کرنے والے زیادہ ہیں، ایک روز عصر کی نماز ختم ہوئی نمازیوں نے اپنا اپنا راستہ لیا، راقم درمیانی منزل میں ٹہلنے لگا، ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک کاغذ تھامے ہوئے راقم کے قریب آیا اور گویا ہوا، میری ماں سخت بیمار ہے، گھر سے ٹیلی گرام آیا ہے، کرایہ کا انتظام کرادیجئے۔

راقم نے کہا! کہاں کے رہنے والے ہو، کہاں رہتے ہو اور کیا کرتے ہو؟

آنے والا شخص کی زبان کھلی، بستی ضلع کا رہنے والا ہوں، گونڈواڑی (کلیان) میں رہتا ہوں اور وہاں پر ہی ایک ٹیلر کی دوکان میں سلائی کرتا ہو۔

راقم نے کہا! تم اپنے سیٹھ سے کرایہ لے کر گاؤں چلے جاؤ۔

وہ کہنے لگا! سیٹھ بہت بخیل ہے وہ کسی کے دکھ دَرد کو سمجھتا نہیں ہے، اس سے کہا لیکن وہ کرایہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

راقم نے کہا! ٹیلی گرام کہاں ہے؟

اس نے اپنے ہاتھ کے کاغذ کو میری طرف کر دیا، میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لے کر دیکھنے لگا تو وہ تین سال پرانا ٹیلی گرام تھا، میں نے کہا! میاں یہ تم کیا دکھا رہے ہو یہ تو تین سال پرانا ٹیلی گرام ہے، سر جھکا کر کہنے لگا دیجئے، راقم کے ہاتھ سے ٹیلی گرام لے کر تیز قدموں سے نیچے اُترا اور چلتا بنا۔

راقم تو بچ گیا، لیکن وہ دوسری جگہ جا کر کسی نہ کسی کو ضرور ٹھگا ہوگا، کیوں کہ یہی اُس کا پیشہ، یہی اس کا مشغلہ اور اسی کے ذریعے وہ کمائی کرتا، خود کھاتا اور اپنے بچوں کو کھلاتا ہوگا، کیوں کہ اس کام میں ''ہلدی لگے نہ پھٹکری، رنگ بھی چوکھا آوے'' کی لت لگ چکی ہے، ایسے کام کو چھوڑنا ایسوں کے لئے بہت مشکل ہے۔

تیسرا واقعہ

جمعہ کا دن تھا، اذان ہونے کا وقت قریب ہو رہا تھا، مسجد کی پہلی منزل پر چند لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک لمبا چوڑا، باشرع شخص آکر اس محفل میں بیٹھ گیا، کہنے لگا، مَیں آسام کا رہنے والا ہوں، شولا پور میں ایک دارالعلوم کے افتا میں فتویٰ لکھتا ہوں، حضور حافظ ملت مفتی عبدالعزیز صاحب بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا شاگرد ہوں آسام سے واپس آرہا تھا، رات میں کلیان اسٹیشن پر اُترا، میں اسٹیشن پر ہی سو گیا، نیند آگئی اور میرا سامان کسی چور نے غائب کر دیا، میری بیوی اور بچے شولا پور میں ہی ہیں، مجھے شولا پور تک جانے کا انتظام کرا دیجئے، اذان کے بعد یہ مفتی صاحب نے جھٹ پٹ عبا پہنا اور عمامہ باندھا، اس وقت مسجد کے نائب سکریٹری، علانواز جناب سید یاسین علی بھائی نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک عالم دین ہیں، ان کے لئے جمعہ میں اعلان کیجئے

گا تو علما کی رسوائی ہوگی، ہم چند لوگوں سے کہہ کر ان کے لئے کچھ رقم اکٹھا کر لیتے ہیں اور خاموشی سے ان کو تھما دیں گے، اور موصوف نے ایسا ہی کیا، ساتھ میں بیٹھا کر اس بہروپیہ مفتی کو کھانا بھی کھلایا، کھانا کھانے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کے بچے شولا پور میں ہیں تو آپ نے اپنے حالات سے ان کو آگاہ کیا کہ نہیں؟ کہنے لگا نہیں، شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے ہم نے اپنے گھر میں موبائل بھی نہیں رکھا ہے، کیوں کہ میری ایک بالغ لڑکی بھی ہے، آج کل لوگ الٹے سیدھے فون کرتے رہتے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ ابھی جائیں گے یا یہاں پر آرام کریں گے؟ کہنے لگا نہیں آرام کروں گا، گاڑی رات میں ہے، اس سے نکلوں گا، باتوں باتوں میں بات شری رام پور کی نکل گئی، خودساختہ مفتی کہنے لگا، شری رام پور میں ہمارے ایک دوست رہتے ہیں، بڑے کاروباری آدمی اور دیندار ہیں، میں نے کہا ان کا نام اور نمبر یاد ہے تو دیجئے، مفتی نے نام بتایا اور نمبر دیا، مسجد کے ممبر جناب اقبال نائک صاحب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا یہ نمبر لگائیے، اتنا سننا تھا کہ مفتی نے کہا کہ میں جا رہا ہوں، میں نے کہا کہ آپ نے کہا کہ گاڑی رات میں ہے ابھی یہاں پر ہی آرام کروں گا اور آپ ابھی نکل رہے ہیں، کہنے لگا ابھی ابھی خیال آیا کہ ایک گھنٹہ کے بعد ایک گاڑی ہے، چور تو پکڑا چکا تھا، وہ جھٹ پٹ اٹھا اور چلتا بنا، جناب اقبال نائک نے فون لگایا دو تین دفعہ رِنگ کرنے کے بعد فون لگا، سامنے والے سے نام پوچھا گیا تو اپنا جو نام بتایا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ شری رام پور کا غیر مسلم ہے، اس سے مفتی صاحب کے تعلق سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ایسے کسی آدمی کو میں نہیں جانتا، اب کہئے آدمی کس پر یقین کرے؟

ٹھگ مختلف صورتوں میں لوگوں کو ٹھگتے اور بیوقوف بناتے اور جھوٹ بول کر اپنی جیب بھرتے ہیں

-

مدتیں ہوگئیں خطا کرتے
شرم آتی ہے اب دعا کرتے
چاند تارے بھی ان کا اے جالب

تھر تھراتے ہیں سامنا کرتے

چوتھا واقعہ

ایک شخص مسجد میں حاضر آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بھیونڈی میں رہتا ہوں، میرا کیرانے کی دوکان ہے، ایک شخص سے میرا جھگڑا ہو گیا ہے، اس نے پولیس میں رپورٹ کر دیا ہے، اس لئے میں بھیونڈی سے نکل گیا ہوں، میری دو دن کی نماز قضا ہے غسل کر کے نماز ادا کرنی ہے، یہاں مسجد میں غسل کر لوں؟ اس کی گفتگو سے ہی لگا کہ یہ آدمی مشکوک لگتا ہے، لیکن نماز کے نام پر غسل کی اجازت میں نے دے دی، نہانے دھونے کے بعد نماز ظہر کے بعد راقم نے ساتھ میں بیٹھا کر کھانا کھلایا، چلتے وقت کہنے لگا کہ میں پیسے لے کر نہیں چلا تھا آپ بیس روپے دیں، دو چار دن میں آؤں گا تو آپ کو روپے لوٹا دوں، میں نے پیسے دینے سے انکار کیا، منھ بنا کر چلا گیا اور ایک سال کے بعد وہ پھر نئے روپ میں آیا، نیا روپ یہ تھا کہ اس کے چہرے پر خشخشی ڈاڑھی تھی، کہنے لگا یہاں مسجد میں مدرسہ بھی چلتا ہے؟ میں نے کہا! ہاں چلتا ہے، محلے کے بچے پڑھنے کے لئے آتے ہیں، اس نے کہا بہت اچھا! میں نے پوچھا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرا اسمینٹ کا بیوپار ہے، میرا مال یہاں آیا ہوا ہے، گاڑی خالی ہو رہی ہے، پھوپھی کے نام پر چندہ دینا ہے، میرے پاس محلّہ کے ایک آدمی بیٹھے تھے، میں نے ان سے کہا کہ چائے لے کر آئیے، وہ چائے لانے کے لئے گئے، میں اس شخص سے کہا کہ آپ تو ایک سال پہلے بھی آئے تھے، اس نے انکار کیا، میں نے اس کی بولی ہوئی باتوں کو دہرایا تو وہ کہنے لگا وہ میں نہیں تھا کوئی اور ہوگا، میں نے کہا وہ آپ ہی ہیں..... فرق صرف یہ ہے کہ اُس وقت آپ کے چہرے پر ڈاڑھی نہیں تھی اب خشخشی ڈاڑھی ہے، اس نے اقرار کیا کہ ہاں وہ شخص میں تھا، مولانا صاحب آپ کی یاد داشت بہت اچھی ہے، چائے پینے کے بعد اس نے کہا! سیمنٹ اُتر رہا ہے، مالک سے روپے لے کر میں چندہ دینے کے لئے رقم لے کر آتا ہوں، لیکن ایسا شخص کب آتا ہے؟ وہ تو اپنی جیب بھرنے کے لئے پہلے سبز باغ دکھاتا ہے، وہ شخص گیا تو آج تک نہیں آیا۔

پانچواں واقعہ

ڈارھی بڑھانا سنت ہے لیکن کچھ لوگ لوگوں کو پھنسانے اور ٹھگنے کے لئے ڈارھی بڑھاتے ہیں، اس موڈرن زمانہ میں تو ٹھگنے کے لئے زلف رکھتے اور عمامہ بھی باندھتے ہیں اور یہ سب کر کے جال سازی کرتے ہیں، یہی اس کی کمائی، یہی اس کی روزی، یہی اس کی خوراک ہے، اسی کمائی سے شان بگھاڑتے، بلڈنگ خریدتے اور بہت سارے کام کرتے ہیں، جمعہ ہی کا دن ہے، جمعہ کے بعد ہم لوگ کھانا کھا کر کے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صحت مند صاحب، گھنی ڈارھی، سر پر گول ٹوپی پہنے ہوئے ہم لوگوں کے پاس آ کر بیٹھے اور اپنی روداد کی ابتدا اس طرح سے شروع کی کہ ناسک میں ہماری بیکری چلتی ہے، وہاں سے میرا مال یہاں کے کچھ بیکری والے بھی منگواتے ہیں، مال کا بقایا لینے کے لئے آیا تھا لیکن مالک سے ملاقات نہیں ہوئی، آگے جمعہ کو پھر آؤں گا، مجھے ناسک جانے کا کرایہ چاہئے، آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب مجھے صرف چالیس روپے دیں، آگے جمعہ کو مل جائے گا، یہاں پر بیٹھے ہوئے دو صاحبان نے بیس بیس روپے کر کے دیئے، جزاک اللہ۔ سبحان اللہ پڑھتا ہوا اٹھا اور چلنے سے پہلے کہنے لگا، زندہ رہا تو ضرور آؤں گا، نہیں تو معاف کر دیجئے گا، میں نے کہا اتنی جلدی آپ مریئے گا نہیں اور آپ پھر واپس بھی نہیں آیئے گا، اس بندہ نے مسکراتے ہوئے کہا ایسا نہیں ہے اور چلتا بنا، وہ آیا نہیں اور اب تو مر گیا ہو گیا، کیوں کہ وہ شخص اسی وقت بڑھاپے کو پہنچ چکا تھا، پھر بھی ٹھگی کا کام کرتا تھا، ایسے لوگوں کی اولاد اگر ایسے ہی لوگوں کے قدم پر چلتی ہے تو ایسے لوگ اپنی اولاد کے ہاتھوں کو پکڑ کر ان سے باز پُرس نہیں کر سکتے ہیں لیکن الحمدللہ ہمارے سماج و معاشرے میں علما اور نیک لوگوں کا طبقہ موجود ہے جو ہاتھ پکڑ کر برائیوں سے دُور لے جا کر نیکی کی راہ پر لگاتے ہیں اور بگڑے ہوئے لوگوں کو نیک و پارسا بنا دیتے ہیں، ایسے لوگوں سے رابطہ کرنا چاہئے، ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے تو ان شاء اللہ برائی میں ملوث لوگ برائی چھوڑ کر نیکی کی راہ پر لگیں گے۔

چھٹا واقعہ

سیاسی اور مذہبی میدان کے مشہور لوگوں سے خود کو منسلک کرنے کی ادا بھی ہمارے معاشرے میں تیز ہے.... چور، ڈاکو اور غاصب بھی اس معاملہ میں پیچھے نہیں ہیں.... لہٰذا ایک بڑے اور مشہور پیر کا نام لے کر ایک شخص چندے مانگتا تھا کہ میری چار بہنیں کنواری ہیں.... ان کی شادی کرنی ہے.... کہیں پر یہ کہتا تھا کہ ہم نے سنا کہ ہمارے مرشد ممبئی گئے ہوئے ہیں تو ہم یہاں آگئے کہ پیر و مرشد چند لوگوں سے کہہ دیں گے تو موٹی رقم مل جائے گی.... اور دو بہنوں کی شادی ہو جائے گی.... لیکن افسوس یہ کہ جب میں ممبئی آیا تو معلوم ہوا کہ پیر مرشد عمرہ کے لئے چلے گئے ہیں.... اب مجھے اپنے شہر واپس جانا ہے لیکن کرایہ تک کا پیسہ نہیں ہے کہ واپس جا سکوں.... اس شخص کی اس قسم کی مجبوری کو سن کر ایک ہمدرد اسے اپنے ساتھ لے کر محلے میں پہنچا اور لوگوں سے کہہ کہہ کر اچھی رقم اکٹھا کر دی.... ٹکٹ نکال کر بھی دیا کہ لو گاڑی آئے تو گاڑی میں بیٹھ جانا.... اور وہ اسٹیشن سے واپس چلے آیا.... تین دن کے بعد دیکھا گیا کہ وہ شہر میں گھوم رہا ہے.... جو شخص اس کو محلہ میں لے کر آیا تھا، وہی شخص اسے پکڑ کر پھر محلے میں لے کر آیا اور کہا کہ یہ فراڈی آدمی ہے.... سب سے پہلے تو اس کی ڈاڑھی مونڈواؤں گا.... راقم نے کہا کہ یہ بات مناسب نہیں ہے.... جب اس سے کہا جاتا کہ تم پیر صاحب کا نام لے کر ایسا کام کیوں کرتے ہو.... تو وہ لوگوں کو دھمکیاں دیتا تھا کہ تم کو دیکھ لوں.... بہر حال جو صاحب اس کو پکڑ کر لائے تھے اس کے پاس سے روپے وغیرہ سب چھین لئے اور دو چار طمانچے مار کر بھگا دیا.... اور اس کے پاس سے چھینے ہوئے روپے سے کھچڑا بنا کر بچوں کو کھلا دیا.... اس قسم کے بہت سارے واقعات ہمارے معاشرے میں ہوتے رہتے ہیں.... چند نالائقوں نے ایسے کاموں کو پیشہ بنالیا ہے جو افسوس کا مقام ہے، اس قسم کے لوگ سازشی ذہن کے لوگ ہوتے ہیں جو مسلم معاشرے کو بدنام کرتے ہیں، ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو بھی اسلام کا اسباق پڑھا کر سدھارا جائے۔

ساتواں واقعہ

ایک صاحب مکمل طور پر مولوی کے حلیہ میں پہلے کئی گاؤں کا دورہ کیا، لوگوں سے کہا کہ فلاں مقام پر میرا دار العلوم چلتا ہے، آپ لوگ دار العلوم میں چندہ دیجئے، لوگوں نے چندے دیئے، چندہ وصولی کرنے کے بعد پھر دوسری دفعہ انہیں گاؤں میں دورہ کرنے لگا، کچھ لوگوں سے یاری بھی گانٹھ لی تھی، یار لوگوں نے اس مولوی نما شخص کی بڑی آؤ بھگت کرتے رہے، تواضع بھی خوب کرتے تھے اور مولوی نما شخص کوّے کی طرح تاک لگا کر بیٹھا ہوا تھا کہ کب کوئی عقل و شعور والا میری چاہت کا سامان لے کر آئے کہ میں اس کے ہاتھ سے لے کر نو دو گیارہ ہو جاؤں، ایک دن ایک شخص اپنی نئی سائیکل نکال کر کسی کام سے جا رہا تھا، یہ دیکھ کر مولوی نما شخص کے پاپی من کے کوّے نے کروٹ لی اور گھات لگا کر بیٹھ گیا، وہ سائیکل والا شخص جب واپس آیا تو مولوی نما شخص نے کہا سائیکل دیجئے، متصل کے فلاں گاؤں میں فلاں شخص کے یہاں چندے کی رقم باقی ہے لے کر آتا ہوں، سائیکل والے بخوشی اُس بہروپئے کو سائیکل دے دیا، گھنٹہ اور دو گھنٹے نہیں بلکہ پورا دن ختم ہو گیا لیکن وہ بہروپیا واپس نہیں آیا، کل ہو کر سائیکل والے متصل کے گاؤں میں فلاں صاحب کے پاس پہنچا، اس صاحب کو حالات سے آگاہ کیا، اس نے کہا میرے یہاں چندہ کی کوئی رقم باقی نہیں ہے، نہ تھی، دوسرے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ مولوی نما شخص کل آیا تھا اور یہاں سے فلاں صاحب کی سائیکل لے کر گیا ہے کہ فلاں گاؤں میں فلاں صاحب کے یہاں چندے کی رقم باقی ہے لے کر آتا ہوں، اس طرح سے وہ ظالم ٹھگ نہ جانے کتنے گاؤں میں داخل ہو کر کتنے لوگوں کو ٹھگا ہوگا.... ٹھگوں کی ٹھگی کے یہ چند واقعات تو راقم کے ساتھ، روبرو گزرے ہیں.... سنے ہوئے واقعات تو بہت ہیں.... ان کو نظر انداز کر کے اب بڑھتے ہوئے واقعات کی جانب چلتے ہیں.... ساتھ ساتھ قارئین بھی چلیں.... انہی قسم کے شاطر لوگوں نے کل کارخانے کھولنے مال سپلائی کرنے کے نام پر بھی لوٹنے لگے ہیں.... اب یہ سلسلہ بڑھ کر کمپنیوں تک جا چکی ہے.... روزنامہ اردو ٹائمز۔ ممبئی ۶ر جولائی ۲۰۱۵ء۔ صفحہ۔۱۱ کی رپورٹ پڑھئے:

جعلی مال دینے کے الزام میں آن لائن ڈیلر گرفتار

’’ممبئی ۵ رجولائی: ایم آئی ڈی سی پولس نے آن لائن شاپنگ کے سب سے بڑے ڈیلروں میں سے ایک (نام اڑادیا گیا ہے) کو ہفتہ کو گرفتار کیا ہے،....ای کامرس ویب سائٹ اسنیپ ڈیل اور فلپ کارٹ پر آڈر کیئے گئے مال کو گراہکوں تک اصلی کے بجائے نقلی مال فراہم کرتا تھا.....کو اتوار کو کورٹ میں پیش کیا جائے گا، ان پر کاپی رائٹ ایکٹ کے سیکشن 51 اور 63 کے تحت معاملہ درج کیا گیا ہے‘‘۔

دھوکہ اور ٹھگی کا بادل ہر جگہ چھایا ہوا ہے.....وہ نہ جانے کب کہاں پر برس جائے کوئی نہیں جان اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے....سائنس وٹکنالوجی کی طرح چوری، ڈکیتی، ٹھگی وغیرہ کر نے والے بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہیں....اور وہ لوگ بھی نئی نئی راہ ڈھونڈتے رہتے ہیں، او زندگی کے کسی بھی شعبہ سے منسلک لوگوں کو نہیں بخشتے ہیں....ایک طریقہ ذیل میں ملاحظہ کیجئے، ج روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی۔ ۲۷ رستمبر ۲۰۱۵ء۔ صفحہ۔۴ پر شائع ہوا تھا:

فلم میں کام دلانے کے بہانے ٹھگنے والا گرفتار

’’کانپور (یو این آئی) اتر پردیش میں کانپور کے براں علاقہ میں سپر اسٹار سلمان خان کی فلم ’’دبنگ تھری‘‘ میں رول دلانے کے نام پر ٹھگنے والے ایک نوجوان کو پولیس نے کل دیر رات گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

پولس ذرائع نے آج یہاں بتایا کہ ٹھگنے کے الزام میں گرفتار شخص (ٹھگنے والے کا نام ہضم کردیا گیا ہے) نے جو آبائی طور پر بھوپال کا رہنے والا ہے، پوچھ گچھ کے دوران بتایا کہ کچھ وقت قبل وہ فلم اسٹار ارباز خاں کی ماں کا ڈرائیور تھا لیکن اب وہ ان کی کار نہیں چلاتا ہے، انہوں نے بتایا کہ.....کی جھانسی کے ہال میں کانپور کے مچھریا میں رہنے والے 17 سالہ فرضی نام (عیدو) سے ملاقات ہوئی تو باتوں باتوں میں اس نے بتایا کہ

جلد ہی کانپور میں ’’دبنگ تھری‘‘ کی شوٹنگ شروع ہونے والی ہے، جس میں کانپور کے لوگوں کو رول مل سکتا ہے، یہ سن کر فرضی نام (عیدو) نے بھی اس سے فلم میں رول دلانے کے لئے کہا تو.....نے اس سے اس کا فون نمبر لے لیا اور کہا کہ وہ جلد ہی کانپور آئے اور فلم میں اسے رول دلانے کی کوشش کرے گا، ذرائع نے بتایا کہ اس کے چند روز کے بعد (وہ) کانپور آیا جہاں فرضی نام (عیدو) نے اس کی ملاقات اپنے والد سے کرائی اور انہوں نے (وہ) کو کانپور آٹو سروس کمیٹی کے صدر مہندر مشر سے ملایا۔

انہوں نے کہا کہ (وہ) نے مہندر کو کراؤڈ کلکشن اور ہوٹل منیجمنٹ کی ذمہ داری دی، فلم کی شوٹنگ میں فرضی نام (عینو) کو ڈرائیور کا رول ملا، فرضی نام (عیدو) کو آفس بوائے بنایا گیا اور پندرہ ہزار روپے تنخواہ دینے کی بات کہی، وہ ان لوگوں کی آئی ڈی اور فوٹو ساتھ میں لے لیا، ذرائع نے بتایا کہ ایک ہفتہ بعد ممبئی سے ان کے آئی کارڈ اور سہیل ،ارباز خان فلم پروڈکشن کے لیٹر پیڈ پر ان کی تقرری کا خط آگیا، اس کے بعد (وہ) نے پھر سے شہر میں آکر ان لوگوں سے پیسے مانگے تو شک ہونے پر تینوں نے پولس میں شکایت درج کرائی۔

پولیس کے ذریعہ پوچھ گچھ کئے جانے پر سپر اسٹار سلمان خان کے بھائی اور فلم ساز ارباز خان کے ذریعہ (وہ) کو پہچاننے سے انکار کے بعد پولس نے اس کے خلاف فرضی دستاویز تیار کر کے دھوکہ دہی کی دفعات کے تحت معاملہ درج کر لیا اور کل دیر رات اسے براں بائی پاس سے گرفتار کر کے گہرائی سے پوچھ گچھ کی جارہی ہے‘‘۔

لٹنے والے لُٹ گئے اب پوچھ گچھ ایک طرح کی تسلی ہوتی ہے....’’گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں‘‘ کی مثل ’’گیا مال بھی ہاتھ نہیں آتا ہے....لُٹنے والا ہاتھ پیر مارے یا سر پھوڑے، اس سے کسی کو کچھ لینا دینا نہیں ہے....اس کے درد تک دوسروں کی رسائی نہیں ہوسکتی ہے.... ہزار دو ہزار لٹ جانے کا درد مہلک ہوتا ہے تو لاکھوں گنوانے والا کا درد کیسا ہوگا....لیکن یہاں پر حکومت کے مال کو

لوٹنے کی ایک رپورٹ پڑھیے.... یہ رپورٹ روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی ۔۴؍اکتوبر ۲۰۱۵ء۔ صفحہ ۔۴ پر شائع ہوئی تھی:

۷؍لاکھ کی ٹھگی کرنے والا پولیس کی گرفت میں

اندرا رہائش مستفیضین کی رقم فرضی طریقے سے نکالی گئی

''اررِیا (ایس این بی) اندرا رہائش منصوبہ کے کئی صارفین کے کھاتے سے فرضی انگوٹھے کا نشان لگا کر تقریباً ۷؍لاکھ روپے نکاسی کرنے والا سی ایس پی منیجر کو پلاسی نے گرفتار کیا ہے، گرفتار صارفین سروس سینٹر منیجر (نام ھضم) پلاسی حلقہ کے بردابٹا کا رہنے والا ہے، وہ ارلاہا میں ایس بی آئی کا صارفین سروس سینٹر چلایا کرتا تھا، ایس پی سدھیر پوریکا نے گرفتار منیجر سے پولیس آفس میں پوچھ گچھ کی اس کے بعد اسے عدالت میں پیش کیا گیا جہاں اسے عدالتی حراست میں بھیج دیا گیا، ایس پی پوریکا نے بتایا کہ پچاس ہزار روپے ٹھگی معاملے میں فرساڈانگی کے اندرا رہائش مستفیض بی بی فاطمہ زوجہ نسیم نے پلاسی تھانہ میں ایف آئی آر درج کرائی تھی، پولس جانچ میں یہ بات سامنے آئی کہ سروس سینٹر منیجر نے دلال کے توسط سے فرضی انگوٹھے کا نشان لگا کر رقم کی نکاسی کرلی، ایس پی نے بتایا کہ جانچ میں یہ بھی خلاصہ ہوا ہے کہ منیجر........................ کے توسط سے کئی صارفین کی رقم نکاسی کی ہے، ایس پی نے کہا کہ جانچ میں یہ بات سامنے آئی کہ فرساڈانگی بردابٹا کے نصف درجن سے زائد صارفین کی رقم ان کے کھاتے سے اٹھا کر کے انہیں 20 سے 15 ہزار روپے ہی دیئے گئے، ایس پی نے کہا کہ پولیس دلال کی گرفتاری کے لئے مسلسل چھاپہ ماری کررہی ہے''۔

جس طرف دیکھئے! ایک نیا کھیل ہو رہا ہے.... اس کھیل میں بڑے بڑے لوگ شامل ہیں....اور بڑے چھوٹے، امیر و غریب اور مزدور سب ہی لوٹے جا رہے ہیں.... مثل ہے کہ ''ٹھگا

ئی سے ٹھاکر بنتا ہے'' لیکن خیال رکھئے کہ ٹھگنے والی دولت بھی زیادہ دنوں تک اس کا ساتھ نہیں دیتی ہے.... نہ ہی سکون سے رہنے دیتی ہے.... اس کتاب کے صفحات پر ٹھگی کے چند ہی اقسام دکھائے گئے ہیں....نہیں تو اس کام کے بہتر روپ میں لوگ پھنسے ہوئے ہیں، ٹھگی کی ایک طویل رپورٹ روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی۔ ۱۶؍نومبر ۲۰۱۵ء۔ صفحہ۔۴ پر شائع ہوئی ہے اسے بھی پڑھ لیجئے:

بیرون ملک بھیجنے کے نام پر کسان سے 45 لاکھ کی ٹھگی

سرسا (ایس این بی) گاؤں سکندر پور کا کسان بیٹے کو بیرون ملک بھیجنے کے نام پر لاکھوں روپے کی دھوکہ دہی کا شکار ہوگیا، متاثرہ کسان نے ایس پی سے شکایت کی ہے، ایس پی نے ملزم کے خلاف کاروائی کا حکم دے کر پانچ دنوں میں اسٹیٹس رپورٹ مانگی ہے، اطلاع کے مطابق گاؤں سکندر پور کے باشندہ کسان شمشیر سنگھ کے بیٹے نونیت سنگھ نے 2014 میں ۱۲ویں کا امتحان پاس کیا تھا، شمشیر سنگھ نے بیٹے کو ایم بی اے کی تعلیم کے لئے آسٹریلیا بھیجنے کا ذہن بنالیا، اسی درمیان نونیت نے ٹی وی چینل پر ایک کمپنی کا شو دیکھا جس میں چنڈی گڑھ کی ایک کمپنی جو بچوں کو تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجنے کی جانکاری دے رہی تھی، پروگرام دیکھنے کے بعد نونیت سنگھ چنڈی گڑھ کے دفتر میں پہنچا، کمپنی کی ڈائریکٹر فلاں........اور فلاں..... باشندہ سیکٹر 44 نے شمشیر سنگھ کو بتایا کہ وہ اس کے بیٹے کو تعلیم کے لئے آسٹریلیا بھیج دیں گے، ایسے ہزاروں بچوں کو ان کی کمپنی بیرون ملک بھیج چکی ہے، اس کے بعد کاؤنسلنگ افسر.........نے نونیت کی کاؤنسلنگ کی اور انٹرویو لیا۔

کمپنی کے عہدیداران نے ۱۰؍نومبر ۲۰۱۴ء کو شمشیر سنگھ سے ۲۰؍لاکھ روپے وصول کئے اور کہا کہ نونیت کا آسٹریلیا کے میلبوزن میں داخلہ کروا دیا ہے، اس کے بعد ڈی آر کے نام پر ۱۸؍لاکھ روپے جو متاثرہ نے ایکسس بینک ویدوالا سے کمپنی ڈائریکٹر...... کے

اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروادیئے، اس خوشی میں شمشیر سنگھ نے رشتہ داروں کی پارٹی تک دے ڈالی، اس کے بعد کمپنی کے عہدیداران کا شمشیر سنگھ کے پاس فون آیا جس میں انہو ں نے کہا کہ آپ کو 5823 ڈالر دینے ہوں گے، شمشیر سنگھ نے یہ رقم بھی بینک کے ذریعہ کمپنی کے اکاونٹ میں ٹرانسفر کروادی، اس کے کافی دنوں تک کمپنی کی طرف سے کوئی فون نہیں آیا، شمشیر سنگھ نے کمپنی ڈائریکٹر سے کہا کہ پورے روپے جمع کروادیا ہے اب جلد میرے بیٹے کو آسٹریلیا بھیجوادیں، اس کے بعد کمپنی افسر ٹال مٹول کرنے لگے، شمشیر سنگھ کو دال میں کچھ کالا لگا اور اس نے دہلی ایمبیسی سے رابطہ کیا تو اسے بتایا گیا کہ اس کے بیٹے کی جگہ کسی دوسرے کو کمپنی نے میلبوزن بھیجادیا ہے، کمپنی کی دھوکہ دہی سا منے آنے کے بعد شمشیر سنگھ نے کمپنی کی ڈائریکٹر......... سے اپنے 45 لاکھ روپے واپس مانگے، کمپنی کے افسران نے روپے دینے سے صاف انکار کردیا، اس کے بعد شمشیر سنگھ نے ایس پی سنگیتا کالیا سے ملاقات کی اور آپ بیتی سنائی''۔

غور کیجئے کہ ایک کسان اپنے بیٹے کو تعلیم کے لئے بیرونِ ملک بھیجنا چاہتا ہے....اس کی ہمت کو داد دینی چاہئے کہ تعلیم کے نام پر اس نے ہزار دو ہزار نہیں بلکہ 45 لاکھ روپے دے دیئے....اور تعلیمی ادارہ کے نام پر 45 لاکھ روپے ٹھگ لئے گئے تو سوچنا پڑتا ہے کہ پڑھے لکھے لوگ دولت کے لئے کیسے کیسے گھناؤنے کھیل کھیلتے ہیں....صرف اپنی دولت میں اضافہ کے لئے کوشاں رہنے والے دوسروں کے بگڑنے پر کبھی غور نہیں کرتے اگر یہ غور کرتے تو ہمارے معاشرے میں ایسے گندے کھیل نہیں ہوتے....اور نہ کوئی برباد ہوتا....نہ ایسی رپورٹ منظر عام پر آتی۔

جھوٹ

جھوٹ....اس کی ارتقا کا عالم نہ پوچھے....جھوٹ کو مرد صاحبان مونچھوں کی طرح اور عورتیں لپسٹک کی مانند اپنے منہ میں سجائے رہتے ہیں....اور جب سے موبائل ہاتھ میں آیا اور کان سے لگا ہے....جھوٹ نے ترقی کی راہ پالی ہے تو جھوٹ بھی جھوٹ بولنے والوں سے مسکرا کر کہتی ہے

کہ تم میرے جال سے نکل کر اب کہاں جاؤ گے؟....اب لوگ یہ کہنا اور جاننا بھو گئے کہ ''جھوٹ برابر پاپ نہیں''، یعنی جھوٹ سب سے بڑا گناہ ہے....بلکہ لوگ جھوٹ کا پُتلا بنتے جارہے ہیں.. ..اور ایسے پُتلا بنے ہیں کہ جھوٹ کا پُل باندھتے رہتے ہیں....تقاضادار دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ تمہارے دروازہ پر کھڑا ہوں تو مقروض گھر کے اندر سے کہتا ہے....یار میں گھر پر نہیں ہوں مَیں تو سفر میں ہوں تین دن کے بعد آؤں گا....تقاضادار چوبیس دفعہ آتا ہے اور لوٹ جاتا ہے پچیسویں بار میں مقروض دروازہ کھولتا ہے اور پھر جھوٹ کا پُل باندھتا ہے....یہ راستہ مسلمانو ں کو کہاں لے جارہا ہے....قرآن واحادیث کے اسباق سے دوری نے مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے....لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ اللہ کی لعنت جھوٹوں پر۔

مسلمانوں کو جھوٹ بولنے سے پرہیز اور سچ بولنے کی تاکید ہے....لیکن مسلمان اس کے برعکس کررہے ہیں بلکہ حد سے تجاوز کئے ہوئے ہیں....جب تک اِس لت سے دُور نہیں ہوں گے، برکت کا منھ نہیں دیکھ سکتے....تباہی و بربادی سے نہیں بچ سکتے....اسلام نے جھوٹوں کو سچا بنادیا لیکن آج اسلام کے ماننے والے سچوں کو جھوٹا بنارہے ہیں، اچھاو کھیتی بنجر بن گئی، لہلہاتی ہوئی فصل سوکھ گئی، اب سینہ پیٹنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، ایک ہی راستہ ہے کہ بنجر زمین کو پھر اچھاؤ اور سوکھی فصل کو لہلہاتی بنایا جائے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے (آمین)

چوری ڈکیتی

چوری کرنے کا فعل بہت پرانا ہے، یہ کام لوگ مجبوری اور شوقیہ دونوں طور پر کرتے تھے اور کر تے ہیں، پہلے دور کے اکثر لوگ یہ کام مجبوری میں کرتے تھے، آج کے دَور میں شوقیہ اور مال و دولت بڑھانے کی خواہش میں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے نام اس باب میں آتے ہیں کہ آدمی سن کر انگشت بدنداں ہوجاتا ہے، اس سلسلے میں چوری کی واردات تو ہر لمحہ ہوتی رہتی ہیں لیکن ان میں کچھ وارادات تو ایسی ہوتی ہیں جو نہیں ہونا چاہئے، ایک واردہ کی رپورٹ روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی۔ ۵ر ستمبر ۲۰۱۵ء۔ صفحہ۔۳ پر شائع ہوئی ملاحظہ کیجئے:

ممبئی (ایجنسی) حیدر آباد میں ٹسٹ ڈرائیو کے بہانے 6 رلاکھ روپے کی ہالی ڈیوڈ سن موٹر سائیکل چوری کرنے کے الزام میں ممبئی پولس نے ایک آئی آئی ٹی گریجویٹ کو ممبئی سے گرفتار کیا ہے، ملزم او این جی سی میں کام کرتا ہے، اس کے والد آرمی افسر ہیں، سی سی ٹی وی فوٹیج اور کال ڈیٹیل کی مدد سے پولس نے اسے گرفتار کیا ہے، اب پولس یہ جاننے کی کوشش کررہی ہے کہ اچھی نوکری اور آئی آئی ٹی گریجویٹ ہونے کے بعد بھی اس نے چوری کیوں کی؟

جانچ میں پتہ چلا ہے کہ ہے ملزم ٹی.....نے شوروم سے موٹر سائیکل چوری کرنے سے پہلے اے ٹی ایم سے پیسے نکالے اور پھر ہیلمٹ خریدا، ملزم نے ٹسٹ ڈرائیو لینے سے پہلے ایک فارم بھرا تھا جس میں اس نے اپنا نام طاہر علی لکھا اور باقی معلومات بھی فرضی درج کرائی، ملزم پوری پلاننگ کے تحت موٹر سائیکل لے کر بھاگا اور ڈرائیو کرتے ہوئے براہِ راست ممبئی پہنچ گیا۔

ملزم ٹی.....کے والد حیدر آباد میں رہتے ہیں، گزشتہ منگل کی شام وہ شوروم میں مہنگی موٹر سائیکل کی معلومات لینے گیا تھا، اس نے ہارلی ڈیوڈسن کی ٹیسٹ ڈرائیو لینے کی خواہش ظاہر کی، وہ ٹیسٹ ڈرائیو کے لئے موٹر سائیکل لے کر نکلا اور پھر واپس ہی نہیں گیا، پولس تعزیرات ہند کی دفعہ گاڑی چوری اور 420 (دھوکہ دہی) کے تحت کیس درج کرکے سی ٹی وی اور کال ریکارڈ کی جانچ شروع کی، ملزم کو ممبئی سے گرفتار کرلیا گیا ہے اور موٹر سائیکل بھی ضبط کرلی گئی ہے، شوروم منیجر کی مانیں تو ملزم نے بتایا تھا کہ سافٹ ویئر کمپنی میں کام کرتا ہے، جب وہ موٹر سائیکل لے کر نکلنے لگا تو شوروم کے ایک ملازم نے کچھ فاصلے تک پیچھا بھی کیا لیکن لگزری موٹر سائیکل کی رفتار کے آگے وہ ملزم کو پکڑنے میں ناکام رہا"۔

ایسے کام کرنا عقل وانصاف، عدل وسماج اور قانون کے خلاف ہے، دوہرا جرم یہ ہے کہ اس کا

نام اور ہے، مذہب بھی اور ہے لیکن ایک دوسرے مذہب کے نام کے آدمی کا نام لکھا ہے یہ بھی جرم وسزا کی مستحق بات ہے۔

وقت کے ساتھ چوری کے طریقے بھی بدل رہے ہیں، مال آپ کے ہاتھ میں، ثبوت آپ کے جیب میں، کاغذ آپ کے گھر میں پھر بھی آپ کے بینک اکاونٹ سے روپے چوری ہورہے ہیں تو یہ تعجب کی بات ہے، ایسے کام میں کن لوگوں کی ذہنیت کام کررہی ہے؟ جواب ملتا ہے کہ پڑھے لکھے، تیز وطرار کی ذہنیت کام کررہی ہے، لگتا ہے کہ پڑھنے کے زمانے سے ہی ایسے لوگ اپنے ذہن کو ایسے کام کے لئے آمادہ کرلیتے ہیں، دنیاوی، دینی، سرکاری، سماجی، ملی کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے کہ جہاں چوری، غبن اور غصب کی وارادت نہ ہوتے ہوں، اس نوعیت کی ایک خبر روزنامہ اردو ٹائمز، ممبئی ٦ رجولائی ٢٠١٥ء۔ صفحہ ١٢ پر شائع ہوئی، اس کو ذیل میں پڑھ کر چوری کے واقعات کا اندازہ لگائیے:۔

کریڈٹ کارڈ سے رقم چرانے اور خود کو پولس والا بتلا کر نوجوان کو لوٹنے والے دو ملزمین گرفتار

"ممبئی ۵ رجولائی (اسٹاپ رپورٹر) موصولہ خبروں کے مطابق اورنگ آباد میں کریڈٹ کارڈ رینول کرنے کا جھانسہ دے کر بینک اکاونٹ سے ہزاروں روپے اڑانے اور نوجوان کو لوٹنے والے بوگس پولس کے خلاف دھوکہ دہی کے معاملات درج کرلئے گئے، پولس ذرائع سے ملی تفصیلات کے مطابق شریہ نگر کے ساکن ششی کانت وشنو پنت آہیرے واڑیکر (۶۷ سال) کے موبائل پر کسی نے فون کیا اور کہا کہ میں بینک کی مین برانچ سے بات کررہا ہوں آپ کا کریڈٹ کارڈ رینول کرنا ہے، اس کے لئے کریڈٹ کارڈ کا نمبر دینا ہوگا، جس پر ششی کانت نے فون پر اسے ایس ایس پی آئی بینک کے کریڈٹ کارڈ کے 19 رڈیجٹ کا نمبر دے دیا، ملزم نے نمبر حاصل کرکے ششی کانت

کے اکاونٹ سے وقتاً فوقتاً ۲۰؍ہزار ۶۱۸؍روپے نکالئے ،دھوکادہی کاعلم ہونے پر ششی کانت نے جواہر نگر پولس اسٹیشن میں شکایت درج کروائی''۔

ایسے واقعات روزانہ رونماں ہوتے ہیں،اور بڑی تعداد میں ہوتے ہیں،ہرنئی ایجادات پر نئے چور آکرنئی واردات کوجنم دیتے ہیں،ایسے لوگ دوسروں کوگھٹاتے اورخودکو بڑھاتے ہیں،لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتا ہے کہ وہ خودکوگھٹا تا ہے،اس کام کو باضابطہ طور پر گروہ انجام دیتا ہے، اور پڑھالکھاطبقہ اس میں شامل ہوتا ہے۔

چھیڑ چھاڑ

ہمارے ملک ومعاشرے میں چھیڑ چھاڑ کا معاملہ آئے دن مئی کی دھوپ کی طرح گرم ہوتا جارہا ہے....یہ کون لوگ ہیں....کیسے نوجوان ہیں....کیاان لوگوں کی ماں اور بہنیں نہیں ہیں؟....ان لوگوں کی بھی ماں اور بہنیں ہیں تو پھر وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟....کیاان کی عقل کہیں کھوگئی ہے یا بھٹک گئی ہے یا عقل کی دولت لُٹ گئی ہے؟....کیاوہ یہ سوچتے ہیں کہ ہم کسی کی ماں،بیوی اور بہنوں کو چھیڑیں گے لیکن ہماری ماں،بیوی اور بہنیں سلامت رہیں گی تو یہ ان کی بھول ہے....کیا وہ ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' والی مثل کو بھول گئے ہیں؟۔

شرم کی جاہے کہ جس نوجوان کواپنی ،اپنے پڑوسیوں،دوست واحباب اور ملک وملت کی ماں،بہنوں کی عفت وعصمت بچانی چاہئے وہی ان سب کی عزت وناموس کالٹیرابن گیا ہے.... ایسے لٹیرے دوسروں کے گھروں کے پاس اور اِرد گرد....سڑکوں کے کنارے ....اسکولوں کے دروازے کے پاس....کالج ویونیورسٹیوں کے قریب.... پارکوں اور میدانوں میں خراب نیت کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں....اورموقع پر لڑکیوں کوچھیڑ چھاڑ کرتے ہیں....اس چھیڑ چھاڑ کی خبروں سے اخبارات کے صفحے بھرے رہتے ہیں....اس قسم کی چند رپورٹ پڑھ لیجئے،روز نامہ راشٹریہ سہارا،ممبئی۔۲؍دسمبر۲۰۱۴ء۔صفحہ۔۱۱پر لکھا:

''مدھوبنی (ایس این بی) شہر کے ہیڈکوارٹر میں کالج اوراسکولی طالبات کے ساتھ چھیڑ

چھاڑ کے معاملہ میں اضافہ دیکھا جارہا ہے،شہر کے ہیڈکوارٹر میں واقع گاندھی چوک،مہا راج گنج،سپتہ چوک،اسٹیشن روڈ چوک،تھانہ موڑ اوراسٹیڈیم روڈ پر کچھ آوارہ گرد اسکول اور کالج جانے والی طالبات کے ساتھ نہ صرف بدتمیزیاں کرتے ہیں، بلکہ انہیں دیکھ کر غیراخلاقی فقرہ کشی بھی کرتے ہیں،یہ لڑکیاں خودکوکمزور سمجھ کریا پھر والدین کی عزت کا خیال رکھ کربغیر کسی جواب کے وہاں سے گذر جاتی ہیں،گذشتہ دنوں ایک انگریزی اسکو ل جارہی طالبہ کوگاندھی چوک پر کچھ شرپسندوں نے سرعام چھیڑخوانی کی کوشش کی،جبکہ اس جگہ قرب وجوار میں بہت سارے لوگ اپنی دوکانوں میں موجود تھے،اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیایہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم اپنے ماحول کوپراگندہ ہونے سے بچا ئیں اس بارے میں سماجی کارکن امان اللہ خان قادری اورنور عالم نے شہر سمیت ضلع کے عوام الناس سے اپیل کیا ہے کہ آپ اپنے حلقوں میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ خوف کے سبب حصولِ علم سے بیٹیوں کی رغبت کم نہ ہو،انہوں نے کہا کہ پو لیس انتظامیہ کوبھی چاہئے کہ اسکول جانے اورآنے کے وقت میں پولس پٹرولنگ کی گاڑی شہر کے چوک چوراہوں سے گذارے تاکہ منچلے اورآوارہ گردوں میں پولس کاخو ف وہشت پیدا ہو''۔

اوباش،بدمعاش،زورآور،لچے،لفنگے،شریراورشیطان سے سب ڈرتے ہیں توبنت حوابے چا ری جوصنف نازک کہلاتی ہے،کیسے نہیں ڈرے گی،دشمن جہاں چار پانچ ہوں توایک شخص منھ چھپاتا،ڈرتا اورراستہ کاٹ کر بھاگتا ہے توچھیڑ چھاڑ کرنے والوں،بدتمیزیاں کرنے والوں،گند ے فقرہ کسنے والوں سے صنف نازک کیوں کرنہ ڈرے گی؟ ڈرے گی اورضرور ڈرے گی،ایسے لچے لفنگے اگرسڑکوں پرآکرایسی بدتہذیبی نہ کریں تولڑکیاں اسکول وکالج جانے اورتعلیم حاصل میں کوئی ڈراورخوف محسوس نہیں کرتیں لیکن ایسے لچوں کی گندی حرکتوں سے تنگ آکر بہت ساری لڑکیاں تعلیم سے کنارہ کش ہوجاتی ہیں،جوافسوس کا مقام ہے،ان چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے ایکسو پچا

س طالبات نے کالج چھوڑ دیا، اس سلسلہ میں روزنامہ راشٹریہ ممبئی ۴؍اپریل ۲۰۱۶ء صفحہ ۹ پر لکھا۔

150 طالبات نے کالج چھوڑا

''جمشید پور (ایس این بی) ایک طرف مرکزی حکومت بشمول ریاستی حکومتیں خواتین کو تحفظ دینے کے لئے نئے نئے اقدامات کا ڈھنڈورہ پیٹتی ہے، دوسری جانب خواتین کے ساتھ چھیڑ خانی کے واقعات میں ہر روز نیا نیا اضافہ دیکھنے میں آتا ہے، ایسا ایک واقعہ حکومتوں کے دعووں کی قلعی کھولتا نظر آرہا ہے، اپنے نسوانی وقار اور عصمت کی حفاظت کے لئے ایک نہیں، دو نہیں پوری 150 طالبات آخری مرحلہ میں اپنا تعلیمی سفر منقطع کر کے ''وشاکھاپٹنم'' سے واپس جھارکھنڈ آنے پر مجبور ہوگئیں، یہ تمام طالبات وشاکھاپٹنم کی ''منیشا انسٹی چیوٹ'' کے منروا کالج کی طالبات ہیں، ان طالبات نے نیندیں اڑادینے والے واقعات کا انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ کالج کے گرلس ہاسٹل میں دبنگ اور لچے لفنگے نصف شب میں زبردستی داخل ہوجاتے ہیں اور طالبات کے ساتھ چھیڑ خانی اور بدتمیزی کرتے ہیں، بار بار اس کی شکایت کالج انتظامیہ اور پولیس کے افسران سے بھی کی گئیں لیکن بجائے اس پر کسی طرح کی کاروائی کرنے کے انہیں ہی موردالزام ٹھہرایا جاتا ہے، جس سے دبنگوں کے حوصلے بلند ہوگئے ہیں، ان کی بدتمیزیاں اتنی بڑھنے لگی ہیں، متاثرہ طالبات کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ اپنی عزت وعصمت اور نسوانی وقار کے تحفظ کے لئے درمیان میں ہی اپنی تعلیم کا سلسلہ چھوڑ کر واپس آجاتی ہیں، چنانچہ ڈیڑھ سو طالبات نے متفقہ فیصلہ لیتے ہوئے ''وشاکھاپٹنم'' کے منروا کالج کو خیر باد کہنا ہی مناسب اور جھارکھنڈ لوٹ آئیں، تمام طالبات نے اس کی شکایت وزیر اعلیٰ جھارکھنڈ سے کرتے ہوئے مناسب کاروائی کی اپیل کی ہے، معلوم ہو کہ ان طالبات نے ساڑھے تین سال کے تعلیمی کورس کا تین سال مکمل کرچکی ہیں، طالبات کے صرف چھ ماہ باقی رہ گئے ہیں، ریاستی خواتین کمیشن کی چیئرپرسن ''نہوامانجھی''

نے وشاکھاپٹنم حکومت اور وہاں کی پولیس انتظامیہ سے رابطہ کرکے مسئلہ کا نکالنے کی یقین دہانی کرائی ہے''۔

چھیڑ چھاڑ کا یا چھیڑ خانی کے معاملات کتنے عروج پر ہیں، مذکورہ بالا رپورٹ پڑھ کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہوسٹل میں رہنے والی لڑکیاں جب سلامت نہیں ہیں تو راہ پر چلنے والی لڑکیوں پر کیا بیتتی ہوں گی؟ اسی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے کبھی دو مذہب والوں کے درمیان فسادات ہوتے، کبھی دو برادریوں کے مابین مارپیٹ کی نوبت آتی، کبھی برادریوں کے بیچ پتھراؤ ہوتے، کبھی پولیس بندوبست کرتی، کبھی کرفیو لگتے ہیں۔

حجامت کی حجامت بنائی جارہی ہے

مرد حضرات پہلے حجامت بنواتے تھے... ابھی بھی بنواتے ہیں.... لیکن آج کی نئی نسل حجامت کی حجامت بنوارہی ہے... حجامت کے بعد بالوں میں درستی پیدا ہوجاتی ہے.... سر کے بال اچھے لگتے ہیں.... جب بال اچھے لگتے ہیں تو چہرہ بھی اچھا لگتا ہے.... اب جو حجامت کی حجامت بنائی جارہی ہے.... اس کا تو عجب معاملہ ہے.... عجب اس لئے ہے کہ یہ نیا طریقہ ہے.... زبردستی کھینچ تان کر اس کو طُرفہ بھی کہہ سکتے ہیں. لیکن اس میں خوش آئند کچھ بھی نہیں ہے.... مکروہ ہی مکروہ ہے.... حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے.... اسے ''قزع'' کہا گیا، قزع کے ٹکڑے ہیں، اب اصطلاح میں سر کے بعض حصے کے بال کو کٹوانا اور بعض حصے کو چھوڑنا ہے، اسے بادل کے ٹکڑوں سے تشبیہ دی گئی ہے،.... اس عجب مکروہ فعل سے تو بالوں میں درستی پیدا نہیں ہوتی ہے.... بلکہ بال ایسا بگڑ جاتا ہے کہ لگتا ہے کہ بکریوں نے یہاں وہاں سے چرلیا ہے.... بھیڑیوں نے اپنا جسم رگڑ کر یہاں وہاں سے بالوں کو اُڑادیا ہے.... ایسی کٹنگ سے اچھی بھلی صورت بگڑ جاتی ہے.... بال بنوانے کا معاملہ ہر مرد کے ساتھ ہے.... اسی غرض سے بندہ راقم بھی باربر کے یہاں جاتا ہے.... ایک دفعہ جب گیا تو دیکھا کہ اس کے یہاں ایک نیا فریم لگا ہوا ہے اور اس فریم میں چھ تصاویر ہیں.... نئی نسل کو کیسا بال بنوانا. کٹوانا اور رکھنا ہے.... ایک دن میں اس باربر کی دوکان پر

اس مقصد سے گیا کہ اس سے پوچھوں کہ ان کٹنگ کے نام کیا کیا ہیں اس مقصد سے جب باربر کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ ان کٹنگ کے نام بتاؤ تو اس نے بھی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا کہ سب کے نام تو ہم کو بھی معلوم نہیں ہیں....اس کے ۱۸ رسال کے لڑکے نے کہا کہ نیٹ پر سب کے نام ہیں....آپ نیٹ دیکھ لیجئے نام معلوم ہو جائے گا....میں نے اس سے پوچھا کہ نیٹ پر کس نام سے سرچ کیا جائے گا؟....لڑکے نے کہا ''ہیئر کٹنگ اسٹائل'' کے نام سے....شہباز انصاری سے کہا کہ نیٹ پر اس کو تلاش کرو....اس نے تلاش کیا اور مل گیا اس نے کہا کہ میں اس کا پرنٹ نکال کر دیتا ہوں....اس کے پرنٹ دینے سے پہلے محلے کے دو نوجوان مسجد میں پہنچے اور اسی اسٹائل کے بال رکھے ہوئے تھے....میں نے ایک سے پوچھا کہ کیا کرتے ہو کہا کہ فلاں کالج میں پڑھتا ہوں۔

یہ جو تم بال رکھے ہو اس کٹنگ کا نام کیا ہے؟

لڑکا شوخ اور بے باک تھا، اس نے کہا Spikes۔

میں نے کہا اس کٹنگ کا چارج کتنا ہے؟

لڑکے نے کہا! میں تو پہچان والے کے یہاں کٹواتا ہوں تو مجھ سے چھ سو روپے لیتا ہے۔

میں نے کہا اس کٹنگ کا ہائی کس چارج کتنا ہے؟

لڑکے نے کہا ایک ہزار سے بارہ سو روپے تک۔

میں نے کہا کہ اتنا زیادہ چارج کیوں ہے؟

لڑکے نے کہا کہ اس طرح کی کٹنگ کاٹنے میں دو گھنٹے یا اس سے زیادہ کا وقت لگتا ہے۔

میں نے کہا یہ دو گھنٹے کیسے لگتے ہیں؟

لڑکے نے کہا بالوں میں پہلے کریم (Cream) لگائے جاتے ہیں، پھر آدھا گھنٹہ تک کریم کو سوکھایا جاتا ہے، پھر کٹنگ کی جاتی ہے، پھر کریم لگا جاتا ہے، یہ عمل کئی بار ہوتا ہے تو ہیئر کٹنگ والے پیسے نہیں لیں گے؟

میں نے گہری سانس لے کر کہا کہ اس کٹنگ کی خوبی کیا ہے؟

لڑکے نے کہا کہ دیکھئے یہ میرے بال کھڑے ہوئے ہیں، بستر پر سونے کے بعد بھی یہ بال گرتے نہیں ہیں بلکہ یونہیں کھڑے رہتے ہیں، نوجوانوں کو فیشن کی وبا نے مارا ہے، راقم جب اس کو لکھ رہا تھا اور چند لوگوں کے درمیان بات نکل گئی تو ایک صاحب نے کہا کہ معاملہ تو بہت آگے تک بڑھ چکا ہے، راقم حیران ہو کو موصوف کا منھ تکنے لگا، موصوف نے اپنا موبائل کھولا، واٹس ایپ دکھایا کہ نئے زمانے کا نیا تماشا دیکھئے....ایک باربر ایک نوجوان کا بال تراش رہا ہے، تراشتے تراشتے نوجوان کے سر کے پچھلے حصے میں بال کے توسط سے ہی ایک لڑکی کی تصویر بنا دیتا ہے، وہ بھی اس طرح کہ تصویر بالکل واضح ہوتی ہے، اب یہ نہیں معلوم کہ یہ لڑکے کی فرمائش تھی یا نائی کو اپنا کمال دکھانا تھا؟۔

اب آیئے ان کٹنگوں کے نام دیکھئے۔

(1)High Fade Pompadour

(2)Longer Hair With Short Sides

(3)High Fade With Long Hair On Top

(4)Medium Length Skin Fade + Brard

(5)The Masculine Hairstyle With Little Spikes

(6)The short Spiky Hairstyle For men

(7)The Smooth Spiky Hairstyleees For Men

(8)Extreme Funk-Like Spiky Hairstyle

(9)The Short Topsy-Turvy Spiky Hairstyle

(10)Shoulder_Length Hairstyles For Men

(11)Casual Long Hairstyles

(12)Straight Shag

(13)Natural/Casual wave

(14)Long Wavy Mop
(51)Shaggy crop
(61)Spiky Crop
(17)Curly Peak
(18)Slicked Back Cut
(19)Buzz Cut
(20)Muffin hair Style

ان کٹنگ سے نوجوانوں کی عزت، وقعت گھٹ گئی ہے اور گھٹتی جارہی ہے، یہ معاملہ ایسا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ”دیسی مرغی ولایتی بانگ“ وہ سارے کٹنگ جہاں کے تھے وہیں کے لوگوں کے لئے مناسب تھے ہمارے نوجوانوں کے لئے مناسب نہیں ہیں، اس سے نوجوان باز رہیں تو بہتر ہے۔

خودکشی وخودسوزی

☆خودکشی وخودسوزی کے مختلف اسباب ووجوہ ہیں.... امتحان میں ناکامیاب ہونے کا خوف.... امتحان میں ناکامیابی.... اولاد کا بے راہ رو اور ناخلف ہونا.... بیبیوں کا بات نہ ماننا.... شوہروں کا دوسرے کے عشق میں گرفتار ہونا.... بیماریوں کا طول پکڑنا اور مایوس ہو جانا.... جبری اور اجتماعی عصمت دری.... خواہشوں کا پورا نہ ہونا.... شادی کے بعد ساس وسسر کا آزادی میں مخل سمجھنا.... ساس وسسر کا بے جا مداخلت.... شوہر کا دباؤ اور شوہر کی بات نہ ماننا.... فرمائش کا پورا نہ ہونا.... قرض کے بار تلے دبے ہونا.... کاروبار اور تجارت میں نقصان اٹھانا.... فصلوں کا نقصان ہونا.... لڑکے اور لڑکیوں کا عشق میں ناکامیاب ہونا.... کسی بات پر شرمندگی اٹھانا.... کسی چیز کی عادت اور لت سے منع کرنا.... معاشی مسائل میں مبتلا ہونا.... اپنے بچوں کو زہر پلا کر مار دینا اور خود بھی خودکشی کر لینا.... ملازمت کا نہ ملنا.... والدین کا سختی کرنا وغیرہ ہیں۔

ان وجوہ کے علاوہ اور بہت سارے وجوہ ہیں.... جن کی بنیاد پر آئے دن خودکشی اور خوسوزی کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں.... دور کے ساتھ یہ کام شدت اختیار کرتا جا رہا ہے.... آج کل مرد وخواتین، بچے بوڑھے، لڑکے ولڑکیاں، نوجوان، ادھیڑ، امیر وغریب، مزدور وصنعتکار، پڑھا لکھا سے لے کر جاہل تک کو فیس بک۔ٹوئیٹر۔واٹس ایپ۔گوگل پلس۔اِمو کی عادت اور لت نے مخمور کر دیا ہے.... یہ نشہ شراب کے نشہ سے بڑھ کر نشہ ہے.... آئے دن اخبار میں خبریں شائع ہوتی ہے کہ فیس بک۔واٹس ایپ۔ٹوئیٹر۔اِمو اور گیم میں مصروف بچے اور بچیوں کے ان کے والدین نے منع کیا تو انہوں نے خودکشی کر لی.... کہئے اس بیماری کا علاج کیا ہے؟.... بیمار کو بیمار ہی رہنے دیا جائے؟ حالات وواقعات ومعمولات تو یہی کہہ رہے ہیں کہ ان بیماروں کو بیمار ہی رہنے دینے میں بھلائی ہے.... یا اس مرض کا علاج کیا جائے تو کس طرح سے کیا جائے؟....

عجب خبریں آرہی ہیں.... ساٹھ سال کا باپ اپنی سولہ سالہ بیٹی کو کسی بات پر تنبیہ اور سرزنش کرتا ہے.... بیٹی کو یہ ادا بری لگتی ہے اپنی آزادی کے لئے پلان بناتی ہے.... پولیس میں جا کر رپوٹ لکھواتی ہے کہ ساٹھ سالہ باپ نے میری عصمت دری کی ہے.... باپ گرفتار ہوتا ہے جیل جاتا ہے، تین سالوں تک جیل میں گزارتا ہے۔ تحقیق شروع ہوتی ہے، باپ بے قصور نکلتا ہے.... یہ سارا کام باپ کو سبق سکھانے کی غرض سے ہوتا ہے.... ہمارے معاشرے کا عجب حال ہو گیا ہے جب تنبیہ کرنے پر باپ نہیں بچتا ہے تو دوسرا کیسے بچے گا.... ایسے عالم میں ایک خوددار باپ تو خودکشی کے لئے ہی قدم اٹھائے گا یا ذلت کی زندگی گزارے گا.... ذیل میں خودکشی کی فہرست پر نظر ڈالئے جو صرف ایک شہر ناگپور کی فہرست ہے۔

کنواری	شادی شدہ	سال
☆46	77	2010
☆54	81	2011
☆65	67	2012

☆56	95	2013
☆54	36	2014
☆30	63	2015 جولائی تک

خواتین	مرد	سال
☆124	334	2010
☆142	313	2011
☆137	364	2012
☆158	365	2013

خواتین پرزیادتی اور مظالم کے معاملات

جہیز	چھیڑ چھاڑ	عصمت دری	اغوا	سال
☆174	87	58	35	2010
☆173	68	45	23	2011
☆166	84	57	39	2012
☆219	210	90	33	2013
☆254	279	116	87	2014
☆164	213	100	192	20 جولائی تک

شراب کی فروخت میں گرفتار

☆553	2010
☆380	2011
☆319	2012
☆343	2013

☆586..................2014

آج کل مہاراشٹرا اور کرناٹک میں خودکشی کرنے میں کسان سرفہرست ہیں.... کسانوں کو آج تک وہ سہولتیں نہیں مل سکیں جوان کو درکارتھیں.... قرض کے بار تلے دبے ہوئے، فصل کا اچھا نہ ہونا، فصل کی اچھی قیمت نہ ملنے پر، کھاد، پانی اور بجلی کے بل کی ادائیگی کا بندوبست نہ ہونے سے مایوس کسان خودکشی کر لیتے ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق ''مراٹھواڑہ (مہاراشٹر) میں صرف جنوری ۲۰۱۶ء ایک ماہ میں 89 کسانوں نے خودکشی کرلی، ایک ماہ میں اتنی تعداد میں کسانوں کی خودکشی باعث تشویش ہے۔

دغابازی

دغا.... دغاباز.... دغابازی.... دغاپیشہ.... دغادینا.... دغاشعار.... یہ سب ایک ہی جڑ کی شاخیں ہیں جو الگ الگ طریقے سے کوئی اِدھر اور کوئی اُدھر جھوم رہی ہیں.... کہیں لٹک رہی ہیں.... کہیں آہ اور اُف کر رہی ہیں.... کہیں رو رہی ہیں.... کہیں کراہ رہی ہیں.... کہیں نقاب ہے.... کہیں ٹوپی ہے.... کہیں ٹیکا ہے.... کہیں چندن ہے.... کہیں مہیش ہے.... کہیں منور ہے.... کہیں ممتا ہے.... کہیں منیرہ ہے.... کوئی دغاباز ہے.... کوئی دغابازی میں مشہور ہے.... کوئی دغاپیشہ ہے.... کوئی دغاشعار ہے.... کوئی خود کے لئے خود یہ کام انجام دیتا ہے.... کوئی ٹولی لگائے ہوا ہے.... کسی کا گینگ ہے.... دیکھنے کے بعد منظر افسوس ناک ہوتا ہے.... لیکن وہ اپنا کام کرنے کے بعد خوش ہوتا اور ہنستا ہے کہ ہماری دغابازی، فریب کاری اور مکاری کام آگئی.... اس کام میں ملوث بہت سارے لوگ اسی طریقے سے اپنی زندگی گزارتے ہیں.... ایسی زندگی کام کی زندگی ہے؟.... ایسی زندگی سے الگ ہوجانے میں ہی بھلائی، ایسی زندگی جینے والے کبھی بھی سکون سے نہیں رہتے ہیں.... نہ ایسی زندگی آدمی کو سکون دے سکتی ہے.... سکون واطمینان کی زندگی گزارنے کے لئے سکون واطمینان کا راستہ ڈھونڈنا ہوگا۔

دلہن بکتی ہے

دلہن بکتی ہے....عنوان دیکھ کر چونکئے نہیں.....یہ اکیسویں صدی ہے.....ترقی یافتہ دور ہے اس دور میں کچھ بھی ہوسکتا ہے.....دلہن بکتی ہے تو حیرت کی کیا بات ہے....کہیں شوق ہے.... کہیں مجبوری ہے....کہیں مصیبت ہے....کہیں پریشانی ہے.....کہیں افراط و تفریط ہے....ان سب کا مداوا چاہئے.....مداوے کے لئے سارے کام ہوتے ہیں.....ابھی یہ دُور کی آواز ہے.. ..اللہ کرے کے مسلم معاشرے میں یہ وبا نہ پھیلنے پائے.....لیکن آج کل معاشرے میں دیکھا دیکھی پاپ اور دیکھا دیکھی پُن کی بات عام ہے.....یہ چھوت کی بیماری کی طرح ایک سے دوسرے کو پکڑتی ہے.....جب تک مسلمان اسلامی نظام پر کاربند رہیں گے ان وبائی بیماریوں سے بچیں رہیں گے۔

دلہن بکنے کی بات وہاں سے شروع ہوئی ہے جہاں لڑکے کی خواہش میں لڑکی کو شکم مادر میں ہی مار دیا جاتا ہے.....یہ بیماری تو تقریباً ہر ترقی یافتہ ملک میں ہوتا ہے.....لیکن جہاں تفریط نے قدم جما دیا ہے وہاں سے یہ وبا بھی شروع ہوئی ہے.....روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی ۔۲ر مارچ ۲۰۱۶ء۔صفحہ۔۱۰ کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

چین میں مقبول عام خریداری کی ویب سائٹ تاوباو کے خلاف چونکانے والا معاملہ سامنے آیا ہے، اس ویب سائٹ پر ویتنامی دلہنوں کو فروخت کرنے کا الزام لگا ہے، ویب سائٹ پر باقاعدہ ویتنامی دلہن کی قیمت 9998 یوآن لگائی گئی، جسے تھوڑی دیر ہی میں ہٹا لیا گیا، تاوباو چین کے اشتہارات شائع کرنے والی ویب سائٹ ہے، ویت نامی دلہن کی فروخت کا اشتہار وانگ جاوشی نام کے گفٹ شاپ کی طرف سے جاری ہوا تھا جو اپنے 98 آئٹم آن لائن بیچتی ہے، تاہم ویتنامی دلہن فروخت کا اشتہار تھوڑی دیر میں ہٹا لیا گیا، ویسے یہ صاف نہیں ہے کہ وہ اشتہار کس طرح ہٹا، ہوسکتا ہے کہ اسے تاوباو نے ہٹا دیا ہو، یا پھر دلہن کی فروخت ہوگئی ہو، پولیس

اب اس معاملہ کی تحقیقات کر رہی ہے، دراصل چین میں آبادی کے عدم توازن کی وجہ سے شادیوں میں کافی مشکلات آرہی ہیں، یہاں نوجوانوں کو شادی کے لئے دلہنیں نہیں مل رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ چین پڑوسی ممالک خاص طور پر ویتنام سے اسمگلنگ کر کے لائی لڑکیاں فروخت کی جاتی ہیں، ویسے چین میں ایسا کرنا جرم ہے، پھر بھی لوگ چوری چھپے ایسے کام کرتے رہتے ہیں، گزشتہ پندرہ سال میں چین کی انتظامیہ نے اس طرح کے معاملات کے خلاف سخت کاروائی کی ہے“۔

اپنی حد سے گزر گئے ہو تم
اب نظر سے اُتر گئے ہو تم

چین کا حکومتی نعرہ ہم دو ہمارے ایک، خوب مقبول ہوا، عوام نے بھی بچے کی زیادہ پیداوار سے بچنے کے لئے اُس نعرہ پر عمل پیرا ہوئے، ساتھ میں یہ تمنا لئے ہوئے کہ لڑکا ہو، لہٰذا حاملہ خواتین کا سونوگرافی کرا کر جس حمل میں لڑکی پائی گئی موت کے گھاٹ اتار دی گئی اور لڑکا کو رہنے دیا گیا، اس سے عدم توازن پیدا ہوا، اب لڑکے تو ہیں مگر شادی کے لئے لڑکیاں نہیں ملتی ہیں تو لڑکیاں حاصل کرنے کے لئے بہت سارے ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں، دھر پکڑ، زور زبردستی کے ساتھ اسمگلنگ کی راہ کھل گئی، اب نیٹ کے ذریعہ دلہن فروخت بھی ہو رہی ہے اور خریدی بھی جارہی ہے، ہمارے ملک بھی لڑکیاں ماں کے شکم میں ماری جارہی ہیں اس پر ایک نظر ڈالنے کے لئے راقم کی کتاب ”عالمی برادی کا وحشت ناک معاشرہ“ کا مطالعہ کیجئے تو آپ دنگ رہ جائیں گے۔

دھوکا دہی

☆ دھوکا دہی... اس میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوشش کرتا ہے، بات چیت، کاروبار اور لین دین کے نام پر دھوکا دہی کا بازار گرم ہے.....پچیس تیس سال قبل کی بات ہے راقم کے ایک پڑھے لکھے دوست نے بتایا کہ ایک میگزین میں کھٹملوں کا صفایا کرنے کی دوائی کا اشتہار

شائع ہوا کہ پچاس روپے کی ہماری دوائی سے ہمیشہ کے لئے کھٹملوں کا صفایا کیجئے....اس اشتہار کو پڑھ کر ہمارے یہاں کے ایک صاحب جو کھٹملوں سے پریشان تھے.... پچاس روپے کا منی آڈر بھیج دیا چند دنوں کے بعد دوائی کا پارسل بھی آ گیا.... پارسل کھولنے کے بعد اس میں سے چھوٹے چھوٹے دو پتھر کے خوبصورت ٹکڑے نکلے اور ساتھ میں ایک پرچی تھی، جس پر لکھا ہوا تھا کہ اپنی چارپائی کو دھوپ میں نکالئے، کچھ دیر کے بعد ڈنڈے سے چارپائی کو ٹھوکئے یا پیٹئے اور اس میں سے جو بھی کھٹمل گرے اسے اٹھا کر ایک پتھر پر رکھئے اور ایک سے ماریئے۔

کاروبار کے نام پر یہ ایک حسین لطیفہ ہے.... بیوقوف بنا کر اور دھوکا دے کر معاش حاصل کر نے کا یہ طریقہ دماغی اُپج ہے.... یہ دوائی نہیں دھوکا دینا ہے.... روپے کمانے کے لئے دماغ نے ہوائی جہاز سے زیادہ اُڑان بھرا.... دوسو آدمیوں نے بھی کھٹملوں سے پریشان ہو کر پچاس پچاس روپے بھیجے ہوں گے تو دس ہزار کی رقم بیٹھے بٹھائے آ گئی ہوگی.... ان روپے کے آنے پر اس کو خو شی ہوئی ہوگی... لیکن اپنی ذات کی خوشی کے لئے دوسو آدمیوں کو دکھ پہنچانے کو اسلام برداشت نہیں کرتا.... اسلام دھوکا دینے والوں تک یہ پیغام پہنچاتا ہے، سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۸ کہا گیا ہے؟

۔وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ! اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر"

مفسرین کی تفسیر کے مطالعہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ناجائز بیوع کے ذریعے، جوا کے ذریعے، جھوٹی گواہی، جھوٹی وکالت، جھوٹے فتوے، جھوٹے کی پیروی کے ذریعے، چھین جھپٹ کے ذریعے، چوری کے ذریعے، چغل خوری کے ذریعے، حرام تماشے، حرام کاموں کے ذریعے، حقو ق دینے سے انکار کے ذریعے، خیانت کے ذریعے، دھوکا دہی کے ذریعے، ڈاڑھی مونڈنے کا پیشہ کے ذریعے، رشوت کے ذریعے، زبردستی لوٹ کے ذریعے، سنیما کے ذریعے، سود کے ذر

یعے، گانے، بجانے، ناچنے کے ذریعے سے کمانا اس کی اجرت لینا سب ناجائز حرام ہیں، مگر افسوس یہ ہے کہ ان کاموں میں مسلمان بھی کافی حد تک بدنام ہیں، دھوکا دہی کے بہت سارے روپ ہیں ان میں ایک روپ ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

قربانی کے موقع سے کبھی کبھار اخبارات میں پڑھنے کو مل جاتا ہے کہ قربانی کے حصے کی بوگس بکنگ کرنے والے پانچ آدمی گرفتار ہوگئے، پانچوں ٹوپی پہنے ہوئے تھے.... ایسی خبریں پڑھ کر خوشی تو نہیں ہوتی ہے، غم ضرور ہوتا ہے.... اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ایسا کرنے والے پڑھے لکھوں کا طبقہ ہوتا ہے.... قربانی کے نام پر مسلمان ہو کر ایسی دھوکا دہی؟ یہ پڑھائی کس مکتب میں پڑھا؟ اسی پڑھائی سے مذہب اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کر رہا ہے۔

اب تو اس دھوکا دہی نے مسلمانوں کو چت کر دیا ہے.... ۱۷ ستمبر ۲۰۱۴ء کی خبر پڑھ کر راقم بھی دنگ رہ گیا اور یہ خیال آیا کہ آدمی کے اندر ہاتھی کی طرح چنگھاڑنے کی صفت، گھوڑے کی طرح اَلف ہونے کی خوبی، کتے کی طرح بھونکنے کی بات، لومڑی کی طرح مکاری کی عادت، کوّے کی طرح داؤ لگانے کی صفت موجود ہے، یہ صفتیں وقت وقت سے آدمی کے اندر سور پھونکتیں رہتی ہیں، آدمی لاحول پڑھ کر اس کو دباتا نہیں بلکہ عمل پیرا ہو جاتا ہے، بہر حال روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی، ۱۷ ستمبر ۲۰۱۴ء۔ صفحہ۔ ا پر شائع ہوئی رپورٹ کو پڑھئے:

قربانی کے جعلی کوپن اور منشیات کے ساتھ لکھنؤ کا عازم حج گرفتار ہو رہا

جدّہ کونسل خانہ کے دو عارضی ملازمین بھی گرفتار کئے گئے

ممبئی (ایس این بی) لکھنؤ سے روانہ ہونے والے لکھیم پوری کھیری کے ایک عازم حج فلاں کو سعودی عرب کے ایک ایئرپورٹ حکام نے اس کے سامان میں ایکسرے جانچ کے دوران قابل اعتراض دوا پائی اور بیگ کھلوایا اور تلاشی کے دوران اس کے بیگ میں قربانی کے لئے استعمال ہونے والے ایک ہزار جعلی کوپن برآمد کیے، فی کوپن 490 سعودی ریال ہوتی ہے اور فوری طور پر ہندوستانی حج افسران کو مدینہ طلب کیا گیا

...بھینس کے شکم سے پیدا ہونے والے بچوں کو دیکھئے کہ وہ گھنٹوں یونہی پڑے رہتے ہیں اور کئی دنوں کے بعد دیکھئے تو وہ لاغر ہی نظر آتے ہیں اس کے دودھ کا اثر بھی بچوں پر ہوتا ہے.... اس لئے ہم لوگ گائے کا دودھ استعمال کرانے کا مشورہ دیتے ہیں.... ایسے مشوروں پر مسلمان عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ہمارا بچہ گائے کا دودھ پئے گا تو پھرتیلا اور دلیر بنے گا... مگر اسلام کی باتوں پر عمل کرنے کے معاملے میں مسلمانوں کی عقل دبلی، پتلی، کمزور، لاغر، نحیف، ناتواں، بودی اور بیمار ہو چکی ہے... اس پر ستم یہ کہ نہ علاج کرواتی ہے، نہ دوائی کھاتی ہے، نہ مشورے مانتی ہے... اس بنا پر بدصورت ہو گئی ہے تو بدصورت چیزوں سے پیار کرتی ہے، محبت کرتی ہے، چاہتی ہے... یہی چیزیں ان کی عقل کو مار دیتی ہیں تو وہ ظلمت میں بھٹکتے رہتے ہیں لیکن روشنی میں نہیں آتے ہیں۔، دھوکا دہی کے بازار میں دھوکے باز لائن سے کھڑے ہوئے ہیں۔

التفات کے نام پر دھوکا... انصاف کے نام پر دھوکا.... بیماری کے نام پر دھوکا... پیری و مریدی کے نام پر دھوکا... ثواب کے نام پر دھوکا.... جماعت کے نام پر دھوکا.... جھاڑ پھونک کے نام پر دھوکا... چندہ کے نام پر دھوکا.... حمایت وحفاظت کے نام پر دھوکا... خلوص وخیر خواہی کے نام پر دھوکا... دعا ودوا اور دوستی کے نام پر دھوکا.... ذات کے نام پر دھوکا.... رہنمائی ورہبری کے نام پر دھوکا... زہد کے نام پر دھوکا... سخاوت کے نام پر دھوکا... شادی کے نام پر دھوکا... صدارت کے نام پر دھوکا... ضیافت کے نام پر دھوکا... طباعت کے نام پر دھوکا... ظرافت کے نام پر دھوکا... عشق کے نام پر دھوکا... عمرہ کے نام پر دھوکا... غریبی وغمخواری کے نام پر دھوکا.... فارسی وفنونِ لطیفہ اور فتاویٰ کے نام پر دھوکا... قلابازی اور قلم کاری کے نام پر دھوکا.... کسب وگفو کے نام پر دھوکا... گشت وگفت کے نام پر دھوکا... لائبریری اور لسانیات کے نام پر دھوکا... ملازمت اور نوکری کے نام پر دھوکا... وصیت ووعظ اور وکالت کے نام پر دھوکا.... ہادی وہدایت کے نام پر دھوکا.... یاری ویاوری کے نام پر دھوکا... لگتا ہے ہمارے معاشرے میں دھوکے کا سیلاب آیا ہوا ہے.... کوئی ادھر رُو رہا ہے، کوئی اُدھر چیخ رہا ہے... کوئی اُدھر آہ وبکا کر رہا ہے.... کوئی سینہ پیٹ

رہا ہے.... کوئی ماتم کر رہا ہے.... یہ سب کب تک ہوتا رہے گا؟.... مصیبت کے وقت قرآن کو سینے سے لگانے والے، قرآن کی تلاوت کرنے والے.... قرآن کی قسم کھانے والے قرآن کے احکام پر عمل پیرا کب ہوں گے؟

اسلام نے رشوت کے بازار کو ٹھنڈا کر دیا

تاریخ کے صفحات یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلام سے پہلے کے معاشرے میں رشوت کا بازار گرم تھا، اسلام آیا اور اعلان کر دیا:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ بقرہ..... آیت ۱۸۸)

ترجمہ ''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو جان بوجھ کر''

بَيْنَكُمْ دوسرے کا مال بِالْبَاطِلِ باطل طریقے سے نہ کھاؤ، اس باطل میں رشوت، غصب، لوٹ، چوری، جوا، کہانت، خیانت سب شامل ہیں، اس دور میں رشوت کا بازار پورے طور پر گرم ہے، مسلمان بھی اس مرض میں کثرت سے گرفتار ہیں جو رشوت دیتے اور لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دور میں رشوت دے کر بھی کام ہو جائے تو اسے غنیمت جانو، بغیر رشوت دیئے اور لئے کام کرانا اور ملازمت حاصل کرنا مشکل ہے، یہ نفسِ امارہ کا فریب اور طبیعت کا فتویٰ ہے، شریعت ان باتوں کے خلاف ہے، ان باتوں سے نظر پھیر کر دیکھئے تو ملازمت پیشہ مسلمان ہر محکمہ میں بغیر رشوت لئے ملازمت کر سکتے ہیں، ایسے موقع سے راقم کو ماضی کی ایک بات یاد آ رہی ہے، وہ یہ ہے کہ ایک داروغہ جی سے راقم کی شناسائی تھی، داروغہ جی کبھی کبھی راقم کے پاس آتے تھے، معلوم ہوا کہ داروغہ جی کسی پیر سے مرید ہیں، ایک دن راقم نے ان سے پوچھ لیا کہ آپ کن سے بیعت ہیں؟

داروغہ جی نے کہا حضرت شمس الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔

راقم حضرت شمس الدین شاہ رحمۃ اللہ کو جانتا نہیں تھا، اس لئے ان سے پوچھا کہ حضرت شمس الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کہاں کہ تھے اور کیا کرتے تھے؟۔

موصوف نے کہا کہ ہمارے پیر صاحب ''رکشاہاں شریف''، ضلع غازی پور کے تھے اور کلکتہ میں C.p یعنی کلکتہ پولس میں ملازمت کرتے تھے،، موصوف کی باتیں سن کر راقم کے دل میں این و آں کا طوفان برپا ہونے لگا اور میرے لئے یہ بات ''ایں گل دیگر شگفت'' کے مثل تھی کہ داروغہ جی پولس مین سے بیعت ہیں، کیا پولس کے محکمہ میں بھی پیر ہوتے ہیں، ولی پائے جاتے ہیں؟ یہ محکمہ تو بدنام محکمہ ہے، کئی مہینے تک یہ باتیں راقم کے ذہن میں گھر بنائے رہیں، اس کے بعد حضرت علامہ ارشد القادری کی ایک کتاب پڑھنے کو ملی اس کتاب میں حضرت تیغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ خلفا کے تذکرے تھے، ان بارہ میں حضرت شمس الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے، آپ کے حالات و واقعات کو پڑھ کر راقم کے دل و دماغ کے فرش پر بیٹھے خیالات بھاگ گئے، دل سے صدا نکلی کہ اگر آدمی اپنے کو بچانا چاہے تو ہر محکمے میں بچا کر رکھ سکتا ہے اور اگر نہیں بچانا چاہے تو مسجد و خانقاہ میں بیٹھ کر بھی نہیں بچا سکتا۔

ایک صاحب جو کلکتہ میں ملازمت کر چکے تھے اور حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات سے واقف تھے اک مرتبہ ایک محفل میں ان کے سامنے حضرت شمس الدین شاہ کے تذکرے نکل آئے تو موصوف کہنے لگے کہ وہ تو عظیم مرتبہ اور منصب کے آدمی تھے، ایک دفعہ ان کا ٹرانسفر کلکتہ کے ''شام بازار'' میں کر دیا گیا، اس زمانہ میں شام بازار میں ٹرانسفر کے لئے پولس افسران کو موٹی رقم دینی پڑتی تھی، لیکن آپ کو رقم دیئے بغیر ہی ٹرانسفر کر دیا گیا تھا، ایک ہفتہ کے بعد آپ اپنے صاحب کے پاس آئے اور صاحب سے کہا کہ مَیں ''شام بازار'' میں ڈیوٹی نہیں کروں گا، صاحب نے کہا کہ وہاں پر ڈیوٹی کرنے کے لئے لوگ خطیر رقم دے کر جاتے ہیں اور تم سے بغیر رقم لئے ہوئے تم کو بھیجا گیا ہے تو تم وہاں ڈیوٹی کرنے سے انکار کرتے ہو تو اس کی وجہ کیا ہے؟

آپ نے کہا! وہ جگہ میرے لئے موزوں نہیں ہے۔

یہ سن کر صاحب آگ بگولہ ہو کر کہا کہ تم کو موزوں جگہ بھیجتا ہوں اور اس نے آپ کو محلّہ اور سڑکوں پر گشت کرنے کی ڈیوٹی لگا دی۔

ایک رات وہی صاحب ان گشتی ڈیوٹی کرنے والوں کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو دیکھا کہ حضرت شمس الدین سڑک کے کنارے مصلے بچھا کر نماز پڑھ رہے ہیں اور بندوق کو مصلے کے کنارے رکھے ہوئے ہیں، جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو ساتھ والے عملہ سے کہا کہ شمس الدین ڈیوٹی نہیں کرتے، نماز پڑھتے رہتے ہیں، بندوق اٹھا کر لاؤ اور گاڑی میں رکھو، عملہ کا ایک فرد جا کر بندوق لے کر آ گیا، صاحب نے کہا بندوق کو ایک کوٹھری میں بند کر کے رکھ دو، ویسا کیا گیا، صبح میں حضرت شمس الدین کی بلاہٹ ہوئی، آپ گئے، صاحب نے پوچھا رات تم نے گشت لگائی؟

کہا ہاں لگائی۔

صاحب نے کہا! کہاں لگائی؟

کہا جہاں ڈیوٹی تھی۔

صاحب نے کہا بندوق کہاں ہے؟

آپ نے کہا میرے روم میں ہے۔

صاحب نے کہا لے کر آؤ؟

آپ اپنے کمرے میں گئے اور بندوق لا کر صاحب کے پاس رکھ دی۔

یہ دیکھ کر صاحب ہکا بکا ہو گیا، عملہ کے اس فرد سے پوچھا کہ بندوق کہاں ہے، اس نے کہا کمرہ میں بند کئے ہوا ہوں، کہا لے کر آؤ؟ وہ گیا تو بندوق نہیں تھی، مایوس واپس آیا اور کہا کہ بندوق نہیں ہے۔

صاحب نے حضرت شمس الدین علیہ الرحمہ کی کرامت دیکھ کر بہت مرعوب ہوا، اور کہا کہ شمس الدین تم سچے بھگت (عابد) ہو، تم بیٹھ کر رہو، تم کو میں تنخواہ دیتا رہوں گا۔

حضرت شمس الدین نے فرمایا ،مَیں حرام کی روزی نہیں کھاتا ، ڈیوٹی کروں گا پھر تنخواہ لوں گا۔

ہمارا معاشرہ اب اندھیری رات کی مانند ہوگیا ہے ،اس میں کسی کو کوئی چیز سجھائی نہیں دے رہی ہے....اوراسی میں بہت سارے روسیاہ ہاتھ پیر مار رہے ہیں اور وہ دعا کرتے ہیں کہ یہ ظلمت برقرار رہے....تاکہ ان کو ہاتھ پیر مارنے کا موقع ملتا رہے....اسلام ہیرا ہے ایسے ہیرے کو ان لوگوں نے سمجھا ہی نہیں ہے....نہ اس کی روشنی سے روشناس ہوئے ہیں....ایسے لوگوں میں کچھ تو بہت شوخ ہوگئے کہ باطل طریقے سے حاصل کی ہوئی رقم کو مساجد و مدارس میں بطورِ چندہ کے بھی پہنچاتے اور کچھ پیر صاحبان کی جیبیں گرم کرکے ان کی دعائیں لیتے ہیں....ہر طرف انجماد طاری ہے....سب کے منہ بند ہیں....بولے تو کون بولے....کوئی نہیں بولتا....جب مرض اور مریض کے لئے دوا اور انجکشن نہ ہو تو مرض تو بڑھتا ہی جائے گا....ہمارے معاشرے میں اس طرح کے بہت سارے امراض وبا کی صورت اختیار کرتے گئے تو وہ صرف اس لئے کہ ان امراض کا علاج ہی نہیں کیا گیا....طبیب کہنے والے....حکیم کہنے والے....ڈاکٹر کہنے والے....فاتح فلکیات کہنے والے سب کے سب خاموش ہیں ،قصہ المختصر یہ کہ رشوت اب تو ہزاروں اور لاکھوں سے تجاوز کرکے کروڑوں میں پہنچ چکا ہے ،لیکن قانون سے کوئی شخص بالاتر نہیں ہے ،کبھی نہ کبھی اس کا آئینہ سامنے آجاتا ہے۔

زنا کی کثرت

زنا کی کثرت میں ارمان ،بے پردگی ،بے تکلفی ،جبر ،جرم ،چاہت ،درندگی ،دھوکہ ،زینت کی نمائش ،شوق ،شہوت ،عریانیت ،کھلا معاشرہ ،مخلوط صحبت ،مجبوری سب کچھ شامل ہے ،جب تک ان بیماریوں کا علاج نہیں کیا جائے گا ،زنا کی وبا کم نہیں ہوگی ،آج کل کے دور میں عشق و محبت میں جسمانی توجہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے ،اسی لئے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنا گرل فرینڈ بدلتے رہتے ہیں ،جسمانی چاہت میں ناکامی کی بنا پر تیزاب ڈالنے ،قتل کرنے کی واردات ہوتی رہتی ہیں۔

قومی جرائم ریکارڈ بیورو کی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۲ء میں 24923 زنا کے معاملات ہندوستان بھر میں درج ہوئے ،ان میں سے 24,470 ایسے جرائم تھے جن میں مجرم اور ’’وکٹم‘‘ دونوں ایک دوسرے کے شناسا تھے ،صرف 453 معاملے اجنبیوں کے درمیان ہوئے ،لڑکے اور لڑکیوں میں شناسائی بھی ان کو جرائم میں مبتلا کرتے ہیں ،ایسے وقت میں اسلامی قوانین کا مطالعہ نہایت ہی سودمند ہوگا ،لیکن لوگ اس جانب متوجہ نہیں ہوتے ہیں ،پانی جب سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو سیاستداں بھی زبان کھولتے ہیں کہ ایسے عالم میں شرعی قوانین کا نفاذ سودمند ہوگا ،مثال کے طور پر ۱۳؍جولائی ۲۰۱۶ء کے دن ’’احمد نگر‘‘ مہاراشٹر میں جب ۱۵؍سال کی لڑکی کو ۳؍نوجوان نے زنا بالجبر کا شکار بنا کر قتل کردیا تو مہاراشٹر نونرمان سینا کے سربراہ راج ٹھاکرے نے جو بیان دیا اسے ’’راشٹریہ سہارا ممبئی ۲۶؍اگست ۲۰۱۶ء صفحہ ۱ کے حوالے سے مطالعہ کیجئے:

احمد نگر (ایجنسی) احمد نگر میں ایک معمولی لڑکی سے اجتماعی آبروریزی اور قتل کے معاملے پر بی جے پی کی قیادت والی مہاراشٹر حکومت کی مذمت کرتے ہوئے ،مہاراشٹریہ نونرمان سینا (ایم این ایس) کے سربراہ راج ٹھاکرے نے پیر کو کہا کہ خواتین اور بچوں کے خلاف سنگین جرائم پر کنٹرول کے لئے شرعی (اسلامی) جیسے قانون کی ضرورت ہے ،انہوں نے کہا کہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹ ڈالنا چاہئے جو بچیوں اور عورتوں کی عصمت دری اور ان کے قتل کرتے ہیں ،ضلع کے ’’کوپرڈی‘‘ گاؤں میں ۱۳؍جولائی کو تین لوگوں نے ۱۵؍سالہ ایک لڑکی کے ساتھ وحشیانہ طریقے سے عصمت دری کی اور پھر اس کا قتل کردیا ،راج ٹھاکرے نے کہا کہ اس طرح کے واقعات ریاست میں بگڑتی قانونی نظام کا نتیجہ ہیں اور موجودہ حکومت خود کو پچھلی کانگریس (این سی پی) کی زیر قیادت حکومت سے بھی بدتر ثابت کر رہی ہے ،راج ٹھاکرے نے کہا کہ خواتین اور بچیوں کے خلاف سنگین جرائم پر کنٹرول کے لئے شرعی (اسلامی قانون) جیسے قوانین کو نافذ کرنے کی فوری ضرورت ہے ،سماج مخالف عناصر دہشت گردی کی صورت حال پیدا کر

رہے ہیں اور اس کے لئے قانون کو سخت سے سخت بنانے کی ضرورت ہے''۔

اچھے کو ہر جگہ اور ہر آدمی اچھا کہتا ہے، اُس کی تعریف کی جاتی ہے، اسلام نے اخلاقیات کا جو درس دیا ہے وہ بہت ہی اعلیٰ وعمدہ ہے، خواتین کو پردے میں رہنے اور غیر مردوں سے بچنے کی تعلیم دیتا ہے، مردوں میں چاہے بوڑھا ہی کیوں نہ ہو، اس سے بچنے، پردہ کرنے، یہاں تک کہ سلام کرنے سے بھی منع کیا ہے، ان باتوں کی مخالفت کرنے والوں کی آنکھیں کھلنی چاہئے کہ ان باتوں کی برعکس کرنے والیں خواتین کے ساتھ کیا کیا معاملات ہوئے، ان باتوں کا نقشہ ایک شاعرہ نے اپنے اشعار میں یوں کھینچا ہے ۔

چاہتی ہوں کچھ اِس کی رُوک تھام ہو جائے
وحشیوں کا ہر قصہ اب تمام ہو جائے
لڑکیاں بزرگوں کے پاؤں چھوتے ڈرتی ہیں
جانے کب کوئی بوڑھا آسا رام ہو جائے

پوری دنیا میں جنسی استحصال کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں، کوئی بھی مذہب وملت اس سے مبرا نہیں ہے، 2015ء میں قومی سطح پر عصمت دری کی ۳۴ر ہزار رپوٹیں درج کرائی گئیں، پردے کے پیچھے کے حالات وواقعات اور اعداد وشمار کسی کو معلوم نہیں ہے، کیوں کہ عشق ومحبت، شہوات بے لگامی میں جان پہچان والے اور قریبی رشتہ دار زیادہ ملوث ہوتے ہیں، بڑے اور ترقی یافتہ ممالک میں عصمت دری کے واقعات زیادہ ہوتے ہیں کہا جاتا ہے کہ امریکہ، فرانس، سویڈن، جرمنی، کناڈا، برطانیہ، ایتھوپیا اور سری لنکا میں عصمت دری زیادہ ہوتی ہے، ایک رپورٹ کے مطابق ''ایتھوپیا'' میں ۶۰ر فیصد خواتین جنسی استحصال کا شکار ہوتی ہے، یہ دَور ایسا دَور ہے کہ اپنول سے اپنوں کی پہچان ختم ہوتی جارہی ہے، انسان جانوروں سے بھی بدتر ہوتا جارہا ہے، ایسے وقت میں عزت وآبرو بچانے کے لئے اسلام کا دستور ہی محفوظ پناہ گاہ ثابت ہورہا ہے، لڑکے اور لڑکیاں اسی پناہ گاہ میں محفوظ ہوسکتی ہیں، صرف قدم بڑھانے کی ضرورت ہے، جس نے قدم

بڑھالیا ہے وہ محفوظ ہیں۔

سرِ عام بوس وکنار

ہمارا سماج ومعاشرا ایک دو نہیں سینکڑوں بیماریوں میں گرفتا ہے اور یہ کھلے اور آزادانہ خیالات ومعاشرے کی دَین ہے، اسلام کہتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں بالغ ہوجائیں تو ان کی شادی کردو، مسلمانوں نے اس قانون کو بالائے طاق رکھ دیا اور دل ودماغ کو نئی راہ پر لگا دیا تو دل ودماغ کے پرندوں نے کہا کہ ابھی تک تو یہ تعلیم کے پنجرے میں بند تھے، پنجرے سے آزاد ہوئے ہیں، ابھی ان کو روزی روٹی کے لئے چرنا چگنا سیکھنے دو، پھر شادی کی ڈگر پر ان کو لگانا، لیکن نفس بے لگام نے نفسانیت کے چرنے چگنے میں لگا دیا ہے تو سرِ راہ بوس کنار کی محفلیں گرم ہوگئی ہیں، دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں لیکن بولنے والا، ٹوکنے والا، منع کرنے والا کوئی نہیں ہے، اس سلسلہ میں راقم کی تصنیف وتالیف ''عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ'' مزید معلومات فراہم کرتی ہے، آنکھیں کھول کر دیکھئے تو پوری دنیا کا ماحول بگڑتا ہی نہیں جارہا ہے، بلکہ بگڑ چکا ہے، سماج ومعاشرے کا رنگ بدرنگ ہوکر کراہیت پیدا کرتا ہے، زمانہ جاہلیت کے حدود سے آگے نکل چکا ہے، لڑکیوں کے عشق میں ماں مخل ہوتی ہے تو بیٹی ماں کا قتل کروا دیتی ہے، باپ مخل ہوتا ہے تو بیٹی باپ کو جیل کی ہوا کھلا دیتی ہے، دوسرے مرد کے عشق میں بیوی شوہر کے قتل کی ٹھان لیتی ہے، نفسانیت کے چکر میں سارے رشتے پامال ہورہے ہیں، آدمیوں کے اندر سے رشتوں کی پہچان ختم ہوتی جارہی ہے، تعلیم بڑھتی جارہی ہے، لیکن برائی گھٹتی نظر نہیں آتی ہے، بلکہ بڑھ رہی ہے، اور بہت زیادہ بڑھ رہی ہے، اخلاقیات پر زوال پوری طرح سے طاری ہے، پرانی تہذیب دم توڑ رہی ہے، نئی تہذیب کا استقبال کیا جارہا ہے، یہی نئی تہذیب انسان کو ہلاکت میں ڈال رہی ہے، برائی کے راستے میں کسی کو کسی کی دخل اندازی پسند نہیں ہے، نہ ماں کی، نہ باپ کی، نہ بھائی کی، نہ بہن کی، نہ رشتہ داروں کی، نہ عالم کی، نہ پیر کی، نہ فقیر کی، برے عمل پر کوئی شخص ردعمل کو پسند نہیں کرتا ہے، مذہب سے وابستگی اور وارفتگی سے نئی نسل کو دُور کیا جارہا ہے، اس کے نتیجہ میں جو ہورہا ہے، اسے

دنیا خوب جانتی ہے۔

شاطر لوگوں کی کہانی

۱۹۹۲ء میں ممبئی فساد کی آگ میں جلا اور بہت سارے مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان ہوا، نہ جانے کتنی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوئے، ان بیوا عورتوں کو ممبئی کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا گیا کہ آپ لوگ ان کی مدد کریں، کرایہ سے مکان دلوادیں، زندگی گزارنے کے لئے ملازمت سے لگادیں، اس کے علاوہ اور بہت سارے واقعات ہیں جو عبرت کے لئے کافی ہیں، بہت سارے لوگوں نے ایسے موقع سے نمازی بنے، اپنے گناہوں سے توبہ کرکے نیکی کے راستے پر آگئے، اور بہت سارے شاطر اپنے شاطرانہ کام میں لگے رہے اور نئی نئی راہ ڈھونڈتے رہے، اسی موقع سے ایک نوجوان مسجد میں آیا اور مجھ سے ملنے سے پہلے مسجد کے پنکھوں میں سے ایک پنکھا کا بٹن کھول کر اس کا وائر نکال دیا اور راقم کے پاس آکر کہنے لگا ممبئی کے حالات کو دیکھتے ہوئے مچھلی بازار (کلیان) میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے اور کمیٹی میں چند وائرمین رکھے گئے ہیں، ہر وائرمین کو مسجدیں بانٹ دی گئیں ہیں، میرے حصے میں ادھر پتری پُل کے علاقے کی مسجدیں ہیں، مَیں ہفتہ میں ایک بار آکر پنکھے اور لائٹوں کی دیکھ بھال اور ان کی مرمت کروں گا، مَیں نے کہا کہ اچھی بات ہے، وہ شاطر کہنے لگا نیچے گراؤنڈ فلور میں ایک پنکھا نہیں چل رہا ہے، میں آتے آتے پنکھول کو چلا کر دیکھا تو سب پنکھا چل رہا ہے لیکن ایک پنکھا بند ہے، مجھے حیرت ہوئی کہ کل تک تو پنکھا چل رہا تھا آج پنکھا کیسے بند ہوگیا؟ مَیں نے مؤذن صاحب سے کہا کہ دیکھئے یہ کہہ رہا ہے ایک پنکھا نہیں چل رہا ہے، مؤذن صاحب اس کے ساتھ نیچے کی منزل میں گئے تو واقعی پنکھا نہیں چل رہا تھا، شاطر بدمعاش نے کہا کہ اس کو مَیں کھول کر دیکھتا ہوں کہ کیا خرابی ہے، اس نے پنکھا کو کھولا اور کہا کہ اس کے اندر کا وائر جل گیا ہے، بینڈینگ کرنا پڑے گا، اس کو لے کر جاتا ہوں اور بینڈینگ کرکے لاتا ہوں، مَیں نے کہا کہ اس کی پتیاں کھول کر مسجد کی کھڑکی پر رکھ دو، اس نے کہا کہ ہاں! اس کو میں کہاں لے کر جاؤں گا، پتیاں کھول کر رکھ دیا وہ مسجد سے باہر چلا گیا ہم لوگ

اُوپر کی منزل میں آگئے اور ظہر میں نیچے گئے تو وہ پتیاں بھی غائب تھیں، مَیں نے کہا! مؤذن صاحب پنکھے کی پتیاں کہاں ہیں؟ مؤذن صاحب نے کہا! یہاں پر رکھ دیا تھا، میں نے کہا، دوسرا کوئی نہیں بلکہ وہی شاطر نوجوان لے کر چلا گیا ہے اب وہ پنکھا لے کر نہیں آئے گا اور ایسا ہی ہوا، آدمی یقین کرے تو کس پر کرے؟ ایسے واقعات دیکھنے کے بعد اگر کوئی آتا ہے تو وہ مشکوک لگتا ہے، فساد کے موقع پر سب اللہ اللہ کر رہے تھے اور شاطر لوگ اپنے شاطرانہ کام میں لگے ہوئے تھے، یہ بھی مقامِ افسوس ہے۔

ظالم اور ظلم کی روداد

ظالم اسے کہا جاتا ہے جب وہ کسی پر ظلم کرتا، جبر کرتا، زبردستی کرتا، شرارت کرتا، سفاکیت سے کام لیتا ہے، ایسوں کو جاہل اور وحشی بھی کہا گیا ہے۔

مظلوم وہ ہے جس پر ظلم کیا جاتا ہے، ستم رسیدہ، ستایا ہوا یا ستایا گیا ہو، ظالم ومظلوم اور ظالمیت ومظلومیت کی کہانی تو بڑی پُرانی ہے لیکن اس دَور میں اصول کی زندگی جینے پر حکومت زور دیتی ہے اور اس تعلق سے حکومت مظلوموں کے ساتھ ہے لیکن ظالم لوگ اصول وقوانین سے بے پرواہ ہوکر ظلم کرتے ہیں، ایسے ظالم وظلم اور مظلوم ومظلومیت کی بہت ساری قسمیں اور شکلیں تھیں اور ہیں، وقت کے ساتھ ظالم کے ظلم کا محور بدلتا رہتا ہے، آقاؤں کا غلاموں پر ظلم، آبائی وطن کا پردیسیوں پر ظلم، اعلیٰ کا ادنیٰ پر ظلم، اکثریت کا اقلیت پر ظلم، بڑے لوگوں کا چھوٹے لوگوں پر ظلم، پڑوسیوں کا پڑوسیوں پر ظلم، مالک کا ملازم پر ظلم، مذہب وملت کے نام پر ظلم، ذات پات کی آڑ میں ظلم، زبردست کا کمزوروں پر ظلم، شاہوکاروں کا مزدوروں پر ظلم، اکثر میاں کا بیبیوں پر ظلم، کہیں کہیں پر بیبیوں کا شوہروں پر ظلم کے واقعات روزانہ رُونما ہوتے رہتے ہیں، جن کی جڑیں مذہب اور سیاست، سماج وبرادری، لوٹ پاٹ، اور تعصب سے جُڑیں ہوئی ہوتی ہیں، دل دہلا دینے والے ظلم وجبر کا سلسلہ جاری ہے، مجرم کھلے عام گھوم رہے ہیں اور بے قصور ظلم وجبر کی چکی میں پس رہے ہیں، ظلم کے خاتمے کی کوئی راہ نظر نہیں آرہی ہے، اور آتی ہے تو لوگ اس راہ پر

آنے کے لئے راضی نہیں ہوتے ہیں، لہٰذا ظلم بھی اپنے پاؤں پھیلاتے جا رہا ہے۔

عریانیت وفحاشی

دورِ حاضر میں عریانیت وفحاشی کو فیشن میں شمار کیا جاتا ہے، یہ وبا مغرب میں تھی جسے مشرق والوں نے بھی اپنا لیا اب یہ وبا مشرقی معاشرے کو برباد کر رہا ہے، عریانیت کو ختم کرنے کا علاج کے لئے سب سے بہتر طبیب عریانیت پسندوں کے والدین، بھائی، بہن ہو سکتے ہیں، یہ لوگ عریانیت والے لباس پہننے پر سختی سے منع کر سکتے ہیں تو بہت حد تک عریانیت کا خاتمہ ہو سکتا ہے، یہ عریانیت کو لوگوں نے فیشن تو بنا لیا لیکن اس فیشن سے دسیوں بلائیں ان کے گرد منڈلانے لگی ہیں، لیکن ہمارا بے حس معاشرہ ان بلاؤں پر مزید بلائیں لانے کے کام انجام دے رہا ہے، عریانیت ہماری تہذیب وتمدن کے ساتھ محبت واخوت اور امن وآشتی کی بھی دشمن ہے، عریانیت ہی سے ہمارا تہذیب وتمدن مٹ رہا ہے، ہماری پہچان ختم ہو رہی ہے، لباس تنگ وچست، سر دوپٹا سے خالی، ایسی عریانیت پر جب کسی کی نظر ٹھہر جاتی ہے تو پھر شکوہ وشکایت کا باب کھل جاتا ہے کہ فلاں ہمیں گھور گھور کر دیکھ رہا تھا، اس بات پر دو خاندانوں میں تنازعہ بڑھتا اور محبت واخوت کی جگہ دشمنی لے لیتی ہے اور امن وآشتی کا ماحول بگڑ جاتا ہے، لڑکیوں اور عورتوں کی ایسی حالت کو دیکھ کر ایک شاعرہ "ممتاز بانو" کے اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

تقدس دوپٹے کا رخصت ہُوا ہے
دوپٹے کو کیسی لگی اب ہَوا ہے
چھپاتا تھا عریانیت کو دوپٹا
چڑھاتا تھا حیوانیت کو دوپٹا
علامت تھا تہذیب کی کل تلک یہ
نمائش بنا اب تو زِیرِ فلک یہ
بگاڑا ہے فلموں نے اس کے چلن کو

کیا برہنہ اس نے بھارت وطن کو
دوپٹے کو آگے سے اِس طرح اُوڑھو
بدن ہو نہ عریاں کہ جس طرح اُوڑھو

انہیں سب کمیوں کی بنا پر فحاشی بے لگام ہوئی اور فحاشی کا چلن بڑھتا جا رہا ہے.... مریض ومرض دونوں سامنے ہیں لیکن علاج کے لئے کوئی تیار نہیں ہے.... عورتوں کو مردوں کے شانہ بہ شانہ چلنے کی دعوت عام کی گئی.... صنف نازک ہونے کی حیثیت سے عورتوں سے کوئی تفریق نہ کی جائے، کا نعرہ بلند کیا گیا.... ہر مقام اور محکمے میں آنے کی دعوت دی گئی لیکن ان کی عزت وناموس کی حفاظت کو یقینی بنانے کا کوئی پیغام نہیں سنایا گیا.... بلکہ یہ کہا گیا کہ ہندوستان کی وزیر اعظم آنجہانی اندرا گاندھی خاتون تھیں.... پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو خاتون تھیں.... بنگلہ دیش کی سربراہ خاتون ہیں.... میانمار کی سربراہ سوچی بھی ایک خاتون ہیں.... سونیا گاندھی بھی ایک بڑی سیاسی پارٹی کی سربراہ ہیں.... سیاست کی ماہر مایاوتی بھی خاتون ہیں.... سیاست میں اپنی الگ راہ بنانے والی ممتا بنرجی بھی خاتون ہیں.... سیاست میں سکہ جمانے والی جے للیتا بھی خاتون ہیں.... لہٰذا عورتیں ان خواتین کو آئیڈیل بنا کر آگے بڑھیں.... یہاں تو ہر طرح کی حفاظت ہے بلکہ ایسی حفاظت ہے کہ چڑیاں بھی پر نہیں مار سکتی ہیں.... ان خاص کا آئینہ دکھا کر عام کو لبھانا چہ معنی دارد؟.... ان کی عزت وناموس کی حفاظت کو یقینی بنانے کے بعد ان کو پیغام دیجئے تو بات بنے گی.... نہیں تو سرِ راہ چھ سال کی بچی سے لے کر ساٹھ سالہ ضعیفہ کا اغوا ہوتا ہی رہے گا.... عزت وعصمت پامال ہوتی رہیں گی.... ناجائز حمل لے کر لڑکیاں ڈاکٹروں کے یہاں قطار میں کھڑی نظر آتی رہیں گی.... ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء کی طرح نہ جانے کتنی نربھیا اجتماعی عصمت دری کی شکار ہوتی رہیں گی.... ۱۳ر جولائی ۲۰۱۶ء کے دن "احمد نگر" مہاراشٹر کی طرح ۱۵ر سال کی لڑکی کی عصمت ۳ر نوجوانوں کے ہاتھوں لُٹتی رہیں گی اور لڑکیاں قتل ہوتی رہیں گی.. اور جولائی ۲۰۱۶ء کے آخری عشرہ میں بلند شہر ہائی وے پر کار میں سفر کر رہے ماں بیٹی کی ایک ساتھ عصمت دری کا دلدو

زواقعہ انسانیت کوشرمسار کرتا رہے گا....اس واقعہ میں حیوانیت کی انتہا ہوگئی کہ ماں بیٹی اور س
اور داماد ساتھ میں سفر کررہے تھے....دونوں ان درندوں کے آگے ہاتھ جوڑ کر یہ فریاد کرر
تھے کہ جتنا روپیہ پیسہ اور زیور چاہو لے لو لیکن عورتوں کی بے حرمتی نہ کرو اس کے باوجود وحشیوں
کھیل گھنٹوں تک جاری رہا....اور ماں بیٹی کی عصمت کی دھجیاں اُڑتی رہیں، یہ ہے ہمار
مشرقی معاشرے کا بے حال معاشرہ۔

عصمت دری اور آبروریزی کے واقعات

عصمت دری اور آبروریزی کے واقعات کی مختلف شکلیں منظر عام پر آتی رہتی ہیں....ان میں
اِغوا کرکے، بہلا پھسلا کر، دھوکہ دے کر، زور زبردستی کرکے، شادی کا لالچ دے کر اور دونوں کی
مرضی سے وغیرہ سبھی کچھ شامل ہیں....ان میں اِغوا کرکے لڑکیوں کی عصمت دری کے واقعات
کی خبریں اخبارات میں روزانہ چھپتی رہتی ہیں....ان میں ظلم کی انتہا اُس وقت ہوتی ہے جب
گینگ ریپ ہوتا ہے کہ کئی کئی لوگ مل کر ایک عورت کی عزت لوٹتے ہیں....زور زبردستی کی ایک
نہیں بلکہ تین خبریں روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی کے شمارہ ۲۲ رستمبر ۲۰۱۵ء کے صفحہ ۱۱ رپر شائع ہوئی
ہیں، لیجئے تین خبروں کو پڑھیے:

”نابالغہ سے زبردستی کی کوشش کرنے والے ایک ریٹائرڈ فوجی کو جلال پور کے باشندوں
نے جم کر پٹائی کردی، بعد میں اسے پولس کے حوالے کردیا اور پولس نے اسے جیل رسید
کردیا، موصولہ اطلاع کے مطابق جلال پور تھانہ حلقہ کے جے ایس بنگرا میں ریٹائرڈ فو
جی (یہاں پر فوجی کا نام ہضم کردیا گیا ہے) نے ایک بارہ سالہ نابالغہ کے ساتھ زبردستی
کرنے کی کوشش کی، یہ نابالغہ اپنے نانا کے گھر آئی تھی، مقامی باشندوں نے بتایا کہ
ریٹائرڈ فوجی اسے بہلا پھسلا کر اپنے کمرے میں لے گیا اور زبردستی کرنے لگا، اس کی مخا
لفت کرتے ہوئے نابالغہ نے شور مچانا شروع کردیا جسے سن کر گاؤں والے جمع ہوگئے
اور فوجی کی جم کر پٹائی کردی، اس کے بعد گاؤں والوں نے اسے پولس کے حوالے کردیا

، جلال پور کے صدر تھانہ انیل کمار نے بتایا کہ واردات کا سانحہ درج کرلیا گیا ہے اور معا
ملے کی تحقیقات کی جارہی ہے....گرفتار فوجی کو جیل بھیج دیا گیا ہے، بتا جاتا ہے کہ نابالغہ
کی عصمت دری کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دیہی باشندوں نے اسے پکڑا ہے تب
ہی سے اس واردات کو لے کر مقامی باشندوں میں غصہ ہے“۔

اس واقعہ پر ذرا سنجیدگی سے غور کیجئے کہ ایک بوڑھا ایک نابالغہ پر کیوں کر لپکا؟ اس عمر میں جنسی
استحصال پر کیوں کر کمربستہ ہوا؟ ملک وملت کا محافظ تخریب کاری کے لئے کیوں کر آمادہ ہُوا؟
ایسے وقت میں اسلام کے سبق کو یاد کرنے کی ضرورت ہے، اسلام کہتا ہے کہ لڑکی سولہ سترہ سال
کی نابالغہ کیوں نہ ہو، اسے نگرانی میں رکھو، کھلے عام نہ چھوڑو، مگر آج کل کے لوگ صرف قانون
پر نگاہ رکھتے ہیں کہ حکومت نے لڑکیوں کی بلوغ کی عمر اٹھارہ سال اور لڑکوں کے بلوغیت کی عمر
بیس سال متعین کی ہے، یہ فطرت نہیں ہے، فطرت یہ ہے کہ بعض لڑکیاں بارہ سال کی عمر میں ہی
بالغہ ہوجاتی ہیں، نفس اپنی خواہش کی شے دیکھ کر بے لگام ہوتا ہے، ہر خلاف قدم پر انسان چراغ
پا ہوتا ہے، لیکن آدمی بے پردگی، بے حجابی اور عریانیت پر چراغ پا نہیں ہوتا ہے، جب کہ بے حجابی
، بے پردگی، عریانیت اور تنہا اِدھر اُدھر گھومنا بھی خلاف ادب، خلاف عقل، خلاف شرع، خلاف
سماج ومعاشرہ ہے، لڑکیاں خلاف عقل قدم نہ اٹھائے یا ان کے والدین نہ اٹھانے دیں تو کوئی
ان پر خلاف قدم کیسے اٹھا سکتا ہے، لیکن آزادی کے نام سب کچھ گوارہ کررہے ہیں تو ایسی بھیا
نک خبریں عام ہوتی ہیں۔

زور زبردستی کی بنیاد پر دوسرا واقعہ اس طرح سے ہے:

”دوسری جانب گرکھا تھانہ حلقہ کے ایک گاؤں میں منچلا نوجوان نے ۱۶ رسالہ نابالغ
لڑکی کی عصمت دری کرنے کی کوشش کی، لڑکی نے پولس کو بتایا کہ وہ گاؤں کے مغرب
کی جانب جنور میں گھاس کاٹ رہی تھی، تب ہی اسی گاؤں کا نوجوان اسے اکیلا دیکھ کر
اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کرنے لگا، لڑکی کے شور کرنے سے قریب کے گا

وَں کے لوگ وہاں پہنچے انہیں دیکھ کر لڑکا بھاگنے کی کوشش کرنے لگا، حالانکہ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور جم کر پٹائی کر ڈالا۔لڑکی کی تحریری شکایت پر معاملہ کو درج کر لیا گیا ہے اور معاملہ کی تفتیش کی جارہی ہے۔

معاملہ پنچایت کے ذریعہ لڑکے کو سزا دینے کے دو دنوں کے بعد روشنی میں آیا، اس طرح کے معاملے علاقے میں کافی بڑھ گئے ہیں، اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ انٹرنیٹ نے اپنا جال پھیلا لیا ہے اور اس کی زد میں زیادہ تر لوگ آرہے ہیں اور اس کے منفی اثرات کی وجہ سے اس طرح کے معاملے بڑھ رہے ہیں‘‘۔

موبائل اچھی اور بری چیزوں کا ایک بہت بڑا گودام ہے، اس میں جو چیز ڈھونڈیئے ہر چیز ملتی ہے اور نئی نسل نوجوان لڑکے اور لڑکیاں سوشل میڈیا پر جنسیات کو ہی ڈھونڈتے، امنگ بڑھاتے اور نفسانی خواہشات پوری کرنے کی جانب قدم بڑھاتے اور معاشرے پر دھاوا بولتے ہیں، اس مرض کا ایک ہی علاج نظر آتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کو بات چیت کرنے کے لئے سادہ موبائل دیا جائے۔لیکن ان کو دیتا کون ہے وہ تو خود اپنی پسند سے لیتے ہیں۔

اس قسم کی تیسری خبر بھی پڑھ لیجئے:

’’جمشید پور (ایس این بی) بلاس پور سے جمشید پور پہنچی ایک 24 سالہ دوشیزہ کی دو نوجوانوں نے آبرو ریزی کی، واقعہ گذشتہ رات تقریباً 8:30 بجے پیش آیا مینالی (تبدیل شدہ نام) ٹاٹا نگر اسٹیشن پر اُتری اور باہر نکل کر آٹو رکشا میں بیٹھ کر کدما جانے لگی، بشٹو پور میں تمام پسنجر کو اُتارنے کے بعد آٹو ڈرائیور آشیش اور ساتھ میں بیٹھے اس کے دوست نے لڑکی کو زبردستی سنسان جگہ پر لے گئے اور اس کے ساتھ آبرو ریزی کی، متاثرہ لڑکی نے اس کی شکایت بشٹو پور تھانہ میں درج کرائی، دونوں ملزمین کو پولس نے گرفتار کر لیا ہے، یہ آٹو بشٹو پور آٹو اسٹینڈ سے چلاتا تھا‘‘۔

لڑکیوں اور عورتوں کی بچاؤ کے لئے حکومت نے چائلڈ میرج ایکٹ، اینٹی ستی ایکٹ، اینٹی

ڈاوری ایکٹ، اینٹی ڈومیسٹک ایکٹ، وائلنس ایکٹ بنا کر کے رکھا ہے لیکن ان ایکٹوں کے باوجود جرائم میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے، اس پر غور کیا جائے کہ ایکٹوں کے ہوتے ہوئے عورتوں کے تئیں جرائم میں اضافہ کیوں ہورہا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ ان ایکٹوں میں اسلامی ایکٹ کو بھی جوڑا جائے اور جوڑ کر دیکھا جائے کہ اسلامی ایکٹ کتنا مفید ہے، یہاں پر ہم اس بات کو درج کرتے ہیں جو فرزانہ شاہد نے کہی اور ۸/مارچ ۲۰۱۶ء کے روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی کے صفحہ ۱۰ پر شائع ہوئی:

’’شمسی بیسک جونیئر ہائی اسکول کی پرنسپل فرزانہ شاہد کی نظر میں خواتین کی آزادی کا مغربی تصور ہندوستانی معاشرے کے لئے مفید نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ ہندوستانی معاشرہ کی اخلاقی اور سماجی اقدار اس کی اجازت بھی نہیں دیتی ہے، وہ کہتی ہیں کہ آزادی کے بعد خواتین کو جن بنیادی مسائل کا سامنا ہے اس میں ان میں بڑھتا ہوا عدم تحفظ کا احساس اور امتیازی سلوک اہم ہے جو زندگی کے تمام شعبوں اور سماج کے ہر طبقہ میں نظر آتا ہے، انہوں نے کہا کہ اس کا شکار مسلم خواتین بھی ہیں، انہوں نے کہا کہ اسلام نے جو حقوق مسلم خواتین کو دیئے ہیں مسلم معاشرہ ان حقوق کو پوری طرح ایمانداری سے ادا کرنے میں ناکام ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہندوستان کے دوسرے فرقوں کی خواتین بھی یقیناً اسلام کے حقوق سے فیض یاب ہوتیں، انہوں نے کہا کہ ہندوستان کی عام اخلاقی اقدار کے ساتھ ساتھ مسلم خواتین کو اسلامی حدود کا پاس رکھتے ہوئے ہندوستان کے آئینی حقوق اور جو حقوق اسلام نے دیئے ہیں اس کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہئے، انہوں نے صاف طور پر کہا کہ یہ جدوجہد مردوں کے خلاف صف آرائی کی بجائے انصاف پسند مردوں کے تعاون سے کرنی چاہئے، انہوں نے کہا کہ عورت کسی مرد کی بہن، کسی کی بیٹی اور کسی کی ماں ہے اس حقیقت کو خواتین کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے‘‘۔

کہا گیا ہے کہ دوسروں سے اپنی عزت کرانے کے لئے اپنی عزت خود آپ کرنی چاہئے، جب اپنی عزت خود کریں گے تو دوسرے بھی آپ کی عزت کریں گے، اپنی عزت کیا کرنی ہے؟ مغرب میں عورتیں آزادی کا جو کھلا باب لئے پھرتی ہیں، وہ ہمارے معاشرے میں مقبول نہیں بلکہ مردود سمجھا جاتا ہے، جن عورتوں نے اپنے اوپر وہی باب کھول رکھا ہے تو پھر اس کی عزت نہیں ہوتی ہے، انہیں کا استحصال زیادہ ہوتا، چھیڑ چھاڑ کے معاملے میں وہی گرفتار ہوتی ہیں، بڑے اور عظیم عہدے پر فائز لوگ چڈی پہن کر سڑکوں پر چلیں گے تو ان کی عزت نہیں ہوگی، عورت اُدھ کھلی بدن کے ساتھ سڑکوں پر آئے گی تو پھر اس کی عزت کہاں سے ہوگی، ہمارے معاشرے کا سماجی دستور، اخلاقی قرینہ اور اقداری طور اسے پسند نہیں کرتا ہے، اسلام نے عورتوں کو حقوق کے ساتھ رتبہ، عزت، مرتبہ اور جو بلندی عطا کی ہے، کسی اور نے نہیں دی ہے، لیکن کتنی مسلمان خواتین کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے رتبہ، عزت ومرتبہ اور بلندی کو سمجھتی ہیں؟ آج پڑھی لکھی مسلم خواتین کثرت سے یوروپ وامریکہ کی تہذیب کی شکار ہیں، سر دوپٹہ سے خالی، جسم پر جالی دار لباس، جہالت میں لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد ان کو زندہ دفن کیا جاتا تھا، آج ماں کے شکم میں ہی بچیاں قتل ہو رہی ہیں، اسلامی حدود وقیود میں کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیندار عورت اور زیادہ بچہ پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو، لیکن دو کے بعد دونوں انکار کرتے ہیں کہ اب نہیں اور کبھی نہیں، اب تو دَور ہی بدلا ہوا ہے تو ذہنیت بھی بدل گئی ہے۔

ایک صاحب ایک دن بہت مایوس تھے، پوچھا گیا کہ آپ مایوس کیوں ہیں، جواب ملا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے، اس لئے مایوس ہوں۔

کیا آپ کو لڑکی کی تمنا تھی؟

کہا نہیں۔

پھر آپ مایوس کیوں ہیں؟

جواب ملا، میرے پاس ایک ہی مکان ہے، لڑکا جو پیدا ہوا ہے، اس کے لئے مکان خریدنا

پڑے گا اسی لئے مایوس ہوں کہ مکان کیسے خریدا جائے گا؟

دیکھ رہے، انسان کی سوچ، نہ لڑکی پیدا ہونے پر خوشی ہے، نہ لڑکا پیدا ہونے پر، اب اس مرض کی دوا کیا اور علاج کیا ہے؟ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا۔

ہوشیار۔ ہوشیار۔ ہوشیار

عیب پر پردہ ڈالنے کی مہلت ملی تو عورتوں اور لڑکیوں نے اس کا بیجا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، اور وہ بھی شادی شدہ عورتوں کی صف میں کھڑی ہو کر اسقاطِ حمل کروانے لگیں، بے دھڑک، بے دردی کے ساتھ اسقاطِ حمل سے وابستہ ہونے والیوں کو دیکھ کر، گناہ سے ڈرنے والی غیر شادی شدہ جوان لڑکیاں بھی گناہ یعنی جنسی جرائم میں ملوث ہوگئیں، اور ہماری مشرقی تہذیب کا چمکتا ہوا سکہ کھوٹا پڑنے لگا اور وہم وگمان سے زیادہ گناہ ہونے لگے، ۱۴-۲۰۱۳ء میں اسقاطِ حمل کا پیراگراف کی وہ رپورٹ جو شمیم طارق صاحب کی ہے۔ روزنامہ انقلاب۔ ۲۰ر فروری ۲۰۱۵ء۔ صفحہ ۶ پر شائع ہوئی، پڑھئے:

"اسقاطِ حمل فیشن بنتا جارہا ہے، ۱۴-۲۰۱۳ء میں دہلی میں اسّی ہزار (80000) اور ممبئی میں بتیس ہزار (32000) کے قریب اسقاط حمل کے واقعات ہوئے.... جنہوں نے زیادہ حمل گرائے وہ ۱۵ر اور ۲۰ رسال کی درمیانی عمر کی لڑکیاں تھیں، منشیات کا استعمال اور ہم جنسی کی علت بھی بڑھتی جارہی ہے"۔

یہ وہ تعداد ہیں جو منظر عام پر آئے جو ڈھکے ہوئے ہیں ان کی گنتی نہیں ہے، ۱۵ر اور ۲۰ رسال کی لڑکیوں میں بیشتر کنواری ہی ہوں گی، اسقاطِ حمل کی اس کثرت پر نظر رکھ کر حکومت نے حمل جائز ہو یا ناجائز قانونی طور پر اُس کے اسقاط پر پابندی لگادی ہے، جائز حمل والی تو بچہ جن لے گی لیکن ناجائز والی کدھر جائے گی، اس لئے ناجائز جنسی جرائم میں ملوث ہونے سے پہلے کنواری لڑکیاں ہوشیار ہو جائیں تو اسی میں ان کی بھلائی ہے، آج کی لڑکیوں کو اپنا کنوارا پن گنوانے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہا ہے، لیکن ان لڑکیوں کو شادی کا مشورہ دیا جاتا ہے تو سرے سے انکار کر کے کہتی

ہیں کہ ابھی شادی کرنے کی عمر نہیں ہوئی ہے، ابھی پڑھنا ہے، جاب حاصل کرنا ہے، ان کے والدین اور خویش واقارب بھی یہی دہراتے ہیں، عجب بات ہے جس عمل کو لڑکیاں چھپ چھپا کر کرتی ہیں، اسی کو زوجیت میں رہ کر کرنے کو آمادہ نہیں ہوتی ہیں، آخر کیوں؟ اسی کو کہتے ہیں عقل پر پردہ پڑنا۔

غبن

غبن کی وبا کہاں کہاں پر ہے؟ ہر جگہ ہے.... مذہبی اداروں اور مقامات سے لے کر حکومتی اداروں اور پرائیوٹ جگہوں سے لے کر لمیٹڈ مقامات تک ہے.... جس طرح سے ادارے، مقامات اور جگہیں الگ الگ ہیں اسی طرح سے غبن کرنے والوں کے ذہن ودماغ بھی الگ الگ ہیں.. حالاں کہ ہر محکمے کا آئین، دستور اور قانون مضبوط ہے.... لیکن پھر بھی غبن کرنے والے ایسے آئین، دستور اور قانون میں شگاف ڈال دیتے ہیں.... پہلے لوگ بیمہ کے ذریعہ کثرت سے روپے بھیجتے تھے.... جن میں بہت سارے بیمے اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے خالی ہوجاتے تھے.... اس کے لئے دستور وقواعد مضبوط کئے گئے، پھر بھی غبن کا غبارہ اڑتا رہا.... دستور وقواعد کس طرح سے مضبوط تھے اس کا ایک واقعہ سنئے:

ایک دفعہ راقم بیمہ کے ذریعہ ڈاک خانہ میں روپے لگانے گیا.... شاید عملہ کی کمی کی بنیاد پر ایک ہی کاونٹر پر منی آڈر، بیمہ اور رجسٹری لیا جارہا تھا.... میں بھی لائن میں لگ گیا، جب کاونٹر پر پہنچا تو کلرک نے کہا کہ آج بیمہ نہیں لیا جائے گا بجلی نہیں ہے.... یہ معمہ مجھے سمجھ میں نہیں آیا اور کلرک سے میری تو تو میں میں ہونے لگی، اسی درمیان پوسٹ ماسٹر اپنی کرسی سے اٹھ کر آیا اور مجھے اپنے قریب بلایا، خود کرسی پر بیٹھا اور مجھے بھی اشارہ کیا کہ کرسی پر بیٹھو.... بیٹھنے کے بعد پوسٹ ماسٹر کہنے لگا کہ بیمے سے روپے نکال لینے کی کثرت کی بنیاد پر دستور کو سخت کردیا گیا ہے، وہ اس طرح سے کہ آپ سے بیمہ لے کر ہم کو یہاں پوسٹ آفس میں فوراً آپ کے بیمہ کے لفافہ کو سرکاری لفافہ میں بند کرکے اس کو سِل کردینا ہے.... سِل کرنے کے بعد اسے جو توڑے گا وہ پھنس جائے

گا.... بیمے سے روپے دو ہی جگہ چوری ہوں گے، جہاں سے آپ نے بیمہ کو سپرد ڈاک کیا ہے یا جہاں بیمہ کو سرکاری بیمے سے نکالا جائے گا، آپ کے بیمہ کے لفافہ کو ہم سرکاری لفافہ میں رکھ کر بجلی سے سِل کرتے ہیں اور آج کے دن اس طرف بجلی نہیں رہتی ہے اس لئے ہم آپ کا بیمہ آج نہیں لے سکتے ہیں، کل آیئے ہم آپ کا بیمہ لے لیں گے۔

ہر غبن کرنے والا یہ سوچ کر غبن کرتا ہے کہ میرا راز عیاں نہیں ہوگا.... لیکن وقت آنے پر نہاں عیاں ہو ہی جاتا ہے.... پہلے بیمہ اور منی آڈر میں غبن کی شکایت عام تھی اب حالات کے ساتھ غبن کے طریقے بھی بدلتے جارہے ہیں، ایک طریقہ ذیل میں ملاحظہ کیجئے، یہ رپورٹ روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی...۵/اکتوبر ۲۰۱۵ء کے صفحہ-۹ شائع ہوئی ہے:

پوسٹ آفس میں لاکھوں کے غبن کا معاملہ

''نجیب آباد (ایس این بی) آخر کار محکمہ نے تقریباً تین مہینے بعد غبن کے معاملے میں پوسٹ آفس کے ایک پوسٹ ماسٹر کے خلاف پولس میں 3 لاکھ 75 ہزار 895 روپے غبن کیے جانے کی رپورٹ درج کرائی ہے، پولس نے معاملہ درج کر کے فرار کی تلاش شروع کردی ہے۔

واضح رہے کہ محلّہ بسنتی مانا پوسٹ آفس میں تعینات پوسٹ ماسٹر (مسلم نام ہے) نے ڈاک خانہ میں صارفین کے کھاتوں میں جمع لاکھوں روپے کی رقم نکالی تھی، اس غبن کا پتہ اس وقت چلا تھا کہ جب ایک صارف جولائی 2015 میں اپنے کھاتے میں جمع رقم نکالنے کے لئے پہنچا تو اس کی رقم غائب تھی، یعنی رقم نکال لی گئی تھی اور یہ معاملہ دیگر ڈاک خانہ صارف تک پہنچا تو انہوں نے بھی اپنی جمع رقم آر ڈی ایف سی وغیرہ کی بھی معلومات کی تو ایف، ڈی۔ آر ڈی تک کی رقم غائب تھی، ایک ہنگامہ برپا ہوگیا، معاملہ روشنی میں آتے ہی پوسٹ ماسٹر فرار ہوگیا، کھاتے داروں نے پوسٹ آفس اور ہیڈ آفس پر اپنی رقم واپسی کے لئے ہنگامہ کیا مگر محکمہ کی جانب سے جانچ کیے جانے کی بات کہہ کر

ٹالتے رہے، پولس میں صارفین کے جانے پر پولس نے یہ کہا کہ ان کے پاس کسی کی جانب سے کوئی رپورٹ نہیں ہے وہ کاروائی کیسے کریں، صارفین اپنی لاکھوں کی رقم کے لئے اِدھر اُدھر بھٹکتے رہے مگر نتیجہ آج تک نہیں نکلا ہے، محکمہ نے اپنے طریقہ سے پوسٹ آفس کے تمام کھاتوں کی جانچ کی اور انہوں نے تین لاکھ 57 ہزار 895 روپے کا غبن پایا اور پولس میں تین مہینے بعد رپورٹ درج کرائی ہے، پولس نے کاروائی کئے جانے کی بات کہی ہے، جب کہ کھاتہ دار اس قدر پریشان ہیں کہ ان کی رقم لاکھوں میں ہیں، درجنو ں کھاتہ دار اپنی رقم واپسی کے لئے پریشان اِدھر اُدھر چکر کاٹ رہے ہیں، تمام کھاتہ دارو ں نے اپنی ایف ڈی اور آر ڈی توڑ کر ڈاک خانے گئے تھے، اب دیکھنا ہی ہے کہ کیا پوسٹ ماسٹر کو پولس گرفتار کر پاتی ہے یا نہیں؟“۔

غبن کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے،، یہی وجہ ہے کہ جس حساب سے ہمارے ملک ہندوستان کی ترقی ہونی چاہئے نہیں ہو رہی ہے، کیوں کہ رقم کا بیشتر حصہ غبن اور بانٹ بکھرے میں ہی اُڑ جاتا ہے، تو کام کہاں سے ہوگا، دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے حکومت کی جا نب سے جتنے روپے ملتے ہیں اس کا ایک چوتھائی بھی خرچ نہیں کیا جاتا ہے، اس دَور میں آدمی کہیں پر بھی محفوظ نہیں ہے، بینک اور ڈاک خانوں کے کھاتوں سے جب رقم کا صفایا ہو جاتا ہے تو آدمی کس طرف کا رخ کرے؟ بہر حال غبن کے بڑے بڑے واقعات ہوتے ہیں، راز فاش ہونے پر تھوڑے دنوں تک معاملہ گرم رہتا ہے، اس کے بعد پھر سرد پڑ جاتا ہے، مجرم پھر اپنی کرسی پر بحال ہو جاتا ہے اور غبن پر غبن کرتا رہتا ہے، لاکھوں کی رقم میں سے ہزاروں خرچ کر کے باقی سے اپنی تجوری بھرتا ہے، اپنی محنت اور خون پسینے کی کمائی کرنے والا ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے، غبن، غصب اور خیانت تو چولی دامن کا ساتھ ہو گیا ہے، آج کے دور میں ہزاروں اور لاکھوں کا ہی نہیں بلکہ کروڑوں روپے کا غبن ہوتا ہے، لوگ دھڑلے سے غبن، غصب اور خیانت کے کام انجام دے کر خود کو فاتح سمجھتے ہیں کہ ہم نے خود کے لئے بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہے، ہماری

اولاد سکھ چین کی زندگی گزارے گی، لیکن یہ خام خیالی ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ رپوٹوں سے پتا چلتا ہے کہ ایسا کرنے والے بہت سارے لوگ جیل کی ہَوا کھا رہے ہیں۔

فرضی مدرسے

کبھی کبھی۔ گاہے گاہے، سالوں کے بعد مدرسوں میں امانت میں خیانت، غبن، گڑ بڑ کی خبریں پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں، سننے والے ایسا کرنے والوں پر لاحول پڑھتے، کوستے اور بُرا کہتے ہیں، لیکن فرضی مدرسے چلانے والوں کے نام کو پڑھ کر حیرت اور بڑی حیرت ہوئی، آندھرا پردیش، بہار، بنگال اور یوپی کے مدرسے ایجوکیشن بورڈ (Education Board) سے منظور ہیں، اور اساتذہ کو بہت عمدہ تنخواہ ملتی ہے، میری معلومات میں ان میں سب سے بہتر تنخواہ یوپی کے مدر سوں کے اساتذہ کی ہے، اس اچھی تنخواہ سے بہت سارے لوگوں کے منھ میں پانی آنے لگا اور ان لوگوں نے بھی قدم آگے بڑھا دیا جو یہ کہتے ہیں کہ مدرسہ میں آتنک واد سکھایا جاتا ہے، ہندو ستان میں مدرسوں کو بند کر دینا چاہئے، مدرسوں میں پڑھے لکھوں کو تعلیم یافتہ لوگوں میں شمار نہیں کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن آج میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی ۱۸ / مارچ ۲۰۱۶ء۔ صفحہ 9 کی خبر کہ ”فرضی مدرسہ چلانے والے غیر مسلم بے نقاب“ شاید ہمارے قارئین بھی حیران ہوں گے، اب ساری گفتگو کو چھوڑ کر پہلے رپورٹ پڑھئے:

باغپت (شیروانی، ایس این بی)

”ضلع میں فرضی مدرسے قائم کر کے سرکار سے کڑوروں روپے کے فنڈ حاصل کرنے والے مافیا کے خلاف ضلع انتظامیہ نے کاروائی شروع کر دی ہے، بڑوٹ حلقہ میں چل رہے ایسے چار مدرسوں کے ذمہ داروں کے خلاف مقدمہ درج کرایا گیا ہے، بتایا جاتا ہے کہ ضلع میں ایسے فرضی مدرسوں کے خلاف جانچ چل رہی ہے، ان میں چار (4) مدر سوں سمیت سات (7) مدرسوں کی منظوری ختم کر دی گئی ہے، بتایا جاتا ہے کہ فرضی مدر

سے چلانے والے ڈاکٹر فلاں...............بتائے گئے ہیں، مرکزی اور صوبائی سرکار کی دینی مدرسوں کی جدید کاری اسکیم کے تحت کڑوروں روپے کا فنڈ حاصل کیا گیا ہے اور مختلف مذہبی ناموں مدرسہ اسلامی عربی (لڑکا) شہید اشفاق اللہ مدرسہ بڑوت، مدرسہ اسلامی مفید عام بڑوت، مدرسہ دعوت الاسلام جوہڑی اور دیگر ناموں سے ضلع بھر میں ایسے مدرسوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے مگر یہ سب کاغذوں پر چل رہے ہیں، شاطر قسم کے کئی غیر مسلم اس پورے دھندے کو چلا رہے ہیں، اس کی شکایت صوبائی سرکار تک ہونے کے بعد ضلع انتظامیہ کو اس کی جانچ کے احکامات دیئے گئے تھے۔

ابتدائی جانچ میں فی الحال 7 مدرسوں کی رپورٹ سامنے آئی ہے باقی جانچ کا کام جاری ہے، بتایا جاتا ہے کہ فلاں شخص اور اس کا ایک نیٹ ورک میرٹھ ضلع میں بھی یہی دھندہ چلا رہا ہے، دینی تعلیم کے نام پر حقداروں کا حق چھین کر فرضی طریقے سے سنگین گھوٹالے کئے جا رہے ہیں، ملزمان کے خلاف دفعہ 471.468.467.420 اور 409 کے تحت مقدمات درج کئے گئے ہیں''۔

زندگی کا کوئی شعبہ اور گوشہ ایسا نہیں ہے، جہاں دھوکہ دہی، غبن، غصب نہ ہوتا ہو، لگتا ہے کہ انسان کا ذہن مجرمانہ کاموں میں ید طولیٰ حاصل کر چکا ہے، سماج میں ہر طرح کی برائیاں رقص کرتی نظر آ رہی ہیں، جرم ناچ رہا ہے، کھلے سانڈ کی طرح سے ہر محکمے میں سینگ لگا کر لوگوں کو اُٹھا اُٹھا کر پٹخ رہا ہے اور لوگ تماشائی بنے تماشا دیکھ رہے ہیں، سماج و معاشرے کا مطالعہ کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے سماج و معاشرے میں برائیوں کا سیلاب ٹھاٹیں مار رہا ہے، جس میں کمی آنے کے امکانات دُور تک نظر نہیں آ رہے ہیں، اس پر سرجیکل اسٹرائیک کی ضرورت ہے، جب جا کر سماج و معاشرے سے برائیاں کنارے لگیں گی نہیں تو بڑھتی ہی جائیں گی، کیوں کہ نیکی کا پیراگراف گرتا جا رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ برائیاں سماج و معاشرے کو اپنے شکنجے میں دبا رہی ہیں اور لوگ گمراہ رہے ہیں، کیوں کہ جدھر دیکھئے جرائم ہی جرائم نظر آتے ہیں۔

سب کچھ دنیا ہی دنیا ہے
زر سے رشتہ جوڑا جب سے

فلرٹ کا فیلڈ کہاں سے کہاں تک؟

''فلرٹ'' کیا ہے؟... اور فلرٹ کا فیلڈ کہاں سے کہاں تک ہے؟... تو اس کو جاننے والے ذی عقل یہی کہیں گے کہ یہ فالتو گیری کا ایک نیا نام ہے... اس کا سایہ دُور تک پھیلا ہوا ہے... اس مرض میں ممالک، حکومت، ملازم پیشہ مرد و خواتین، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں عام طور پر اس وبا میں گرفتار ہیں... پڑھے لکھے اور جاہل دونوں طرح کے نوجوان اس مرض میں گرفتار ہو کر مریض بن چکے ہیں، یہ ایسا مرض ہے کہ اس مرض میں مریض کو لطف حاصل ہوتا ہے، اس مرض سے متعلق راقم خود کچھ نہ لکھ کر اس تعلق سے جناب منصور مہدی صاحب کا مضمون شائع شدہ روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی کے ۲۴ رمئی ۲۰۱۶ء صفحہ ۱۰ ر پر شکریہ کے ساتھ نقل کر رہا ہوں

''فلرٹ'' ایک خوبصورت دھوکہ کے زمرے میں آتا ہے کہ جیسے کوئی لڑکا یا لڑکی ایک دوسرے کو جانتے ہوئے بھی پیار سے دھوکہ دے، اسے خفیہ معاشقہ بھی کہا جاتا ہے، اس کا لغوی معنی کسی کو پرچانا، کسی سے دل لگی کرنا، کسی کو چمکارنا اور کسی کی جھوٹی تعریف کرنا، چاپلوسی کرنا یا مطلب برداری کے لئے کسی کو بے وقوف بنانا ہے، فلرٹ کو جذبات کی زبان بھی کہا جاتا ہے

فلرٹ عملی طور پر کسی اقدام کا نام نہیں بلکہ یہ کیفیت کا نام ہے جو شاید بنی نوع انسان کی فطرت میں شامل ہے، کیوں کہ ہر شخص ہی فلرٹ کرتا ہے، حقیقت میں فلرٹ ایک وسیع احاطہ لفظ ہے، ایک باپ اپنے بچے سے کوئی کام کروانے کے لئے اس کی ویسے ہی کوئی تعریف کرتا ہے تو یہ فلرٹ کہلائے گا، اسی طرح کوئی ملازم اپنی ملازمت کو قائم رکھنے کے لئے اپنے باس کی جھوٹی خوشامد کرتا ہے تو یہ بھی فلرٹ کہلاتا ہے، یا کوئی لڑکا یا لڑکی دوسرے سے جنسی مطلب یا غرض سے اس کی جھوٹی تعریف کرتے ہیں تو یہ بھی فلرٹ کہلائے گا لیکن یہ رومانوی فلرٹ ہوگا

لڑکے اور لڑکی میں فلرٹ اشاروں اور کنایوں سے شروع ہوتا ہے اور اکثر اخلاقی حدود بھی فلانگ جاتا ہے۔

پہلے کے دور میں تو اشارے کنائے ہی اہم کردار ادا کرتے تھے مگر پھر انٹرنیٹ، موبائل فون اور میسیجنگ نے فلرٹ کو آسان بنایا اور اب سوشل میڈیا نے تو اس کی انتہا کر دی ہے، برطانیہ میں ڈاکٹروں کی ایک تنظیم نے ڈاکٹروں کو متنبہ کیا ہے کہ فیس بک جیسی سوشل نیٹ ورک سائٹوں پر فلرٹ کرنے سے ہوشیار رہیں، یہ تنبیہ برطانیہ میں ڈاکٹروں کی تنظیم میڈیکل ڈیفنس یونین نے جاری کی ہے، اس تنظیم نے کہا ہے کہ فیس بک جیسی سوشل نیٹ ورک سائٹوں پر فلرٹ کرنے سے اخلاقی ذمہ داری کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو سکتے ہیں، اس تنظیم نے یہ تنبیہ ان متعدد واقعات کے بعد جاری کی ہے جس میں مریضوں نے ڈاکٹروں سے اور ڈاکٹروں نے اپنے مریضوں سے فیس بک پر فلرٹ شروع کیا، ایک امریکی تنظیم جو انسانی رویوں پر تحقیق کا کام کرتی ہے، کہ ایک سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ امریکہ میں ہر 100 میں سے 60 عورتیں دفاتر یا کام پر کسی نہ کسی ساتھی کے ساتھ خفیہ معاشقہ کرتی ہیں جن میں سے 53 کا کہنا ہے کہ وہ اس معاشقہ پر نادم نہیں، اس سروے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اب باس کے ساتھ معاشقہ بھی قابل قبول ہو رہا ہے اور 75 فیصد عورتیں ایسا کرنا چاہتی ہیں، اسی طرح ہر 100 میں سے 68 مرد اپنے دفتر کی ساتھی خواتین یا کسی اور کے ساتھ معاشقہ کرتے ہیں۔

اسی تنظیم کا یورپ کے بارے میں کئے گئے سروے کے مطابق اب یورپ میں بھی خواتین کی دفتروں میں روٹین سے زیادہ اُوور ٹائم کام کرنے کی وجہ سے دفتروں میں رومانی تعلقات میں اضافہ ہو رہا ہے، جس وجہ سے 64 فیصد ملازمت پیشہ یورپی خواتین کا کہنا ہے کہ وہ کام پر مرد ساتھیوں سے فلرٹ کرتی ہیں، جبکہ 80 فیصد کو اپنے کام پر کسی نہ کسی سے دلکشی رہی ہے، جن خواتین کا ہدف اعلیٰ عہدوں پر معمور مرد ہوتے ہیں ان کی تعداد 61 فیصد ہے۔ 70 فیصد کے نزدیک فلرٹ کرنا کام کو دلچسپ بناتا ہے، دفتروں میں فلرٹ کرنے کا عام طریقہ ای میل پایا یا چائے کے وقفہ میں ہوتا ہے، یورپ کے حوالے سے ماہرین کا یہ بھی

کہنا ہے کہ فلرٹ ملازمت میں ترقی کا کوئی ذریعہ یا راستہ نہیں ہے لیکن برطانوی ''سرے یونیورسٹی'' کے ریسرچرز نے اس تھیوری کے تحت یہ تحقیق کی کہ فلرٹ کی وجہ سے لوگوں کی جائے کار پر ترقی کے امکانات بہت بہتر ہو جاتے ہیں، اگر یہ فلرٹ اپنے باس یا میم کے ساتھ ہے تو اس کے 99 فیصد مثبت نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

اس حوالے سے لڑکوں کی بنسبت لڑکیاں زیادہ خود اعتماد ہوتی ہیں، ابھی حال ہی میں امریکی ری پبلکن پارٹی کے رُکن کرس لی جو کانگریس کے ممبر بھی ہیں نے فلرٹ ای میل اسکینڈل کے باعث رکنیت سے استعفیٰ دیا ہے۔ 46 سالہ کرس لی 2008 میں امریکی ایوان نمائندگان کا رکن منتخب ہوا تھا، اس نے ایک خاتون کے ساتھ آن لائن فلرٹ کیا تھا اور بعد میں اسے تحائف بھی بھیجے تھے جن میں اس نے اپنی تصاویر بھی بھیجی تھی لیکن ابھی ان کے تعلقات نے کوئی عملی صورت اختیار نہیں کی تھی کہ یہ بات کسی طرح سے میڈیا پر آ گئی، خبریں آنے پر کرس لی نے عوام اور اپنے خاندان سے معافی مانگتے ہوئے ایوان نمائندگی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

برطانوی سپر ماڈل نومی کیمبل کی سابقہ ایجنٹ کیرول وائٹ اپنی میم نومی کے حوالے سے کہتی ہے کہ نومی ''لائبیریا'' کے سابق صدر چارلس ٹیلر سے فلرٹ کرتی رہی اور اس کے عوض کئی باران سے قیمتی تحائف بھی حاصل کیے جن میں انتہائی قیمتی ہیرے بھی شامل ہیں، کیرول کا کہنا ہے کہ چارلس یہی سمجھتے رہے کہ نومی ان سے ٹوٹ کر پیار کرتی ہے، یاد رہے کہ ہیگ میں قائم جنگی جرائم کی عدالت میں آج کل لائبیریا کے سابق صدر چارلس ٹیلر کے خلاف جنگی جرائم کا مقدمہ چل رہا ہے، جن میں استغاثہ کی طرف سے سابق صدر پر یہ الزام ہے کہ مسٹر ٹیلر سیرالیون کے باغیوں کے ساتھ تجارت کرتے تھے اور انہیں ہیروں کے بدلے ہتھیار فراہم کرتے تھے، جن میں سے کئی ہیرے انہوں نے نومی کو بھی دیے۔

1980 اور 1990 کی دہائیوں کے دوران سیرالیون اور لائبیریا میں بحرانی صورتِ حال کے باعث ہزاروں شہری مارے گئے تھے، میڈیا کا کہنا ہے کہ نومی کی ایجنٹ کیرول کے اس بیان نے ہیروں کے تنازعے کو دلچسپ بنا دیا ہے، فلرٹ کا لفظ اب امریکہ اور یورپ میں

خاص طور پر جبکہ کچھ ایشائی مما لک میں اب ان کے کلچر کا حصہ بن گیا ہے، عام گفتگو میں کسی کے لالچی رویے پر بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جبکہ مما لک بھی ایک دوسرے سے فلرٹ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ سال کے آخر میں یورپی پارلیمنٹ کی رکن نے امریکہ پالیسی سازوں کو ایک خط لکھا تھا جس میں انہوں نے امریکہ سے کہا تھا کہ افغانستان میں امریکہ کی فلرٹ پالیسی پریشان کن ہے، کیوں کہ بقول ان کے امریکہ افغانستان کے حوالے سے یورپی مما لک جو وعدے کرتا ہے وہ پورے نہیں کرتا بلکہ اپنے مفادات کو مدنظر رکھتا ہے، برصغیر میں ابھی بھی فلرٹ کرنا اچھا نہیں سمجھا جا تا، بلکہ لڑکے اور لڑکی کے معاملے میں اسے بے وفائی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ایک دوسرے سے فلرٹ کرنے کو دھوکہ کہا جاتا ہے، اگر چہ یورپ میں بھی ابھی ایسی خواتین کی کمی نہیں جو مرد سے فلرٹ کرنا اچھا نہیں سمجھتیں تاہم پھر بھی یہاں کی خواتین اس فلرٹ کا زیادہ شکار ہوتی ہیں، سرے یونیورسٹی کے سروے کے مطابق جب کوئی عورت جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہے تو وہ عورت خود اس کے لئے ذمہ دار ہوتی ہے ، رپورٹ کے مطابق اگر چہ یہ نتائج عجیب ضرور لگتے ہیں لیکن سروے کے مطابق آدھی سے زیادہ برطانوی عورتوں کا یہی خیال ہے، اس سروے کے مطابق اگر جنسی زیادتی کی شکار عورت نے مندرجہ ذیل میں سے کوئی کام کیا ہے تو ایک عام عورت اس جنسی زیادتی کی شکار عورت کو مجرم سمجھتی ہے۔

وہ چیزیں جن کی بنیاد پر عورت کو ذمہ دار سمجھا جاتا ہے یہ ہیں، ایک منی اسکرٹ پہن کر باہر نکلنا، دوسرے کسی اجنبی سے گھل مل کر بے تکلفانہ بات کرنا، تیسرے کسی کی پینے پلانے کی دعوت قبول کرنا، چوتھے جنس مخالف کو اکسانے والے انداز میں ڈانس کرنا، پانچویں نیم عریاں لباس پہننا اور آخر میں سب سے اہم کسی سے فلرٹ کرنا شامل ہیں، سروے کے مطابق زیادتی کا شکار ہونے والی خواتین میں سے 78 فیصد فلرٹ کی مرتکب ہوئیں جس کے نتیجے میں انہیں زیادتی سے گزرنا پڑا۔

ہندستان کی قومی اسمبلی میں پیش کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق ملک میں ہر گھنٹے دو خواتین جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں، ان کے حوالے سے ماہرین کا کہنا ہے کہ ان میں 80 فیصد ایسی

خواتین ہوتی ہیں کہ جن کے کسی نہ کسی انداز میں غیر مرد سے تعلقات ہوتے ہیں، جبکہ پنجاب پولیس کی ایک رپورٹ کے مطابق یکم جنوری 2012 سے 31 مارچ 2012 تک 566 خواتین کے ساتھ زیادتی کے مقدمات درج ہوئے، پولیس انوسٹی گیشن برانچ کے مطابق ان خواتین میں سے 457 عورتوں کے حوالے سے مبینہ طور پر کہا گیا ہے کہ ان کے پہلے سے ہی زیادتی کرنے والوں مردوں سے کوئی نہ کوئی تعلق موجود تھا، فلرٹ کرنے کو اگر چہ کوئی مہذب معاشرہ اچھا نہیں سمجھتا لیکن اس کے باوجود اس میں اضافہ ہو رہا ہے، اور اس کی سب سے اہم وجہ مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت ہے جو لڑکوں کو لڑکیوں سے اور لڑکیوں کو لڑکوں سے فلرٹ کرنے کے مواقع مہیا کرتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں اس فعل کو بہت قبیح سمجھا جاتا، اسلام کے مطابق کسی بھی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اجنبی عورت یا اجنبی مرد سے بلا وجہ خط و کتابت کرے یا کوئی اور رابطہ کرے کیوں کہ اس میں فتنہ ہے، اور ہو سکتا ہے کہ یہ عمل کرنے والا یہ سوچے کہ اس میں کوئی فتنہ نہیں، لیکن شیطان ہر وقت اس سے چمٹا رہے گا اور دونوں کو ایک دوسرے کی رغبت دلائے گا۔

اسلام نے جو یہ پابندیاں عائد کی ہیں وہ صرف پابندی کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اس کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے، دل میں جو آئے کر گزرنے کا جو نظریہ مغرب نے پیش کیا ہے آج وہ اسی کو بھگت رہا ہے، آج مغرب کی عورت دوسروں کو جنسی طور پر بھڑکانے کے لئے خود اپنے آپ کو قابل ملامت سمجھتی ہے، مرد اور عورت کے جنسی رویے میں فرق کو سمجھنے کے لئے کسی کیمیائی لیباریٹری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والے اس طرح کے واقعات پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے“۔

فلرٹ انگریزی زبان سے ماخوذ لفظ ہے، جو یوروپ و امریکہ اور دوسرے ملکوں میں اپنے پنجے جمائے ہوا تھا، ہم ہر ایک معاملے میں نقال ہیں، لہذا اس معاملے میں نقالی کرنے لگے اب یہ نقالی آہستہ آہستہ تیزی کے ساتھ منظر عام پر آرہی ہے، خاص کر وہاں پر جہاں عورت اور مرد مخلوط ہو کر کام کرتے یا رہتے ہیں، ایسی جگہوں پر تو پارساؤں کی پارسائی کے بند ٹوٹ جاتے ہیں تو پھر

منچلے اور نفس پرستوں کی نفس پرستی کی آگ تیز ہو جاتی ہے، پھر وہ عشق و محبت کے میدان سے نکل کر فلرٹ کی وادی میں قدم رکھتے ہیں، اس کے لئے زبان، آن لائن، فون، موبائل، لیٹر، تحفہ، گیفٹ، دلال سب کچھ استعمال کرتے ہیں، فلرٹ کے چکر میں گھر کے گھر برباد ہو رہے ہیں، شوہر سے بیوی اور بیوی سے شوہر جدا ہو رہے ہیں، عہدے چھوٹ رہے ہیں، رشتے ٹوٹ رہے ہیں، کچھ دنوں، مہینوں اور سالوں کے بعد فلرٹ میں گرفتار لوگ بھی جدا ہو جاتے، الگ ہو جاتے اور ٹوٹ پھوٹ کر رہ جاتے ہیں، اس لئے فلرٹ ایک دھوکہ کی ٹٹی ہے، نفسانی بھوک مٹانے کا ایک راستہ ہے، برباد ہونے کی راہ عورتیں خود کھولتی ہیں جیسا کہ اقتباس میں گزرا کہ منی اسکرٹ پہننا بربادی کو دعوت دینا ہے، دوسرے کسی اجنبی سے گھل مل کر بے تکلفانہ بات کرنا اجنبی کی شہوات کو پروان چڑھانا ہے، تیسرے کسی کی پینے پلانے کی دعوت قبول کرنا، یہ بڑے گھرانوں کے لڑکے لڑکیاں اور عورت و مرد کی ایک جھلکتی روش ہے، چوتھے جنس مخالف کو اکسانے والے انداز میں ڈانس کرنا یہ باتیں بھی شادی بیاہ میں عام ہوتی جا رہی ہیں، پانچویں نیم عریاں لباس پہننا یہ دھوکے کی ٹٹی بھی عام ہے اور آخر میں سب سے اہم کسی سے فلرٹ کرنا شامل ہیں، یہ جرم بھی خوب پروان چڑھ رہا ہے، فلرٹ کے چکر میں لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ بھگ رہی ہیں، شادی شدہ اپنی عصمت لٹا رہی ہیں، جرائم کی یہ وبا بہت دُور تک اپنے پاؤں پھیلا چکی ہے۔

فلرٹ کا ایک واقعہ

آپ نے اُوپر کے اقتباس میں ملاحظہ کرلیا کہ فلرٹ کی بیماری تمام عمر کے لوگوں کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئی ہے.... جوان، نوجوان، کنوارے کنواریاں، شادی شدہ مرد وخواتین ملازمت پیشہ مرد وخواتین، چڑھتی اور ڈھلتی عمر کے لوگوں کو اپنی گرفت میں لئے ہوئی ہے... ایک صاحب راقم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا ایک دوست جو آپ کو قریب سے جانتا اور پہچانتا ہے.... آپ بھی اسے جانتے اور پہچانتے ہیں لیکن اس کا نام نہیں بتاؤں گا.... اس نے نام بتانے سے منع کیا ہے.... معاملہ یہ ہے کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس کے دو بچے ہیں اس کی بیوی ملازمت

کرتی ہے اور ساتھ میں ایک غیر مرد سے فلرٹ کرتی ہے.... اس واقعہ کو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک دن بازار کے بھیڑ بھاڑ علاقے سے اس غیر مرد کا ہاتھ تھامے ہوئے گزر رہی ہے.... اس نے دور سے پیچھا کیا تو دونوں کو ایک ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا.... اس نے اپنی خودی پر پتھر کا سل رکھ کر اس بات کو داب کر رکھا لیکن چند دنوں کے بعد اس کی خودی نے عورت کو لگام لگانے کی کوشش کی تو وہ بے لگام گھوڑی بول پڑی، دیکھو اس معاملے میں چیخ و پکار اور شور شرابے کی ضرورت نہیں ہے.... اگر تم کو یہ سب باتیں پسند نہیں ہے تو تم مجھ کو طلاق دے دو.... یہ سن کر دوست ساکت اور خاموش ہو گیا.... آگے کیا کیا جائے؟ آپ سے مشورہ کرنے کے لئے بھیجا ہے.... راقم نے کہا کہ اس معاملے میں مَیں کیا مشورہ دے سکتا ہوں.... بہتر تو یہی ہے کہ وہ خود فیصلہ کرے۔

عورت کی دیدہ دلیری سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جس مرد سے فلرٹ کر رہی تھی اس سے عہد و پیمان ہوا ہوگا کہ اگر تمہارے شوہر کو اس واقعہ کی خبر لگ جائے تو گھبرانے کی بات نہیں.... میں تم کو اپنانے کے لئے تیار ہوں.... جب ہی تو عورت بیباکی سے بول رہی تھی کہ میری ادا اگر تم کو پسند نہیں ہے تو چیخ و پکار اور شور شرابا کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم مجھ طلاق دے دو.... یہ ایک واقعہ ہے جو تہہ خانہ سے باہر آ گیا ہے اور نہ جانے کتنے واقعات ہوں گے جو مجھ تک آپ تک یا معاشرے کے لوگوں تک نہیں پہنچے ہیں یا تہہ خانے میں پڑے ہوئے ہیں، اور پڑے رہیں گے۔

قتل وغارت گری

ہمارے معاشرے میں بہت ساری برائیوں اور بیماریوں کے ساتھ قتل وغارت گیری کی برائیاں اور بیماریاں عام ہوتی جا رہی ہیں.... قتل وغارت گیری کی راہ پر بچے بھی ہیں اور بوڑھے بھی.... حسن بھی ہے عشق بھی.... عاشق بھی ہے معشوق بھی.... دشمنی بھی ہے عداوت بھی.... حسد بھی ہے بغض بھی ہے.... تنزلی بھی ہے ترقی بھی.... شوہر بھی ہے بیوی بھی.... ماں بھی ہے، بیٹا بھی، اور بیٹیاں بھی.... ساس بھی ہے نند بھی.... مشینی دنیا کی طرح قتل وغارت گیری میں نئی نئی

ایجادات بھی ہو رہی ہیں....نئے نئے طریقے استعمال کئے جارہے ہیں....جسے پڑھ کر اور سن کر حیرت ہوتی ہے...ذرا ذرا سی بات پر قتل وغارتگری کے کام انجام دیئے جاتے ہیں....لگتا ہے کہ آدمی کے دماغ میں امریکی آئیٹم بم رکھا ہوا ہے جو آن کی آن میں بلاسٹ ہو جاتا ہے۔

گھپلا

گھپلا۔ مال ودولت، حساب وکتاب میں گڑبڑ کرنے کا نام گھپلا ہے، ایک تو بھول چوک سے گڑبڑی ہو جاتی ہے اور ایک جان بوجھ کر، دولت بڑھانے کی خواہش میں گھپلا کیا جاتا ہے، بھول چوک کی بات خبر میں نہیں آتی ہے، جان بوجھ کر جب گھپلا کیا جاتا اور بات ہضم نہیں ہوتی ہے تو وہ گھپلا خبر بن کر اخبار میں شائع ہوتی اور عام لوگوں تک پہنچتی ہے، ایسے کاموں میں ذہین لوگوں کی ذہانت کام کرتی ہے، اس کام کے لئے پلاٹ بنائے جاتے ہیں، اور ہزار دو ہزار نہیں، لاکھ دو لاکھ نہیں، بلکہ کروڑوں روپے کا گھپلا ہوتا ہے، یہ گھپلا حکومت کے مال میں بھی کیا جاتا ہے اور عوام کی دولت میں بھی سیندھ لگائی جاتی ہے، عوامی دولت میں گھپلا کے لئے سہانا خواب دکھایا جاتا ہے، اقتصادی پہلو کو عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک سال میں آپ کی رقم دوگنی کردی جائے گی، ۲۲ر سے ۲۵ر فیصد انٹیسٹ دیا جائے گا، اس کے فارمولے بھی لکھ دیئے جاتے ہیں تاکہ لوگ جلد سے جلد اس طرف متوجہ ہو جائیں، اقتصادی بھلائی کے نام پر نہ جانے کتنے ادارے کھلے اور اس ادارے کے چکر میں آ کر نہ جانے کتنے لوگ برباد ہو گئے، ایسے ادارے قائم کرنے والے سال دو سال تک اپنا معاملہ بالکل ٹھیک ٹھاک رکھتے ہیں اور ایک سال میں لوگوں کی رقم دوگنی کر کے دیتے ہیں، جس کی رقم دوگنی ہو کر اس کو مل جاتی ہے تو وہ دس آدمیوں کو بتاتا ہے اور دسیوں آدمی اس سے پوچھتے ہیں تو وہ اثبات میں جواب دیتا ہے پھر تو ادارے کو دن دونا اور رات چوگنا ترقی ہونی شروع ہو جاتی ہے، ترقی کے اسی موڑ پر آ کر مالی ادارے بیک وقت اپنی تمام شاخوں کو بند کر کے لوگوں کو چونا لگا دیتے ہیں، اور یہ رقم کروڑ دو کروڑ نہیں بلکہ دو ہزار سے دس ہزار کروڑ اور اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے، عوامی شکایت پر بعض اوقات گھپلا کرنے والے گرفتار

بھی ہوتے ہیں ان کے گھروں پر چھاپے بھی پڑتے ہیں تو ان کے گھروں سے دس دس کلو سونے چاندی ہیرے اور جواہرات نکلتے ہیں، عوام الناس کو ایسے اقتصادی اداروں سے بچنا چاہئے۔

گندی حرکتیں

گندے خیالات، گندی حرکتیں، گندی صحبتیں، گندی باتیں....مچھلیوں کی طرح سماج کے دریا میں اچھل رہی ہیں اور لوگ ساحل پر تماشائی بن کر دیکھتے ہیں....اب اس دریا اور ساحل پر بسنے والے پارسائی اور تقویٰ وطہارت کو بھولتے جارہے ہیں....گندی صحبتوں کی بنا پر گندے خیالات پیدا ہوتے پھر ان کی کوکھ سے گندی حرکتوں اور باتوں کا ظہور ہوتا ہے....اور یہ ظہور ایک مہذب سماج کے لئے سم قاتل ہے....اب یہی سم قاتل کے ذریعے اخلاص و اخلاق، انسان وانسانیت، پاکیزگی وطہارت، خُلق وخلیق، شرم وحیا، غیرت وحمیت، عفت و عصمت پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے....ان حرکتوں کی بنا پر شہوت بے لگام بنی ہوئی ہے تو اس کے نتیجے میں بے حیائی، بدخلقی، بدزبانی، بے شرمی، بدکلامی، بدمزاجی اور چھیڑ چھاڑ لوگوں کو اور خاص کر نوجوانوں کو اپنی گرفت میں لے کر نچا رہی ہے....بغض ودشمنی، حسد وکینہ کا زور بڑھتا جارہا ہے....بے ادب لوگوں کی جماعت مضبوط ہو رہی ہے....شراب نوشی اور زناکاری نے ہاہاکار مچا رکھا ہے....معاشرے میں ایسے نوجوانوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے....یہ اپنی تعداد اور حرکتوں پر اتراتے رہتے ہیں....جہاں پر ایسے نوجوان جمع ہوتے ہیں تو ان کی ہنسی، مذاق اور گندی حرکتوں پر لگتا ہے کہ یہ گندی حرکتوں کے شوروم کھولے بیٹھے ہیں اور گاہک اس شوروم کے گرد منڈلا رہے ہیں....یہاں پر ادب مسمار ہوتا....عظمت پاش پاش ہوتی....تمیز کوٹی جاتی....احترام کو ہواؤں میں اڑایا جاتا....تہذیب کی کھال کھینچی جاتی....شائستگی ختم کی جاتی ہے....یہاں گندی حرکتیں ہی ادب آموزی کہی جاتی ہے....ایسوں سے کوئی کیا امید لگائے....ایسے تو اپنے والدین کی امید پر پانی پھیر رہے ہیں، پانی ہی پھیرتے بلکہ پانی میں ڈوبا ڈوبا کر مارتے ہیں....اور حالتِ نزع میں پھر پانی پلاتے ہیں۔

لوٹ

لوٹ اور اغوا، لچے، لفنگے اور اوباش نوجوانوں کی یہ من پسند خوراک ہے.... باضابطہ اس کام کو انجام دیا جاتا ہے.... بسوں میں لوٹ.... ٹرینوں میں لوٹ.... بینکوں میں لوٹ.... سڑکوں پر لوٹ.... سنسان جگہوں پر لوٹ.... گھروں میں لوٹ.... مکانوں میں لوٹ کی واردات بے شمار ہوتی رہتی ہیں.... بسوں اور ٹرینوں میں یہ واقعات زیادہ ہوتے ہیں کہ وہاں اکٹھے لوگ مل جاتے ہیں اور لُوٹ کی واردات انجام دینے والوں کو بھاری رقم اور سامان ہاتھ لگ جاتے ہیں، ایسی خبریں تو آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں.... یہاں پر ایک رپورٹ روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی ۲؍اگست ۲۰۱۶ء۔ صفحہ ۶ کی پڑھیے:

سکندرا کوتوالی علاقہ میں....... ایک دکان پر رُکی بس ڈرائیور سے قبضے میں لے کر بس میں سوار چالیس (۴۰) یاتریوں سے جم کر لوٹ پاٹ کی، اس واقعہ کی معلومات بس کنڈکٹر نے پولیس کو دی، بلند شہر کے واقعہ کے گھٹنے کے کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ بدمعاشوں نے اس ہائی وے پر پھر سے ایک اور واقعہ کو انجام دے ڈالا، اتوار کی رات کو ''اُری'' ڈپو کی بس دہلی سے اُری جا رہی تھی، سکندرا علاقے میں ایٹہ روڈ پر ایک چائے کی دکان پر بس رُکی اور وہاں کچھ دیر چائے ناشتہ کرنے کے بعد بس چلی تو تھوڑی دور گاؤں پھلری کے پاس بس میں سواری کے طور پر بیٹھے آٹھ بدمعاشوں نے ہتھیار نکال لئے اور سواریوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا، ایک بدمعاش نے بس ڈرائیور کو ہتھیاروں کے زور پر مار پیٹ کر بس سے باہر پھینک دیا اور خود بس چلانے لگا۔ بیک وبدمعاشوں نے ہتھیاروں کے بَل پر بس میں بیٹھی تقریباً چالیس سواریوں کے ساتھ جم کر مار پیٹ کی اور اُن کے پاس جو بھی تھا لوٹ لیا، روپے، خواتین کے کان کے کنڈل، گلے کے چین، منگل سوتر سب کچھ بدمعاشوں نے لوٹ لیا، تقریباً 40 منٹ تک چلتی بس میں بدمعاشوں نے لوٹ مار کی اور واقعہ انجام دے کر فرار ہوگئے، پولیس نے واقعہ میں

دو افراد کو حراست میں لیا ہے اور ان کی جانچ پڑتال میں مصروف ہوئی ہے، بلند شہر کے بعد ہوئے واقعہ سے یہ تو صاف ہے کہ ہائی وے پر بدمعاش فعال ہوگئے ہیں''۔

غور کیجئے کہ یہ واقعہ کتنا دردناک رہا ہوگا، خون پسینے کی مہینوں کی کمائی منٹوں میں چلی گئی، مال گیا، مار بھی کھانی پڑی اور گالیاں بھی سننی پڑی ہوں گی، اس بے لگام معاشرے میں اس قسم کے واقعات بہت ہوتے ہیں، مسافر کی جان ہمیشہ خطرے میں رہتی ہے، لیٹرے کھل کر اپنے کام کو انجام دیتے ہیں لیکن مسافر کو کھل کر سفر کرنا بہت دشوار ہوگیا ہے، مسافر سفر میں سہمے ہوئے رہتے ہیں، خیریت سے اپنے مقام پر پہنچنے کے بعد سمجھتے ہیں کہ ہمیں نئی زندگی ہے۔

ملاوٹ

ملاوٹ کو لوگوں نے برکتی کام سمجھ لیا ہے.... پہلے کے دور میں برکتی کام سمجھ کر دودھ میں پانی ملایا جاتا تھا اب مزید برکت کے لئے پانی میں دودھ ملایا جاتا ہے.... یہ بھی غنیمت تھی اب تو دودھ ہی نقلی ہوگیا.... نقلی کا مطلب ہے کہ وہ نقلی دودھ گائے اور بھینس کا ہے ہی نہیں.... دس سے زیادہ آئٹم ملاکر نقلی دودھ بنائے جاتے ہیں جس میں دودھ کی ہریالی کے لئے یوریا کھاد کا بھی استعمال ہوتا ہے.... دودھ جب نقلی اور ملاوٹ سے پُر ہوتا ہے تو ماوا بنانے اور ماوا کا کاروبار کرنے والے کیوں پیچھے رہیں.... ان لوگوں نے بھی انسان کی زندگی کو برباد کرنے کے لئے بھرپور ملاوٹ کرتے ہیں.... اب تو کوئی ایسی چیز باقی نہیں ہے کہ جس میں ملاوت نہ ہوتی ہو.... اس ملاوٹ کی بنا پر سپریم کورٹ کو بولنا پڑا.... روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی۔ ۷؍اگست ۲۰۱۶ء۔ صفحہ ۴ کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

نئی دہلی (ایجنسیاں) سپریم کورٹ نے مرکزی حکوت سے کہا ہے کہ دودھ میں ملاوٹ کرنے والوں کو عمر قید جیسی سخت سجا دینے کا قانون بنانے پر غور کرے، کیوں کہ دودھ کا استعمال بچوں سمیت بڑے لوگ بھی کرتے ہیں، کورٹ نے سوامی اچوتا نند تیرتھ کی عرضی پر یہ ہدایت دی، عرضی میں کہا گیا تھا کہ دہلی.... اتر پردیش.... پنجاب.... ہریانہ

اور راجستھان میں بڑے پیمانہ پر ملاوٹی دودھ کا گورکھ دھندا چل رہا ہے۔

چیف جسٹس، جسٹس ٹی ایس ٹھاکر، آر بھانومتی اور یو یوللت کی بنچ نے اپنے فیصلے میں حکومت کو کئی دیگر ہدایات بھی دی ہیں، گزشتہ چار برسوں سے سرکار کو غذائی تحفظ اور معیارات ایکٹ 2006 میں تبدیلی کرنے کے لئے کہنے کے باوجود کوئی نتیجہ سامنے نہ آنے پر عدالت نے یہ ہدایت جاری کی۔

سپریم کورٹ نے کہا کہ مرکزی حکومت یوپی، اڑیسہ، مدھیہ پردیش اور مغربی بنگال ریاستوں کے ذریعہ قوانین میں کئے گئے ترمیم کو دیکھتے ہوئے آئی پی سی میں ضرور ترمیم کریں، عدالت کا کہنا ہے کہ موجودہ ضابطہ کے تحت قصورواروں کے لئے چھ ماہ کی سزا کا قانون ہے، جو کافی نہیں ہے، نہ ہی اس سزا کا ملاوٹ کرنے والوں پر کوئی اثر ہے، عدالت عظمی نے کہا کہ چونکہ نوزائیدہ بچے سمیت کافی تعداد میں لوگ دودھ کا استعمال کرتے ہیں، ایسے میں ان کی صحت کو دیکھتے ہوئے ملاوٹی دودھ کے گورکھ دھندے میں ملوث لوگوں پر سختی برتنی ضروری ہے"۔

اگر قانون کو سخت کر دیا جائے تو ملاوٹ کرنے والے ملاوٹ کرنے سے پرہیز کرنے لگیں گے، لیکن یہ بیماری اتنی جلدی دُور ہونے والی نہیں ہے، اس بیماری کے لئے جوں جوں دوا ہوتی ہے بیماری بڑھتی جاتی ہے، بلکہ ہر بیماری کی یہی حالت ہے کہ جوں جوں دوا ہوتی ہے بیماری بڑھتی جاتی ہے، بیمار کے خاتمہ سے زیادہ بیماری کے خاتمے کی فکر ضروری ہے، اگر بیماری کے خاتمہ کا اُپائے ہو جائے تو معاشرے میں طاقت آجائے، دنیا کا مشاہدہ یہی بتاتا ہے کہ ایک چیز جاتی ہے تو دوسری شے آتی ہے، بچپنا جاتا ہے تو جوانی آتی ہے، جوانی جاتی ہے تو بڑھاپا آتا ہے، غریبی جاتی ہے تو امیری آتی ہے، امیری جاتی ہے تو غریبی آتی ہے، نظر دوڑا کر دیکھ لیجئے ایک کے بعد دوسری چیز آتی ہے، عرب کی زمین پر برائیاں عام تھی، ہمارے آقا مولیٰ ﷺ نے برائیوں کو بھلو یا تو نیکیاں آئیں، اسلام کے اس فارمولے پر عمل کی ضرورت ہے۔

نشہ خوری

آدمی صحبت و عادت کا بہت بڑا غلام ثابت ہوا ہے، اس لئے یہ مثل مشہور ہوئی کہ: صحبتِ صالح ترا صالح کُند، صحبتِ طالع ترا طالع کند۔ اچھی صحبت تجھے نیک اور بُری صحبت بُرا بنائے گی، کسی بھی دَور کا آدمی صحبت ہی سے بنا اور بگڑا ہے، صحبت ہی کا اثر ہے کہ آج کے دَور کی حسین و جمیل جوانی کو نشہ نے گھن کی طرح سے چاٹ کر بے رونق و اُداس بنا دیا ہے، صرف بے رونق و اُداس ہی نہیں بلکہ انسانی، جوانی اور مردانگی کے جوہر سے بہت دُور کر دیا ہے، نشہ خوری کی عادت میں گرفتار نوجوانوں کو دیکھئے تو عمر ۲۰ سے ۲۵ سال کی ہوتی ہے، یہ عمر وہ عمر ہوتی ہے کہ لوگ اس عمر والوں کی طرف رشک سے دیکھتے ہیں، لیکن نشہ خوروں کی جانب نگاہ اُٹھتی نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو دیکھئے تو یہ برسوں کے مریض معلوم ہوتے ہیں، ان سے نہ کوئی محبت سے بات کرتا نہ ملتفت ہوتا، نہ کوئی اپنے کل کارخانے میں ملازمت پر رکھتا، نہ اپنے قریب کھڑا ہونے دیتا، نہ کوئی گفتگو کرتا، زندگی ہے، زندہ ہے، لیکن زندگی زندہ در گور ہو گئی ہے، ماں باپ، بھائی بہن، اڑوسی پڑوسی، قرب و جوار کے چھوٹے بڑے سب ان کو بُرا کہتے، غریب سے غریب گھر کی لڑکی بڑے سے بڑے باپ کے نشہ خور بیٹے سے شادی کرنے کو راضی نہیں ہوتی، بلکہ ان نشہ خوروں سے ایسی نفرت کرتی ہیں کہ بہت ساری لڑکیوں نے بے جھجک اپنے والدین سے کہہ دیا کہ مجھے کاٹ کر گاڑ دیجئے لیکن نشہ خوروں سے میری شادی مت کیجئے، نوجوانو! تم نشہ خوری کی لت میں گرفتار ہوتے نہ لڑکیوں کی زبان سے ایسی آواز بلند ہوتی، کئی لوگوں نے اپنی اولاد کی نشہ خوری کے عیب پر پردہ رکھ کر شادی کی، لیکن لڑکے کی حالت و ہیئت دیکھ کر لڑکی نے شبِ عروسی ہی میں طلاق کا مطالبہ کر دیا، اس کو لاکھ سمجھایا گیا لیکن نہیں مانی اور طلاق لے کر واپس چلی گئی، کئی قاضیوں کی زبانی یہ بھی سننے کو ملا کہ ایجاب و قبول کے وقت لڑکا کے منہ سے شراب اور دوسرے نشے کی بدبو آرہی تھی، تُف ہے ایسی زندگی پر، راقم نے خود ایک لڑکے کو دیکھا کہ دولہا بنا ٹوپی پہن کر مسجد میں دوگانہ ادا کرنے آیا لیکن

اُس کے سر اور پیشانی پر دو تین جگہ پر مرہم پٹی لگی ہوئی تھی، لڑکا کا باپ ساتھ میں تھا، پوچھا یہ کیا ہو گیا ہے؟ عیب پردہ رکھتے ہوئے بولا، پاؤں سلپ کر گیا اور گر گیا جس سے یہ خراشیں آ گئی ہیں، حال جاننے والوں نے کہا کہ رات میں یہ شراب پی کر ڈانس کر رہا تھا اور نالے میں گر گیا جس سے یہ چوٹیں آئیں ہیں، یہ بھی خیال رہے کہ عیب پر پردہ زیادہ دنوں تک نہیں ٹھہرتا، بارات گئی واپس آئی، ساتھ میں لڑکی بھی آئی، دلہن نے دولہا کو شراب چھوڑنے کے لئے بہت سمجھائی لیکن وہ پاپی سمجھنے کے لئے راضی نہیں ہوا، آخرکار چوتھے مہینے میں دلہن نے دولہا کو لات مات کر میکے کو واپس چلی گئی، اب یہ منحوس بیٹھ کر مکھیاں مارتا رہتا ہے، یہ اس پر نشہ کرنے کا عذاب ہے۔

ایک نشہ خور کو اس کی بیوی بہت دنوں تک سمجھاتی رہی یہاں تک کہ تین بچے ہو گئے، لیکن نشہ خور نہیں مانا اور نشے کی لت میں ڈوبا رہا، عورت مجبور ہو کر اس سے طلاق لے کر اپنے میکے آ گئی، اور کچھ دنوں کے بعد اُس نے دوسری شادی کر لی، مگر وہ نشہ خور کو کوئی عورت پوچھتی نہیں ہے، اسلام کا قانون آفاقی قانون ہے جس میں دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی کے ساتھ صحت و معیشت کی بھی بھلائی ہے، ان باتوں کے پیشِ نظر نشہ خوری کرنے والوں کو نشہ سے دور رہ جانا چاہئے۔

تارِ عنکبوت کی طرح سے نشیلی چیزوں کا جال پھیلتا جا رہا ہے، پہلے تو پان بیڑی، سگریٹ، تاڑی اور شراب نشہ کی چیزیں تھیں، اب تو نوجوان، اے وِل، براؤن شوگر، گانجہ، چرس، افیم، ٹوریکس، آئی ڈیکس، ایم ڈی پاؤڈر، گرسگریٹ، منقہ، سلوشن، اسٹک فاسٹ، وائنٹر، گرد وغیرہ کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں، اور افسوس کی بات یہ کہ نشہ کرنے والے اپنی شادی کے دن بھی دولہا بن کر نشہ کر کے شادی کے لئے جاتے ہیں..... ان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، چونکہ دونوں کے یہاں شادی کا طریقہ اور رسم الگ الگ طریقے سے ہوتا ہے، مسلمانوں کے یہاں نکاح اور شادی کی مکمل رسم ادا ہونے کے بعد دولہا اور دلہن یکجا ہوتے

ہیں تب لڑکوں کے اطوار و عادات سے لڑکیاں واقف ہوتی ہیں کہ یہ شرابی ہے، نشہ خور ہے، پھر وہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہیں، لیکن ہندوؤں کے یہاں تو شادی کے منڈپ میں ہی دونوں یکجا ہوتے اور لڑکیاں اسی منڈپ میں لڑکوں کے حال سے واقف ہو جاتی ہیں اور نشہ خور شوہر کو دیکھ کر منڈپ میں ہی شادی کرنے سے انکار کر دیتی ہیں، ایسی مختلف خبروں پر مشتمل گیتا پانڈے کی رپورٹ روزنامہ انقلاب، ممبئی ۹/مارچ ۲۰۱۶ء کے صفحہ ۸ پر شائع ہوئی ہے، اور اخبار نے بشکریہ بی بی سی کے ساتھ شائع کیا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ رپورٹ بی بی سی سے نشر ہو چکی ہے:

نشے میں دھت دلہا

نشے میں دُھت دلہا کے ساتھ جب آپ دلہن کا سلوک پڑھیں گے تو کہیں گے کہ یہ دلہن کا سلوک نہیں بلکہ دلہا کو دلہن کی مار ہے..... بلکہ مار بھگانا ہے..... پھٹکار ہے..... بھائی ایسا کام ہی کیوں کرو کہ دلہن مارے لیکن احساس نہ ہونے کی وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے..... رونے، گانے، ہنسنے، تڑپنے کا وقت اور موقع ہوتا ہے..... ہر جگہ رونا، گانا، ہنسنا اور تڑپنا مناسب نہیں ہے، نہ عقل اور نہ سماج اس کی اجازت دیتا ہے..... بہر حال اصل واقعہ یہ ہے:

"گزشتہ ماہ فیروز آباد ضلع میں ایک خاتون نے شادی سے انکار کر دیا جب اس کا دلہا شادی کے لئے نشے میں دھت ہو کر آیا، ٹائمز آف انڈیا کی رپورٹ کے مطابق دلہا نشے میں اس قدر بے حال تھا کہ وہ ورمالا پہنانے کے لئے کھڑا بھی نہیں ہو پا رہا تھا، یہ شادی اس وقت منسوخ کر دی گئی جب دلہن نے دھمکی دی کہ اگر کسی نے اسے زبردستی ایک نشے میں دھت شخص سے شادی کرنے کو کہا تو وہ خودکشی کر لے گی، اسی طرح گزشتہ برس بھی "ماہوبا" ضلع میں ایک لڑکی نے نشے سے بے حال شخص سے شادی سے انکار کر دیا تھا"۔

دلہا کے لئے یہ بدنامی ہے..... توہین ہے..... ذلت ہے..... رسوائی ہے..... بے عزتی ہے.....

فضیحت ہے....لیکن احساس ہو تب تو....احساس لینے والے نوجوان اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر شراب پینا چھوڑ سکتے ہیں....نوجوانوں کو جو کرنا چاہئے وہ کرتے نہیں اور اونچے اونچے خواب دیکھتے رہتے ہیں....لیکن ان کو معلوم نہیں ہے کہ شخصیت کی بنیاد پر خواب کی تعبیر نکلتی ہے.... اَن پڑھ لڑکا بھی ایم اے اور ایم بی اے دلہن کی فراق میں جیتا ہے....ان کو معلوم نہیں کہ ایم ،اے اور ایم بی اے کیا ہوا لڑکا اَن پڑھ بیوی سے نبھاؤ کر لیتا ہے لیکن ایم ،اے اور ایم بی اے کی ہوئی لڑکی اَن پڑھ تو دُور کی بات ہے، گریجویٹ کئے ہوئے لڑکے کے ساتھ بھی نبھاؤ کے لئے تیار نہیں ہوتی ہے....پہلے کے دَور میں لڑکا لڑکی کا امتحان لیتا تھا....کچھ پوچھتا تھا لیکن لڑکوں کی کوتاہیاں دیکھ کر اب لڑکیاں لڑکوں کا امتحان لے رہی ہیں اور کچھ نہیں بہت کچھ پوچھتی ہیں....ایک رپورٹ کے مطابق ۲۸ رفیصد سے زیادہ لڑکے مختلف قسم کے نشہ میں مبتلا ہیں....ان میں پڑھے لکھے اور جاہل سب شامل ہیں....ایسا نہیں ہے کہ یہ مرض لڑکیوں میں نہیں ہے بلکہ رپورٹ کے مطابق ۶ رفیصد لڑکیاں بھی نشہ کرتی ہیں اور ان میں اکثر پڑھی لکھی ہوتی ہیں....بہر حال گیتا پانڈے کے مضمون سے ایک بات کا اور انکشاف ہوتا ہے وہ یہ ہے:

حساب میں کمزور دلہا

''جب موہر سنگھ نے اپنی بیٹی ''لولی'' کی شادی طے کی تو وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کا ہونے والا داماد ''فلاں بن فلاں'' اَن پڑھ ہے، معلوم نہیں کیوں لیکن عین شادی سے قبل ''لڑکی'' نے ''فلاں بن فلاں'' کو حساب کا ایک سادہ سا سوال حل کرنے کے لئے دے دیا، اس دلہے سے ۱۵ رمیں ۶ رجمع کرنے کو کہا، دلہے کا جواب تھا ۱۷۔ بس دلہن نے اسی وقت شادی توڑ دی۔

دلہن کے باپ کا کہنا ہے کہ ''دلہے کے خاندان نے اس کی تعلیم کے بارے میں ہمیں اندھیرے میں رکھا تھا''۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ حتیٰ کہ اس سوال کا جواب تو پہلی جماعت کا طالب علم بھی دے سکتا ہے''۔

جس کو ۱۵ راور ۶ ر سے کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی وہ ۱۵ راور ۶ ر کو کیا جانے....۱۵ راور ۶ نہیں بولے گا....آدمی کو بولنا پڑتا ہے....اس بولنے کے لئے علم کے بازار میں نکلنا پڑتا ہے....لیکن ہمارے ملک کے کچھ سادہ دِل لوگ کہتے ہیں کہ پڑھا کر کے کیا ہوگا؟....یہ بھی ایک بیماری ہے نہیں پڑھا تو بھری محفل میں بیماری کا زار کھل گیا....جاہل دولہاؤں کو اب تو پڑھائی شروع کر دینی چاہئے....نہیں تو شادی کے بعد پچھتانا پڑے گا....پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

بیمار دلہا

بیماروں سے لوگ ہمدردی جتاتے....ہمدردی کرتے....لیکن نئی نویلی دلہن، بیمار دلہا سے کوئی ہمدردی نہیں کرتی ہے....بلکہ آگ بگولا ہو جاتی ہے....شادی کے بعد دلہن کو معلوم ہوتا ہے کہ دلہا میں فلاں مرض ہے تو دلہن اپنے گھر والوں کو کوستی ہے....لیکن منڈپ ہی میں معلوم ہو جائے کہ دلہا مریض ہے تب کیا ہوتا ہے؟ لیجئے ملاحظہ کیجئے:

ایک انتہائی خوش دلہا عین ورمالا پہناتے ہوئے دورہ پڑنے سے مہمانوں کے سامنے گر پڑا اور اسے فوری طور پر اسپتال لے جانا پڑ گیا، دلہن کے خاندان والوں کا الزام تھا کہ دلہے والوں نے یہ بات چھپائی ہے کہ اسے مرگی ہے، طیش میں آئی دلہن نے دلہے کے بجائے شادی کی تقریب میں بطور مہمان آئے ہوئے ایک رشتہ دار کو شادی کی پیش کش کر دی جو اس نے قبول کر لی، اسپتال سے واپس آکر پہلے دلہے نے دلہن کی منت سماجت کی کہ وہ اپنا ارادہ بدل دے، کیوں کہ اگر وہ بغیر دلہن کے واپس جائیں گے تو ان کا مذاق اُڑے گا لیکن دلہن ڈٹی رہے، جھگڑا شروع ہو گیا اور نوبت پولیس تک پہنچ گئی، تاہم پولیس کا کہنا تھا کہ دلہن کی شادی ہو چکی ہے، اب کچھ نہیں ہو سکتا''۔

دلہا اور دلہن کی بیماری کو دونوں جانب سے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے....ظاہر ہونے پر لڑکی لڑکا کو چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے تو کبھی لڑکا لڑکی کو چھوڑ دیتا ہے....کبھی لڑکی چھوڑ کر بھاگ

جاتی ہے، مگر لڑکا لڑکی کو جھیلتا رہتا ہے... یہ تو اپنا اپنا مزاج ہے، بہر حال بیماری کا راز تو ہزاروں میں ایک منڈپ اور نکاح کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔

تمباکو خور دلہا

پڑی ہو جو عادت وہ دُور بھلا کب ہوتی ہے.... منڈپ اور شامیانے میں تو آئے ہوئے مہمان بھی تمباکو کھانے سے پرہیز کرتے ہے.... مگر آج کل کے تمباکو خور دلہا پرہیز نہیں کرتے ہیں.... وہ تمباکو کھانا شاید مردوں کی نشانی سمجھتے ہیں.... اس لئے شادی کے منڈپ میں عین شادی کے وقت بھی دولہا شوق سے تمباکو کھاتا دکھائی دیتا ہے.... لیکن اس عمل پر ردّ عمل دیکھئے اور پڑھئے:

"تمباکو کا استعمال صحت کے لئے خطرناک ہوسکتا ہے.... ایک دولہے نے اپنی شادی پر صحت سے متعلق یہی تنبیہ درگزر کردی.... وہ تمباکو چباتا ہوا تقریب میں آیا اور عین رسموں کے بیچ وہ تھوکنے کے لئے باہر نکل گیا.... دلہن کو غصہ آگیا اور اس نے شادی منسوخ کردی.... کیوں کہ اس کے بقول وہ کسی ایسے شخص سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی جو تمباکو خوری کا عادی ہو"۔

اس دورِ تغیر اور آزاد معاشرے میں جینے والے، اپٹو ڈیٹ کہنے اور کہلانے والے لڑکے اور لڑکیوں دونوں میں نشہ خوری کی عادت ہے.... لیکن لڑکیوں کی بنسبت لڑکوں میں زیادہ ہے.. ..اور عادت ولت کو سنبھالنا مشکل معاملہ ہوتا ہے.... بلکہ لڑکیاں اس معاملے میں ہوشیار ہیں کہ جن لڑکیوں میں نشہ کی لت ہے وہ شادی کے وقت اپنے آپ کو سنبھالے رہتی ہیں.... لیکن لڑکے میاں بیٹا ہے.... مرد ہے.... مذکر ہے.... شوہر بننے کی خوشی میں نہیں سنبھال پاتے ہیں اسی بنا پر ذلیل ورسوا ہوتے ہیں، اور شادی کے عین وقت میں نفس کے مطالبہ کو پورا کرنے میں مارا جاتا ہے، اور محفل سے بغیر دلہن کے ہاتھ ملتا ہوا واپس لوٹ جاتا ہے۔

والدین کا تغافل

تغافل پسندی بھی ایک مرض ہے... لیکن اس مرض میں ڈر، خوف اور مجبوری بھی شامل ہے ....ڈر اور خوف کا نظارہ وہاں پر دیکھنے کو ملتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں جب حد بلوغ کو پہنچ جاتے ہیں تو وہ اپنی مرضی سے جینا چاہتے ہیں.... اپنی مرضی سے جینے کے لئے وہ کچھ بے لگام اور بے خوف ہوجاتے ہیں.... والدین کو اپنی جھوٹی باتوں سے سیراب کرتے اور یقین دلاتے ہیں کہ میں ایسا نہیں ایسا ہوں.... لیکن اندر ہی اندر جب پانی سر سے اونچا ہوجاتا ہے اور ان کے والدین کو ان کی باتوں کی خبر لگتی ہے تو پھر وہ مکار لڑکے اور لڑکیاں شیر بن کر گرجتے اور دھمکیاں دیتے ہیں کہ میری راہ میں کوئی رکاوٹ بنے گا تو زہر کھالوں گا اور لڑکیاں کہتی ہیں کہ خودکشی کرلوں گی اب یہاں پر ان کے والدین کو ڈر، خوف اور مجبوری ستانے لگتی ہے.... یہاں پر ایک گزرا ہوا واقعہ سنئے:

ایک لڑکی ایک لڑکے سے محبت کر بیٹھی اور دونوں شادی کرنے کے لئے راضی ہوگئے، لڑکی نے اشارتاً اور کنایتاً یہ بات اپنی ماں کے کانوں تک پہنچائی، ماں بھی راضی ہوگئی، ماں نے اپنے شوہر سے کہا، شوہر نے رضا بہ راضی کے طور پر خاموشی اختیار کرلی، مگر جب یہ خبر لڑکی کے بھائی تک پہنچی تو اُس نے گھر میں طوفان مچادیا کہ اگر بہن کا اس لڑکا سے شادی کی تو میں خودکشی کرلوں گا، بہن بھی طوفان مچانے لگی کہ اگر اس لڑکا سے میری شادی نہیں ہوئی تو میں پھانسی لگالوں گی۔

برف کے رُوپ میں ڈھل جائیں گے سارے رشتے
مجھ سے پوچھو کہ محبت کی آنگن کیسی ہے

اب اس دوچکی کے پاٹ میں والدین پسنے لگے، کریں تو کیا کریں؟ بیٹی کی طرف سے بولتے ہیں تو بیٹا خودکشی کی دھمکی دے رہا ہے، اگر وہ اس دھمکی کو عملی جامہ پہنا دیا تو کیا ہوگا؟ بیٹا کی جانب سے منہ کھولتے ہیں تو بیٹی پھانسی لگانے پر کمربستہ ہے، ان مصیبتوں کی بنا پر

والدین تغافل کے شکار ہو جاتے ہیں، ایسی صورتوں کے علاوہ اور بہت ساری صورتیں ہیں جہاں پر والدین تغافل کے شکار ہو جاتے ہیں، یہ سب بے لگام معاشرے کی دَین ہے، جرائم کے باب ہر طرف کھلے ہیں، کس کو روکا اور کس کو ٹوکا جائے؟۔

ہاتھ ملانے کا جرم

ہاتھ ملانا کس سے کہاں پر جائز ہے اور کس سے ملانا ناجائز ہے اس کو تو عقل کی کسوٹی پر بھی پر کھا جا سکتا ہے .... پہلے کے دور میں مشرقی تہذیب میں کسی بھی مذہب وملّت والوں کے یہاں یہ بیماری نہیں تھی اب تو یہ بیماری مسلمانوں کے گھر اور دَر کو بھی دیکھ لیا ہے .... پڑھی لکھی مگر اسلام سے نابلد اپٹوڈیت خواتین میں یہ بیماری زیادہ لگی ہے اور لگ رہی ہے .... اعلیٰ عہدہ پر فائز خواتین اجنبی مردوں سے ہاتھ ملانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی ہیں .... بلکہ ہر آنے والوں کو خوش آمدید کہہ کر اور مسکرا کر ہاتھ ملاتی اور تنہائی میں بیٹھ کر گفتگو کر کے اپنی یا کمپنی کی تجارت کو فروغ دیتی ہیں .... شادی بیاہ کے موقع پر یہ بیماری کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے .... نکاح کے بعد جو دلہن نقاب پہن کر سسرال آتی ہے، ولیمہ کے موقع پر ایک اسٹیج پر دولہا کے ساتھ دلہن کو بھی بیٹھا دیا جاتا ہے. کھانا کھانے کے بعد لوگ دولہا کو گیفٹ اور لفافہ دینے کے لئے اسٹیج پر چڑھتے ہیں تو دولہا دلہن سے کہتا ہے یہ ہمارا دوست ہے یہ فلاں رشتہ دار ہے، ان کو سلام کرو، ہاتھ ملاؤ... ان کے ساتھ فوٹو کھینچواؤ .... پھر گروپ کے ساتھ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر تصویریں اُتروائی جاتی ہیں، افسوس انسان کی غیرت مٹتی جا رہی ہے، مسلمانوں میں بھی یہ بیماری عام ہوتی جا رہی ہے۔

کچھ بھی ہوتا پر نہ ہوتے پارہ پارہ جسم وجاں
راہزن ہوتے اگر ان رہنماؤں کی جگہ

ایسی حالت میں دلہن کے پورے جسم پر غیر محرموں کی نگاہوں کے کتنے تیر چھبتے ہیں، کون گنتا ہے؟ بھائی! آپ بدل گئے، اپنے آپ میں تغیر پیدا کر لیا اور پھر سوچتے ہیں کہ ہماری

اولاد، بیوی بچوں میں، خاندان میں تغیر پیدا نہ ہو، یہ خام خیالی ہے۔

ہر جگہ عورت و مرد کے اختلاط نے معاشرے کو پکا ہُوا پھوڑا بنا دیا ہے کہ یہ کب اور کہاں پھوٹ جائے اور پھٹ جائے کوئی ٹھیک نہیں ہے .... اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکے اور لڑکیوں کا اختلاط ٹرینوں اور بسوں میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط .... بازاروں اور سڑکوں پر اختلاط .... اسپتالوں، استقبالیہ اور الوداعی مجلسوں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط .. .. جلسوں، کانفرنسوں، علمی اجتماعوں اور عرسوں اور مشاعروں میں مردوں عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کا اختلاط .... ڈاکٹروں اور نرسوں کا اختلاط .... ہوٹلوں، کھیل کود کے میدانوں میں اختلاط ... جہاں دیکھئے، وہاں لڑکے لڑکیوں اور عورتوں اور مردوں کا اختلاط .... اس اختلاط نے شرم وحیا اور غیرت کی حدوں کو بہت ساری جگہوں پر توڑ دیا ہے، بلکہ ذبح کر دیا ہے، مردوں کے برابر خواتین کو لانے کے لئے تحریکیں بھی چھیڑ دی گئی ہیں کہ جہاں پر حکومت نے خواتین کے لئے پابندیاں عائد کی تھیں اب ان پابندیوں کو توڑا جا رہا ہے، مقدمے کئے جا رہے ہیں، صرف انا کی خاطر یہ سب کام ہو رہے ہیں، اللہ خیر کرے۔

ہم جنس پرستی

مرض میں مبتلا ہو جانے کی خواہش بھی مرض ہے .... اِس مرض کا علاج کرنے کے بجائے کئی ممالک کے حکمراں مرض کو بڑھا رہے ہیں .... جرمنی سمیت کئی ممالک میں ہم جنس پرستی کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے .... جرمنی میں ہم جنس پرستی اور لامذہبیت کو حکومت تسلیم کرتی ہے، کولمبیا کی وہی حالت ہے .... یہاں بھی ہم جنس پرستوں کے سر پر حکومت کا سایہ ہے .... لیکن دنیا کو معلوم ہے کہ ہم جنس پرست سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن اولاد جیسی نعمت حاصل نہیں کر سکتے ہیں .... کبھی کبھی ہم جنس پرستوں کے دل میں اولاد حاصل کرنے کی ہوک اٹھی ہے لیکن خلاف فطرت کام کے ذریعے سے اولاد حاصل نہیں کر سکتے .... اس کے لئے ان لوگوں نے ایک نئی راہ ڈھونڈی کہ دوسروں کے بچوں کو گود لیں، لہذا کولمبیا میں اس پر بھی پابندی تھی .... اب حکومت اور کورٹ نے مل

کر اس میں لچک پیدا کی ہے....لہٰذا اس تعلق سے روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی۔ ۶ر نومبر ۲۰۱۵ء کے صفحہ۔۹ کی رپورٹ شائع ہوئی:

''کولمبیا کی عدالت عظمٰی نے اپنے سابقہ فیصلہ میں ترمیم کرتے ہوئے ہم جنس پرست جوڑوں پر بچہ گود لینے پر لگی پابندی کو ہٹادیا ہے، اس سے قبل عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ ہم جنس پرست جوڑے صرف اسی بچے کو گود لے سکتے ہیں جس کے وہ نامیاتی باپ ہیں، عدالت نے اس سلسلے میں کل اپنے حکم میں کہا کہ اگر ہم جنس پرستوں کو یہ حق نہیں دیا جاتا ہے تو اس سے بچوں کا خاندان میں رہنے کا حق متاثر ہوگا، عدالت کے اس فیصلہ کا جہاں کولمبیا میں ہم جنس پرستوں کے حقوق کی وکالت کرنے والیوں نے خیر مقدم کیا ہے تو وہیں اس کے مخالفین نے فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کی بات کہی ہے۔

کولمبیا میں ہم جنس پرست جوڑوں کو ویسے قانونی حق حاصل ہے جیسا عام ازدواجی جوڑے کو، اگرچہ وہاں کی پارلیمنٹ نے ۲۰۱۳ء میں اسے مکمل طور پر تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا''۔

ہندوستان میں بھی گاہے گاہے ہم جنس پرست لوگ کورٹ کے دروازے کھٹکھٹاتے رہتے ہیں....لیکن ابھی تک اس میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں....آئندہ کیا ہوگا کچھ کہا نہیں جاسکتا ہے....حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں یہ مرض صرف مردوں میں تھا لیکن اب یہ مرض بڑھتے بڑھتے عورتوں کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا ہے....افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم جنس پرست، ہم جنسی کو قانونی شکل دینے کے لئے جب احتجاج کرتے اور جلوس نکالتے ہیں تو اس احتجاج اور جلوس میں عورتیں بھی کثرت سے شامل ہوتی ہیں....شاید یہ لوگ تاریخ سے واقف نہیں ہیں کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت اسی فعل کی بنیاد پر زمین میں دھنسادی گئی....پھر بھی یہ طبقہ ہم جنس پرستی سے توبہ نہیں کررہا ہے....اسلامی اصول وقوانین سے دُور بہت دُور پڑے بیمار ذہنیت کے بعض نام نہاد مسلمان کہلانے والے بھی ہم جنس پرستی کے

خواہاں ہیں بلکہ بعض سرپھیرے تو اس مرض کو بڑھاوا دینے پر کام کرتے ہیں....مرض کو بڑھاوا دینے والے جاہل تو ہوسکتے ہیں لیکن ڈاکٹر نہیں ہوسکتے....ایسے جاہلوں میں بنگلہ دیش کا زولحاج منان بھی شامل تھا جو ہم جنس پرستی کو فروغ دینے کے لئے ''روپ بان'' نامی جریدہ کے ادارتی بورڈ میں شامل تھا۔ ۲۵ر اپریل ۲۰۱۶ء کے دن بنگلہ دیش میں اس کا قتل ہوا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا معاشرہ لاکھ بگڑ چکا ہے پھر بھی معاشرہ ایسے لوگوں کو برداشت نہیں کررہا ہے، اور نہ کرنا چاہئے، قدرت کا نظام ہر موڑ پر اچھا اور بہت اچھا ہے، ذہن کی پرواز پر ہم جنسی کا عمل یا نظام بہت ہی گھٹیا، برا اور خراب ہے، شیطانی کام ہے، اس سے ہر نوجوان کو بچنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہئے، اسی فعل کی بنیاد پر سدوم میں حضرت لوط علیہ السلام کی امت کو زمین میں دھنسایا گیا، اس سے متعلق ایک رپورٹ روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی ....۱۶ر اکتوبر ۲۰۱۵ء....صفحہ۔۹ پر شائع ہوا، ملاحظہ کیجئے۔

اردن میں قوم لوط کے برباد شہر کے کھنڈرات دریافت

''سدوم'' میں زندگی بالکل ختم ہوگئی تھی

لندن (ایجنسیاں)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے قوم لوط کی غلط کاریوں کی سزا کے بارے میں تمام آسمانی کتب بالخصوص قرآن کریم کے مبارک صفحات پر اس بدقسمت قوم کے تذکرے موجود ہیں مگر یہ بات آج تک پردۂ راز میں تھی کہ قوم لوط کا شہر کہاں تھا؟ امریکی محققین نے دس سال کی مسلسل محنت شاقہ اور تحقیق کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہیں 3500 سال قبل اللہ کے عذاب کا شکار ہونے والی قوم لوط کے برباد شہر کے کھنڈرات ملے ہیں۔

غیر معمولی تاریخی واقعے کے حوالے سے سامنے آنے والی تحقیقات پر اپنی ایک رپورٹ میں تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ قوم لوط کی نافرمانیوں

اوران کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب کی تفصیلات قرآن پاک کی نوسورتوں میں مذکور ہیں، قرآن کریم کے علاوہ دیگر آسمانی کتب اور صحائف میں بھی قوم لوط کی تباہی کے تذکرے ملتے ہیں، قوم لوط کے مرد اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے عورتوں کے بجائے مردوں کی طرف غیر فطری میلان رکھتے تھے، اس پر جلیل القدر پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو منع کیا اور اللہ کی طرف سے سخت پکڑ کی وعید سنائی مگر ان کی قوم نے بہ شمول ان کی بیوی کے ان کی بات ماننے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر پتھر کی بارش کردی، عذاب کے وقت حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی اہلیہ کے سوا خاندان کے چند افراد اور کچھ رفقا ہی زندہ بچے باقی سب اللہ کے عذاب کا شکار ہوئے۔

قران کریم کی سورہ عنکبوت کی آیت ۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی تباہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ قوم لوط پر عذاب نازل کیا گیا مگر ان کے تباہ شدہ شہر کو آنے والے انسانوں کے لئے عبرت کے طور پر باقی رکھا، قرآن کی وضاحت کے باوجود قوم لوط کے تباہ شہر کے بارے میں آج تک حضرت انسان کسی نتیجے تک نہیں پہنچ پایا مگر حال ہی میں امریکی ماہرینِ ارضیات وآثار قدیمہ نے ۱۰ سال کی تحقیق وجستجو کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ اردن میں قوم لوط کے تباہ ہونے والے شہر کو دریافت کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں، قوم لوط کے تباہ شہر ''سدوم'' کے کھنڈرات ''تل الحمام'' کے مقام پر پائے گئے ہیں، امریکی تحقیقاتی مشن کے سربراہ پروفیسر کولنس اسٹیون (StevenCollins) کا کہنا ہے کہ ان کی تحقیقات کا نتیجہ سامنے آیا تو وہ خود بھی حیران رہ گئے کیونکہ سدوم شہر میں زندگی دفعتاً ختم ہوگئی تھی۔

ذرائع کے مطابق امریکی ماہرین آثار قدیمہ کی ٹیم Archaeology popular نے پروفیسر کولینز کی قیادت میں کئی سال جنوبی اردن کے کھنڈرات میں

تحقیق کی۔ ۲۸ ستمبر کو تحقیقی ٹیم کے سربراہ نے یہ دعویٰ کیا کہ سدوم نامی شہر تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے ہیں، یہ شہر حضرت لوط علیہ السلام کی اللہ کے عذاب کا شکار ہونے والی قوم کا ہے، اس خبر کو بڑے پیمانے پر عرب اور مغربی ذرائع ابلاغ میں پذیرائی ہوئی۔

ماہرین نے بتایا کہ تباہ شدہ شہر کے کھنڈرات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک وسیع وعریض شہر تھا جس میں کئی قدیم عمارتوں کی موجودگی کا بھی پتہ چلتا ہے، غالباً یہ شہر برونز دور حکومت میں تباہی سے دوچار ہوا جو جنوبی وادی اردن تک کے علاقوں تک پھیلا ہوا تھا، توریت میں بھی قوم لوط کی تباہی کا تذکرہ موجود ہے''۔

امریکی محققین نے اس مقام کا پتا لگالیا، جہاں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو برباد کیا گیا، اس کے پیشِ نظر امریکہ میں ہم جنس پرستوں کے نائٹ کلب کو بند کردینا چاہئے، علم وعمل اور عقل کا تقاضا تو یہی ہے، کیوں کہ تحقیق کے ساتھ محققین قرآن مجید کی نوسورتوں کے تذکرے بھی کئے ہیں کہ ان لوگوں کی غیر فطری فعل سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا اور ان کو برباد کردیا، یہ بیماری آج ہر قوم میں قدم جما چکی ہے لہذا ایسے وقت میں قرآن مجید کا مطالعہ کرکے اس مرض میں مبتلا لوگوں کو توبہ النصوح کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے، ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو ہوگیا وہ ہوگیا اب کچھ نہیں ہوگا، دنیا کی تاریخ یہ کہہ رہی ہے کہ ہوگا، انسان جب اللہ تعالیٰ کی حد کو فلانگتا ہے تو اس کی پکڑ ہوتی ہے اور وہ اس پر عذاب نازل کرتا ہے، عذاب کی شکل ایک ہی طرح کی ہو یہ ضروری نہیں ہے، معاشرے کی بدچلنی کی وجہ سے آج کے لوگ مختلف قسم کے عذابوں میں گرفتار ہیں یہ اور بات ہے کہ یہ عذاب ان کو نظر نہیں آتے ہیں۔

ہفتہ وصولی کی وبا

یہ وبا عام ہوتی جارہی ہے، خاص کر شہروں اور قصبوں میں کہ ہفتہ وصولی کے لئے دوکان والوں، کاروبار کرنے والوں، کل کارخانے چلانے والوں، زیادہ کمانے والوں، دولت رکھنے والوں، پھیری کرنے والوں، چھوٹا موٹا دھندہ کرنے والوں پر گینگ کے گنڈے اور بدمعاشوں کی ٹولی

متعین ہے، دوکان چلانے والے، نیا مکان بنوانے والے، مکان مرمت کرنے والے، چھوٹے بڑے سب کے سب ہفتہ دیں، جو دیتا ہے، خیریت سے رہتا اور دھندہ کرتا ہے، جو نہیں دیتا ہے، نہ اس کا دھندہ چلنے دیا جاتا ہے، نہ خیریت سے رہنے دیا جاتا ہے، زیادہ آنا کانی کرنے کی صورت میں جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے، بڑے بوڑھوں کی یہ حرکتیں دیکھ کر تو بہت سارے علاقوں میں بارہ سے پندرہ سال کا نابالغ بھی ہاتھ میں کڑا پہن کر یہ کام کرتا ہے، یہ کڑا اس کی پہچان ہے کہ یہ دادا ہے، جب نوعمری میں ایسی عادت پڑ جاتی ہے تو پھر حلال کی کمائی کی جانب اس کے قدم نہیں اٹھتے ہیں، پوری زندگی اسی طرح سے حرام خوری اور حرام کی کمائی میں گزرتی ہے، کہیں ہفتہ وصولی، کہیں رنگ داری، کہیں کسی اور نام سے یہ کام ہوتا ہے، ہفتہ اور رنگ داری نہ دینے پر کہیں سونے کے تاجروں کو گولی ماری جاتی ہے، کہیں سریا اور کپڑے کے بیوپاریوں کو زخمی کیا جاتا ہے، کہیں تاجروں اور ڈاکٹروں کو اغوا کیا جاتا ہے، کہیں چاقو مارا جاتا ہے، کہیں قید کیا جاتا ہے، لگتا ہے کہ ہمارا معاشرہ بے لگام ہوگیا اور اس میں حرام کی کمائی کرنے والے گھوڑے کی طرح سے سرپٹ دوڑ رہے ہیں، اور ان کے منہ میں کوئی لگام لگانے والا نہیں ہے۔

ہیجان انگیز حرکتیں

ہیجان انگیز حرکتوں کا مطلب ہے کہ ایسی چیزوں کا دیکھنا اور دکھانا کہ انسان کے اندر ایک چیز کمزور پڑ جائے اور دوسری طاقت ور ہو جائے، مثال کے طور پر ایسی تصاویر کا دیکھنا اور دکھانا کہ شہوانی خواہشیں بیدار ہو جائیں اور شرم وحیا کمزور پڑ جائیں، آج کل ہیجان انگیز حرکتوں کے لئے اوباش اور رنگین مزاج لوگ فحش فلموں، ویڈیو شوٹنگ اور انٹرنیٹ وغیرہ سے کام لیتے ہیں، اس کام کے لئے یہ لوگ اپنے موبائل میں گندی تصاویریں ضبط کر لیتے اور بچیوں اور لڑکیوں کو دکھا کر شہوت پر ابھارتے ہیں، اس کے ساتھ حقیقت یہ ہے کہ تصاویر دیکھنے والیوں سے پہلے دکھانے والے کی شہوانیت بیدار ہو جاتی ہے، اس لئے کم عمر لڑکیوں کے ساتھ زنا بالجبر کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، چھوٹے بچوں کو فحش ویڈیو دکھا کر وقت سے پہلے بالغ

بنا دیا جاتا ہے، اس معاملے میں گھر سے لے کر تعلیم گاہ تک کوئی بھی جگہ محفوظ نہیں ہے، ایسی حرکتوں میں ملوث رذیل قسم کے باپ اپنی بیٹیوں کے ساتھ، کمینہ بھائی اپنی بہنوں کے ساتھ زنا کرتے ہیں ایسی خبریں آئے دن اخبارات میں پڑھنے کو ملتے ہیں، تو دُور کے رشتے داروں پر کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے، تعلیمی اداروں کے اساتذہ کے نام بھی گاہے گاہے منظر عام پر آتے رہتے ہیں کہ کہیں پر ایسے اساتذہ کی لوگوں نے پٹائی کہ تو کہیں پولیس میں شکایت کی، اسی قسم کی ایک رپورٹ ۵ر مارچ ۲۰۱۶ء کے روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی کے صفحہ ۶ر پر شائع ہوئی:

مظفر نگر (پی ٹی آئی) یہاں ایک سرکاری اسکول میں بچوں کو مبینہ طور پر قابل اعتراض ویڈیو دکھانے کے الزام میں ایک اسسٹنٹ ٹیچر کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے، تھانہ انچار شعیب میاں نے کہا کہ والدین کی شکایت کے بعد کل ششامتر (.......) کے خلاف ایک مقدمہ درج کیا گیا، اس درمیان گاؤں کے لوگ استاد کو ہٹانے کا مطالبہ کر ہے ہیں، ضلع بیسک ایجوکیشن افسر نے کہا کہ واقعہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے اور اگر وہ مجرم پایا گیا تو اس کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی"۔

جو ویڈیو دکھا گیا ہے لگتا ہے کہ وہ بھیانک اور خطرناک ہوگا اور فحش سے پُر ہوگا، نہیں تو گاؤں کے لوگ پولیس تھانہ تک نہیں پہنچتے، اور نہ شکایت درج کراتے، بے راہ روی ہر محکمے میں بڑھتی جا رہی ہے، اور اتنی بڑھ گئی ہے کہ عزت داروں کا جینا دوبھر ہوگیا ہے، مسلمانوں کو ایسے دور اور حالات میں قرآن وحدیث کی طرف پلٹنا ہوگا، قرآن کے آفاقی پیغام کو دل میں بسانا ہوگا، جب جاکر مسلمان سرخرو ہوں گے، اس سلسلے میں قرآن کا آفاقی پیغام سورہ نور، آیت ۱۹ میں اس طرح سے ہے:

ترجمہ: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے اُن کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

بُرے چرچے کرنے اور پھیلانے والوں کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا، بہت سارے لوگوں کی زبان سے یہ سننے کو ملتا ہے کہ فلا اور فلاں برے برے کام کرتے ہیں مگر اسے

کچھ نہیں ہوتا ہے، آپ غور کیجئے کہ دنیا میں ایک ملازم پیشہ شخص برے کام کرتا ہے، اپنے محکمہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ ملازمت سے نکال دیا جاتا ہے تو یہ پہلا عذاب اور پہلی سزا ہوتی ہے، اُس سے عیش وعشرت کی زندگی چھین لی جاتی ہے، یہ دوسرا عذاب وسزا ہے، وہ معاش کی فکر میں مبتلا ہوجاتا ہے یہ تیسرا عذاب اور سزا ہے، بیوی اور بچے اس سے نالاں ہوجاتے ہیں یہ چوتھا عذاب سزا ہے، لوگوں کی نگاہوں میں وہ بدنام ہوجاتا ہے یہ پانچویں سزا ہے، اس طرح سے آپ غور کیجئے تو نہ جانے کتنے عذابوں اور سزاؤں میں دنیا میں ہی گرفتار ہوجاتا ہے، اور آخرت کا عذاب اور سزا ابھی باقی ہے۔

نوجوانو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقل وشعور کی دولت دی ہے، آپ عقل وشعور کی دولت کو بروئے کار لائیے اور اسلام کی روشنی میں سیدھی سمت دیکھئے تو اچھائی اور برائی آپ کے سامنے آجائے گی، اور آپ چیخ پڑیں گے کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ بُرا تھا اب ان سے توبہ کرنا چاہئے، جب آپ توبہ کے لئے آمادہ ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑھ کر آپ کو تھام لے گی، اور اگر آپ برائی سے دور رہے ہیں تو آپ مبارک باد کے مستحق ہیں، آپ کی دعا جلد مقبول گی، آپ دعا کیجئے کہ آپ کے بگڑے ہوئے، ہمنوا، دوست، یار سب کے سب برائی سے توبہ کرلیں، اور آپ جیسے سمجھدار اور دین دار بن جائیں (آمین)

☆☆☆☆